

# فیشن پرستی

اور اس کا علاج

مؤلف: جناب پروفیسر حسن سعید صاحب مدظلہ

ناشر: مکتبہ ارسلان، کراچی

۲۹۲۵۳۲  
ح ۲۲ و  
2

جملہ حقوق ملکیت بحق "مکتبہ ارسلان" محفوظ ہیں

فیشن پرستی اور اس کا علاج	:	نام کتاب
پروفیسر حسن سعید	:	تالیف
نومبر ۲۰۰۰ء	:	سن اشاعت
محمد ارسلان بن اختر میمن	:	بابت تمام
مکتبہ ارسلان، اردو بازار کراچی	:	ناشر
	:	قیمت: 90

497454

ملنے کے پتے

دارالقرآن اردو بازار کراچی	مکتبہ دارالعلوم کورنگی، کراچی
علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	ادارۃ اسلامیات 190 اتار کلی لاہور
کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی	ادارۃ القرآن 437/D بسیلہ، کراچی
درخواستی کتب خانہ، نزد بنوری ٹاؤن کراچی	ادارۃ اسلامیات، اردو بازار کراچی
مکتبہ المدینہ، اردو بازار کراچی 2628331	مکتبہ برہان، اردو بازار کراچی
مکتبہ یکہ، مکی مسجد ۲۲ علامہ اقبال روڈ، لاہور	اقبال نعمانی، آفیسر کالونی گارڈن، کراچی
مکتبہ ذکریا، نزد بنوری ٹاؤن، کراچی 4855035	مکتبہ عثمان غنی، مین گیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی
	مکتبہ قاسمیہ، نزد بنوری ٹاؤن، کراچی 4853427

# انتساب

زندگی کے بھٹے ہوئے

قافلوں کے نام

جنہیں

جادو منزل کی تلاش ہے

110 - 110 - 110

کلمہ سنا

110/110

## حمد و ثناء

صرف اس ذات بے ہمتا کو بھتی ہے جس نے اس کارخانہ عالم کی  
برشے کو عدم کی اندھیریوں سے نکال کر وجود کی جلوہ گاہ میں لا  
کھڑا کیا رنگ و بو کی اس کائنات کا ہر ذرہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے  
کہ وہ ہے اور ایک ہے ۔

اس آئینہ خانے میں بھی عکس ہیں تیرے  
اس آئینہ خانے میں تو یکتا ہی رہے گا

اور

## درود و سلام

اس کے آخری پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جنہوں نے ظلم و  
جمالت میں بھٹی ہوئی انسانیت کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔  
جنہوں نے باطل کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں حق کی پر نور مشعلیں  
روشن فرمائیں اور دنیا کے ظلمت کدوں میں اجالا کر دیا ۔

پھوٹا جو سینہ شبِ تاریک سے  
اس نورِ اولیں کا اجالا تھی تو ہو

## فہرست عنوانات

## فیشن پرستی اور اس کا علاج

صفحہ نمبر	عنوانات
۴	حمد و ثنا اور درود و سلام
	آراء و تقاریظ علمائے کرام و مشائخ عظام
۱۳	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی
۱۵	حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی
۱۶	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی
۱۸	حضرت مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقل مدظلہ العالی
۱۹	حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مدظلہ العالی
۲۰	حضرت مولانا نظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ العالی
۲۱	پیش لفظ : از مولانا محمد رضوان القاسمی صاحب مدظلہ
۴۶	فیشن پرستی اور اس کا علاج بیمار سوسائٹی
۴۷	فیشن پرستی کی وباء۔ فیشن پرستی ایک روحانی مرض ہے
۴۷	جسمانی اور روحانی بیماریوں میں فرق
۴۹	فیشن پرستی کے معنی، فیشن بدلتا رہتا ہے
۴۹	مغربی تہذیب سے کیا مراد ہے؟ شیطان کا ایک اہم حربہ
۵۰	سنت کے جائے فیشن، مسلمانوں میں فیشن پرستی
۵۰	ایک درد بھری داستان

- ۵۰ سر جیکل آپریشن، فیشن کی دنیا میں
- ۵۲ وضع قطع میں فیشن
- ۵۳ ڈاڑھی اور مونچھ
- ۵۵ ایک مجوسی سے حضور ﷺ کا ارشاد مبارک، شاہ کسریٰ کے
- دو قاصدوں سے حضور ﷺ کا ارشاد مبارک
- ۵۶ فیشن پرستی کا جنون
- ۵۷ کلین شیو (Clean Shave) سنت محمدی ﷺ سے کھلی بغاوت
- ۵۸ ڈاڑھی تمام نبیوں اور صحابہ کی سنت ہے، ڈاڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے
- ۵۹ موت کے بعد سید الکونین ﷺ کی زیارت
- ۵۹ سیرت کے جلسوں میں سیرت کی مخالفت
- ۶۰ بے اثر تقاریر
- ۶۱ افسوس کی بات، حیرت کی بات
- ۶۱ اجڑا ہوا دل، عجیب و غریب عاشق، محبت کا ثبوت
- ۶۲ محبت کا تقاضا باپ اور بیٹے کی مثال
- ۶۳ عاشق رسول کون ہے؟
- ۶۶ حیرت انگیز جسارت
- ۶۷ ڈاڑھی پر اعتراض
- ۶۸ سرکارِ دو جہاں نبی ﷺ کی پیش گوئی
- ۶۸ سنت رسول کی برسر عام مخالفت، ڈاڑھی اسلامی شعار ہے، فرشتوں کی
- تسبیح، مردوں کیلئے ڈاڑھی عورتوں کیلئے چوٹی زینت ہے
- ۶۹ نبی ﷺ کے حکم اور فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کر لینا شرائط ایمان
- ہے، حضرت امام جعفر صادقؑ کی تفسیر

- ۷۰ ایک یہودی کا واقعہ 'لقد کان لکم فی رسول اللہ ﷺ اسوة حسنة
- ۷۱ سب سے بڑی سعادت 'حضرت عبداللہ بن مسعود کا واقعہ
- ۷۲ صدیق اکبرؓ کی شان 'سونے کی انگوٹھی پھینک دینے کا واقعہ
- ۷۳ کچھڑ میں لیٹ جانے کا واقعہ 'حضرت عمر فاروقؓ کا واقعہ
- ۷۴ صحابہ کا ادب 'ہماری بے ادبی اور گستاخی،
- ۷۴ ڈاڑھی سے صورت مردانہ مکمل ہوتی ہے
- ۷۵ ڈاڑھی منڈانا شیطانی فعل ہے 'ڈاڑھی، خوبصورتی اور زینت کا باعث ہے
- ۷۶ فرشتوں کی قسم 'محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے، عجیب و غریب محبت
- ۷۷ سرکارِ دو جہاں نبی ﷺ کے ارشادات مبارک
- ۷۷ فیشن پرست مسلمان متوجہ ہوں
- ۷۸ امام ابو یوسفؒ کے ایک شاگرد کا واقعہ 'خواب میں حضور ﷺ کی زیارت، تمام سنتیں خداوند قدوس کو پسند ہیں
- ۷۸ فرینچ کٹ ڈاڑھی، سائیڈ لاکس (Side Locks) ایک فلمی اداکار کی ڈاڑھی
- ۸۰ دیندار لوگوں پر فیشن پرستی کے اثرات
- ۸۰ ڈاڑھی کے مسئلہ میں تاویل، ایک صاحب کی غیر شرعی نصیحت
- ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے
- ۸۲ سرکارِ دو جہاں حضور ﷺ کی ڈاڑھی مبارک 'حضرت غوث الاعظم پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد گرامی
- چاروں ائمہ کا ایک ہی فتویٰ
- ۸۵ ایک اپاہج ڈاکٹر کی مثال 'دنیا میں چست، دین میں ست
- ۸۶ ہر وقت گنہگار



- ۸۷ ایک اہم بات
- ۸۸ بالوں کا فیشن
- ۸۹ حیدرآباد کے وٹمنس کالج کا واقعہ
- ۸۹ ایک اور واقعہ
- ۹۰ آقائے دو جہاں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک،
- ۹۱ جان نثار صحابہؓ کی دو مثالیں
- ۹۱ (۱) حضرت وائلؓ کا زباب کے لفظ سے بال کٹوانا
- ۹۲ (۲) حضرت سہل بن مظہرؓ کی عادت اور خریمہ کا بال کٹوانا
- ۹۳ ہم اپنا جائزہ لیں
- ۹۴ لباس کا فیشن
- ۹۴ لباس میں فیشن، سوٹ
- ۹۵ مغرب زدہ ذہنیت
- ۹۶ دولہے کا سوٹ، عزت کا معیار
- ۹۷ بل باٹم (Bell Bottom) حضور ﷺ کے ارشادات مبارک کہ
- ۹۸ نماز کا ایک مسئلہ، دو قسم کے لوگ
- ۹۹ حضرت عمر فاروقؓ کی گراں قدر نصیحت
- ۱۰۱ اس اعتراض کا جواب کہ کیا اسلام سے مراد صرف ڈاڑھی اور لباس ہے
- ۱۰۲ سنت کی بے قدری اسلام میں لباس کی قید نہیں
- ۱۰۳ اسلامی لباس کے حدود، تقویٰ کا لباس
- ۱۰۴ امام غزالیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور غوث الاعظم
- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا لباس
- ۱۰۵ لباس کا تعلق بھی محبت سے ہے



- ۱۰۶ خدا پرستی اور خود پرستی
- ۱۰۷ ایک نو مسلم نیکرو کا عجیب واقعہ
- ۱۰۸ عبرت کا مقام
- ۱۰۹ سوسائٹی کا ڈر
- ۱۱۱ حضرت حذیفہ کا عشق رسول ﷺ
- ۱۱۱ نبوت سے بڑھ کر عالم میں کوئی حکمران اور بادشاہت نہیں رہے
- ۱۱۳ تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں
- ۱۱۶ عورتوں کا فیشن
- ۱۱۶ سازمی اور بلاؤز، بغیر آستین کے بلاؤز
- ۱۱۷ یہ کیا معرہ ہے، اسکوٹر پر محترمہ اہلیہ صاحبہ
- ۱۱۸ فیشن اعلیٰ عورتوں کا جواب، عورتوں کا میک اپ
- ۱۱۸ لپ اسٹک، پلکوں اور بھوؤں پر میک اپ، تلک اور بو
- ۱۱۹ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد مبارک کہ، بیوٹی اسپاٹ
- ۱۲۰ گھورنے والے مرد اور گھورنے والی عورتوں پر لعنت،
- ۱۲۰ مصنوعی بال
- ۱۲۲ ہنی اور میا کسی
- ۱۲۲ مردوں کا بلاوجہ نہ اٹھلا کما جاتا ہے، ناخن پر پینٹ
- ۱۲۳ نماز نہیں ہو سکتی
- ۱۲۴ باریک لباس پہننے والوں پر لعنت، مرنے کے بعد کیا جواب دیں گے
- ۱۲۴ پردہ کرنا فیشن کے خلاف ہے
- ۱۲۴ پردہ والیاں بے پردہ، فلمی اداکاروں کی نقالی
- ۱۲۸ متفرق فیشن

- ۱۲۹ بات چیت میں فیشن
- ۱۳۰ اردو نہیں آتی، ہلو اور ہائے
- ۱۳۲ ماما اور بائے بائے
- ۱۳۲ بستر کی چائے، فلمی گیتوں کے پروگرام اور غزلیات سننا فیشن ہے اور وعظ اور دینی اجتماعات میں جانا کوٹ آف فیشن ہے
- ۱۳۴ کلمہ طیبہ کے جائے فلمی گانا
- ۱۳۵ سگریٹ پینا فیشن ہے
- ۱۳۵ ایک لطیفہ
- ۱۳۶ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں سگریٹ نوشی، شراب پینا فیشن ہے
- ۱۳۹ کھڑے رہ کر پینا اور کھانا فیشن ہے
- ۱۴۰ ٹوپی پہننا فیشن کے خلاف ہے،
- ۱۴۰ نوشہ کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا فیشن ہے
- ۱۴۲ کھڑے رہ کر پیشاب کرنا فیشن ہے
- ۱۴۳ ناولیں پڑھنا فیشن ہے اور دینی کتابیں پڑھنا فیشن کے خلاف ہے
- ۱۴۴ مسواک کرنا سنت ہے
- ۱۴۵ حضور ﷺ کا عمل مبارک
- ۱۴۵ مسواک کے فضائل
- ۱۴۶ مسواک اور فیشن پرستی ایک صاحب کا واقعہ،
- ۱۴۶ فیشن پرستی کے جراثیم کینسر کے جراثیم سے بھی خطرناک ہیں
- ۱۴۸ فوٹولینا فیشن ہے
- ۱۴۸ حضور ﷺ کے ارشادات مبارکہ، فیشن پرستی کا مہلک اثر
- ۱۴۹ حاجی صاحب کی فوٹو اخباروں میں،

- ۱۴۹ فیشن پرستی سے گناہوں میں اضافہ
- ۱۵۱ قمری مہینوں اور سنہ ہجری کا استعمال فیشن کے خلاف ہے
- ۱۵۲ ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ، طویل داستان ہے
- ۱۵۳ سرکارِ دو عالم ﷺ کی مبارک سنتوں پر چلنے کی فضیلت
- ۱۵۵ سنت پر چلنا ضروری ہے
- ۱۵۷ دورِ فساد میں سنتوں پر چلنے کا ثواب
- ۱۵۹ سو شہیدوں کا ثواب، ثوابِ عظیم کی وجہ
- ۱۶۱ محبت کا امتحان، سرکارِ دو عالم ﷺ کا قرب و معیت
- ۱۶۲ سنت سے محبت پر انعام، سنت کو زندہ کرنے کا ثواب
- ۱۶۳ خاتم النبیین ﷺ کی وصیت، ترک سنت پر وعید
- ۱۶۶ حضور ﷺ کی بددعاء کا ایک واقعہ،
- ۱۶۶ تکبیر کا نتیجہ
- ۱۶۷ سنت اور فیشن میں فرق
- ۱۷۷ فیشن پرستی سے نقصانات
- ۱۷۷ اتباع سنت سے محرومی ایک نقصانِ عظیم ہے، اسلامی ذوق ختم ہو جاتا ہے
- ۱۷۸ فیشن پر روپیہ صرف کرنا سراف ہے
- ۱۷۹ ایک فیشن ایبل صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب
- ۱۸۱ جائز ضروریات کو روک کر فیشن کیا جاتا ہے، فیشن کے لئے
- حرام ذرائع سے مال کمایا جاتا ہے
- ۱۸۳ فیشن پرستی سے بیمار ذہن پیدا ہوتا ہے
- ۱۸۴ فیشن پرستی کا علاج
- ۱۸۴ علاج سے فائدہ کس کو ہو سکتا ہے،

۱۸۴

فیشن پرستی کی وجہ

۱۸۸

دینی اجتماعات میں شرکت

۱۸۹

ایک اہم نوٹ

۱۹۱

اللہ والوں کی صحبت

۲۰۰

دین پر چل کر تو دیکھئے

۲۰۱

فیشن پرستی کا بہترین علاج

۲۰۷

لندن کا ایمان افروز واقعہ

۲۰۸

دعا

## رائے عالی

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند

(برائے تصنیف ”فیشن پرستی اور اس کا علاج“)

محترمی و محترم المقام، زید مجد کم

سلام مسنون گرامی نامہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۸ء معہ دو نسخوں فیشن پرستی کے باعث شرف ہوا جس کے شروع میں مولانا رضوان القاسمی صاحب کا مفصل مقدمہ مرقوم ہے جو خود ایک مستقل رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ دونوں مقالے میں نے پڑھے بہت ہی مفید اور نافع پائے۔ فیشن پرستی کا مرض وبائی صورت اختیار کرنا جا رہا ہے بلکہ کر چکا ہے۔ جس نے مسلمانوں کی اسلامی معاشرت کو سخت نقصان پہنچایا اور وہ سادگی اور بے تکلفی جو اسلام نے معاشرت کے راستے سے مسلمانوں میں پیدا کی تھی اُسے شدید ترین نقصان پہنچا ہے۔ بالفاظ دیگر مسلم کی مسلمانہ خصوصیت کا عدم ہو کر رہ گئیں پھر اس کا اثر فکر تک پہنچا جس سے افکار فاسدہ دلوں میں جاگزیں ہو گئے اور بالآخر ان کے اثرات سے عقائد بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ نتیجہ یہ کہ عقیدہ اور عمل جو اسلام کا حاصل ہے دونوں میں خرابیوں نے جڑ پکڑ لی۔ مولانا رضوان القاسمی صاحب اور آپ نے الحمد للہ کہ اس بیماری کو تہ تک سمجھا اور اس پر کاری ضرب لگائی جس سے اُمید ہے کہ جو بھی ان دونوں مقالات کو پڑھے گا اور نیت اصلاح نفس ان پر غور کرے گا تو ان شاء اللہ اس کی کافی

اصلاح ہو جائے گی اور وہ اس مملک مرض سے نجات پا جائے گا۔

مولانا محمد رضوان القاسمی نے اپنے مقالہ میں اصولی انداز کی بحث کی ہے اور بہت ہی بلیغ انداز سے مسلمانوں کو سمجھایا اور آپ نے فرد عالی اور جزئیاتی انداز سے اس مملک مرض کی شاخیں اور پھول پتیاں سامنے رکھ دیں ہیں جو بھی ان اصول اور فروع پر گہری نظر ڈالے گا ان شاء اللہ اُسے بصیرت بھی پیدا ہوگی اور عمل کی توفیق بھی ہوگی جو آپ دونوں حضرات کے لئے صدقہ جاریہ بنے گی۔

فجزاکم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین احسن الجزاء میں آپ لوگوں کے لئے دعاگو ہوں حق تعالیٰ قبول فرمائے۔

معمولات کی پابندی سے بے مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ استقامت اور تمکین

عطا فرمائے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

والسلام

محمد طیب

(۹۹۳/۵۱)

## رائے عالی

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ناظم مجلس دعوت الحق بر دوئی (یوپی) انڈیا

خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

**آما بعد :** اس بناکارہ نے اولاً جناب حسن سعید صاحب لیکچرار انوار العلوم ایونگ کالج حیدرآباد کی تالیفات ”سینما بینی کے مملک اثرات“ اور مسلمانوں میں ”فیشن پرستی اور اس کا علاج“ کو دیکھا۔ پھر اس کے بعد ان کا مضمون ”موسیقی اور مسلمان“ بھی جو جہ قلمت فرصت جا جادیکھا۔ تینوں بہت ہی پسند آئے۔

سینما، فیشن اور موسیقی کے مضمرات کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے نیز ان کی اصلاح کا بھی طریقہ بتلایا گیا ہے۔ آج کل نوجوان طبقہ کو ان تینوں کتابوں کا مطالعہ نہایت ہی اہم ہے۔

یہ بناکارہ دعا کرتا ہے کہ اللہ ان تینوں تالیفات کو قبول فرمائے اور ان کے

نفع کو عام و تمام فرمائے۔

والسلام

ابرار الحق

خادم اشرف المدارس و مجلس دعوت الحق، بر دوئی

وارد حال فیض العلوم، حیدرآباد



## رائے عالی

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

گلشن اقبال نمبر ۲، ناظم مجلس اشاعت الحق

خلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب، دامت برکاتہم

برائے تصنیف ”فیشن پرستی اور اس کا علاج“

محترم جناب حسن سعید صاحب لیکچرار شعبہ کامرس انوار العلوم ایوننگ کالج حیدرآباد کارسالہ ”فیشن پرستی اور اس کا علاج“ کا جتہ جتہ مطالعہ کیا۔ اس رسالہ کی ضرورت تو پاکستان کو ہندوستان سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ تو کلا علی اللہ ارادہ کر لیا ہے کہ ان شاء اللہ کتب خانہ مظہری سے یہ رسالہ موصوف کا اس سے پہلے جو رسالہ ”سینما ہینی اور اس کے مہلک اثرات“ طبع ہوا دونوں ہی یکجا کر کے جلد شائع کروں گا ان دونوں رسالوں کا مطالعہ دور حاضر کے مسلم طلباء اور طالبات کے لئے ہر اسکول کالج، یونیورسٹی میں کورس قرار دینا شدید نہیں بلکہ اشد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ عمد شباب کی حفاظت میں تمام تر حیات انسانی کی ترقی مضمر ہے۔ ورنہ یہ مصداق شعر احقر -

سنبھل کر رکھ قدم اے دل، بہار حسن فانی میں

ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحر جوانی میں

فیشن پرستی اور سینما ہینی زندگی کو صرف آوارہ ہی نہیں بلکہ ناکارہ بھی کرتی

ہے کیونکہ یہ حسن پرست کو اس کی یہ آوارگی، اعصابی تناؤ، بے خواہی، بلڈ پریشر،

پست ہمتی، کمزور دل و دماغ میں جتلا کر کے دنیا اور آخرت کی تعمیر اقدام کے لئے

اس کو خدا واد صلاحیتوں سے محروم کر دیتی ہے۔ میرے مشاہدے میں نمایاں

بھیانگ اور اقدام خود کشتی کی زندہ داستانوں کے وہ نوجوان حاملین ہیں جو میرے قلب مضطر کو آہ و فغاں پر مجبور کرتے ہوئے جرات تحریر پر بے صبر کر رہے ہیں۔  
اپنی کشتی طوفان سے ساحل تک سلامت لے جانے کے لئے ان دونوں رسالوں نیز احقر کی تصنیف ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ کا بغور مطالعہ نہایت نافع ہے نیز کسی اہل اللہ کی صحبت میں مسلسل اور کثرت سے حاضری دینا بھی اس مقصد میں نہایت موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے نوجوانوں کو اپنی اطاعت کے لئے مقبول فرمائے۔ امین۔

احقر اپنے ان اشعار پر تقریظ کو تمام کرتا ہے۔

- (۱) کسی خاکی پہ بہت کر خاک اپنی زندگانی کو  
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو  
(۲) یہ چمن صحرا بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو  
تاکہ اپنے زندگی کو سوچ کر قرباں کرے  
(۲) ان کے عارض کو لغت میں دیکھو  
کہیں مطلب عارضی نہ نکلے

والسلام

احقر محمد اختر عفی عنہ

گلشن اقبال نمبر ۲، کراچی

## راتے عالی

حضرت مولانا اکھراج محمد حید الدین صاحبی عاقل مدظلہ العالی

ایرلینڈ اسلامیہ آئندہ رپورٹیشن بانی و مہتمم دارالعلوم حیدرآباد

جوں بخت جوان سال بھی جناب حسن سید صاحب پیکر انوار العلوم ایوننگ کالج میں آئے  
ان چندہ اصحاب میں سے ہیں کہ جن پر عصری تعلیم کے مضر اثرات نہیں پڑ سکے اور نہ مغربی  
تہذیب کی طمع کاری ان کو اسلامی قدروں سے بے نیاز کر سکی بلکہ اعلیٰ تعلیم کے بعد ان کو  
اسلامی احکام کی اہمیت اور افادیت کا اور زیادہ احساس ہوا اور انہوں نے نہ صرف اپنی زندگی  
کو اسلامی زندگی کے سانچے میں ڈھال لیا بلکہ اپنے بھائیوں کو بھی اس سانچے میں ڈھالنے کی سہل  
سہی کر پے ہیں۔ انکی مخصوص انداز میں لکھی ہوئی کتابیں سینما بینی اور اس کے جھلک اثرات  
اور مسلمانوں میں فیشن پرستی اور اس کا علاج "سند قبولیت حاصل کر چکی ہیں" زیر نظر کتاب موسیقی  
اور مسلمان بھی اسی اصلاحی سلسلہ کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ اس میں نہ صرف موسیقی  
کے مضر اثرات دلچسپانے میں بیان کئے گئے ہیں بلکہ ساتھ ہی ان کا علاج بھی بتایا گیا ہے۔ علامہ  
اقبال نے تو موسیقی کو قومی اوباد کا باعث قرار دیا ہے تقدیر امام اس وقت چمکتی ہے جب شمشیر  
دستان سرکار رہتا ہے اور طاؤس و ربا کی دلچسپی اوباد کا موجب بنتی ہے مجھے امید ہے کہ موصوف  
کی یہ کتاب بھی انکی دوسری کتابوں کی طرح قبولیت کا درجہ حاصل کرے گی اور الدال علی  
الخییر کفاعلہ (نیکی کی طرف تیری کرنیوالا اس پر عمل کرنے والے ہی کے جیلے) کے فرمان کے مصداق، تمام نسیحت حاصل کرنیوالوں کا اجر موصوف کیلئے بخشش کا پروانہ ثابت  
ہوگا۔ موصوف کی یہ کوشش نہیں عناد اور عناد اللہ کے شکر کر چکی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
مصنف مذکور کو اسی قسم کی اصلاحی کتابیں شائع کرنے کی توفیق دے تاکہ قوم کے مختلف نامور قابل  
علاقہ بن جائیں۔ فقط۔

خادم العلم والعلماء

محمد حمید الدین عاقل غفرلہ، ۹ جون ۱۹۶۹ء

## رہائے عالی

حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مدظلہ العالی

استاذ تفسیر و حدیث، دارالعلوم دیوبند

برائے تصنیف "فیضِ پرستی اور اُس کا علاج"

ہمارے محترم کرم فرما جناب حسن سعید صاحب پیکر انوار العلوم ایوننگ کالج حیدرآباد جو جوان صاحب ہونے کے ساتھ زبان ہوشمند اور دل دردمند بھی رکھتے ہیں، حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی سے اُن کو بیعت و ادارت بھی حاصل ہے۔ موصوف نے "فیض" کے ذیل پر قلمی نشر مارا ہے۔ خدا کرے اُن کا یہ آپریشن کامیاب ہو، اور آئندہ بھی اس طرح اُن کے قلمی شاہکار منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوتے رہیں۔

فقط

بندہ مسکین محمد نعیم

خادم دارالعلوم دیوبند،

واردِ حال، حیدرآباد

۵، رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

۱۰ اگست ۱۹۷۸ء

## راتے عالی

### حضرت مولانا نظر شاہ صاحب کاشمیری مدظلہ

استاذ تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند

جناب سید صاحب سچرا انوار العلوم ایوننگ کالج جیڈا آباد نے ایک طویل مضمون  
 فیشن پرستی اور اس کا علاج کے عنوان سے لکھا جو ریاست جیڈا آباد کے ایک مضمون میں  
 مسلسل شائع ہوتا رہا۔ اب فاضل مقالہ نگار سے کتبلی شکل دے رہے ہیں۔ راقم الحروف نے  
 ان کے مقالہ کو مفصل پڑھا اور محسوس کیا کہ اس میں علم و خلاص بھی ہے اور امر بالمعروف  
 ونہی عن المنکر کا جذبہ بے قرار بھی۔ انسداد فحاشی و فیشن پرستی کی جدوجہد بھی ہے اور مصلحت  
 کو رد و اصلاح لانے کا بے اختیار دلولہ بھی۔ خود کرے کہ ان کی یہ تالیف ان مقاصد کی تکمیل  
 لے جو مصنف کے پیش نظر ہیں اور عند اللہ وعند اناس مقبول ہو کر ایک سبقتی  
 آخرت ثابت ہو جس سے ان کو وہاں کی سرخروئی و بیاض وجہ کی دولت حاصل ہو  
 سکے جہاں کچھ چہرے اپنے حسن عمل کے نتیجہ میں صفا و سفید ہوں گے اور کچھ ایسے نصیب  
 ہونگے کہ خرابی کردار سیاہی کے رنگ ہیں ان کے چہروں کو روشناس کر لاری ہوگی  
 بیسکہ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ **يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّاَسْوَدُّ وُجُوهٌ** (ترجمہ)  
 اس روز کہ بعض چہرے سفید ہو جائیں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے، یقیناً دین اور  
 سلائی تہذیب و معاشرت کو فروغ دینے کی کوششیں بیاض وجہ کا موجب ہیں اللہ تعالیٰ

ذات موصو کو اس دولت بے بہا بھر پور طور پر لوٹے امین۔ فقط

انظر شاہ عفا اللہ عنہ  
 دارالعلوم دیوبند

۱۴ رجب ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۳ جولائی ۱۹۷۸ء

## بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِلْعَمَلِ بِتِلْكَ وَكَفَى وَبِسْمِ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ أَصْطَفَوْا

ہر زمانہ کا ایک نعرہ ہوتا ہے جس کو زندگی کا محور بنا لیا جاتا ہے۔ نعروں سے بڑی دلچسپی پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان میں عوامی اُمتوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور یہ خیال پیدا کیا جاتا ہے کہ وہ زندگی کا منتہا اور عزت کی ضمانت ہیں۔ آزادی سے پہلے ہندوستان چھوڑو، عوام کا محبوب نعرہ تھا۔ آزادی کے بعد ایک اور نیک نعرہ کا نعرہ ایجاد ہوا۔ ایک قومی رہنما نے "قدم ملک کے چلو" کا نعرہ دیا۔ ہماری وزیر اعظم نے بھی امیر جنسی کے دوران ملک کو بے شمار نعرے دیئے۔ یہ تو ہندوستان کی بات تھی یہاں کے علاوہ دوسرے ملک میں بھی وہی کے حالات اور مسائل کے اعتبار سے مختلف نعرے ایجاد ہوتے اور ہوتے رہتے ہیں۔

مگر وہ نعرہ جو سب سے زیادہ مقبول ہوا اور عوامی زندگی نے اسے ملک و مملکت کی قید سے بلا تڑپ کر عملی طور پر اپنایا اور دور جدید کا دیا ہوا معیار زندگی کو بلند کرنے کا نعرہ ہے۔ یعنی عوام کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ زندگی کے طویل طریق کو بدینہ نئی زندگی میں نکھار پیدا کریں۔ پوشاک کو دلکش بنائیں۔ رہن سہن میں نزاکت کو اپنائیں جو چیزیں خاص گھروں میں دکھائی دیتی ہیں وہ عام گھروں میں پہنچائیں اور گھر یلو اسباب کو اپٹو ڈیٹ بنائیں اور زندگی کے آخری سانس تک اپنی رہائش گاہوں کو دنیا کے حسین و نازک سامانوں سے سجائیں۔

ماضی اور حال کے آئینے میں ذرا جاہک کر دیکھئے۔ پہلے دیہات کے لوگ گڑا گڑیل کا زیادہ استعمال کرتے تھے اب شکر اور گھی استعمال کرتے ہیں۔ چلتے



شہروں تک محدود تھی اب ہر گاؤں اور ہر بستی میں پی جاتی ہے۔ جسے حکومت نے بھی اب اشیاءِ ماحیجہ میں سے قرار دے دیا ہے۔ کچے مکان، پختہ مکانوں میں تبدیل ہوئے ہیں اور کوٹ پتلون کی مقبولیت ہر جگہ ہر طبقہ میں بڑھتی جا رہی ہے بلکہ کوٹ پتلون کو معیارِ زندگی کا بیرونی قیاس قرار دے دیا گیا ہے۔ ایک طرف ہندوستانی کلچر کا شور ہے اور اس کلچر کی خاطر اقلیتوں پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے دوسری طرف مغربی طرزِ زندگی کو عام مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ جب ہم مغربی قوموں کے معیارِ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ وہاں ہر گھر کے لئے ایک کابڑے اور عام مزدوروں کی روزانہ اجرت پچیس سے پچاس روپے تک ہے تو ہمارے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا معیارِ زندگی مغربی قوموں کی سطح پر آجائے اور ہم دنیا کی نظروں میں پیٹے اور پیمانہ ثابت نہ ہوں۔

اپنی زندگی کے معیار کو بلند کرنے اور اپنے آپ کو نمایاں طور پر بڑھا چڑھا کر مغربی سانچے میں پیش کرنے کا یہی وہ ذہن اور جذبہ ہے جسے ہم فیشن پرستی کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہے کہ فیشن پرستی معاشرہ اور سماج کے لئے ایک بڑی مصیبت ہے جس کی وجہ سے ہماری مثال اس قابلِ رحم صیاد کی ہو گئی ہے جو اپنے دام میں پھنس گیا ہو۔ ہر عیشم بینا آج دیکھ رہی ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکیاں جو اسکول جاتی ہیں ان میں لباس کی دوڑ ہو رہی ہے۔ کوئی لڑکا نہیں چاہتا کہ وہ اسکول اور کالج کے دوسرے لڑکوں کی نظروں میں کمزور اور پیچ ثابت ہو، اس دوڑ میں کوئی لڑکا یہ نہیں سوچتا کہ سرپرستوں کی آمدنی کا طول و عرض کیا ہے، اور وہ ان لڑکوں کے مصارف کے کس حد تک متحمل ہو سکتے ہیں۔ اگر سرپرست نادار ہیں تو لڑکے اور



رہکیوں کو اسکی پرواہ نہیں اعلیٰ پوشک چاہیے۔ ورنہ ہم سبق سائھیوں میں ان کی سکی ہوگی اور وہ نظروں سے گر جائیں گے۔ اس دوڑ کا نتیجہ یہ نکلا کہ تعلیم اور تعلیمی مسابقت سے ان کا ذہن ہٹ گیا اور ساری توجہ ان کی مرکوز ہو گئی اپنے جسم اور کپڑے کو بنانے پر۔ اور فیشن میں ایک دوسرے سے مسابقت لے جانے پر۔

معاشرہ میں فیشن پرستی کا یہی وہ بڑھتا ہوا رجحان ہے جسکی بناء پر ہماری نظروں سے ایسے لوگ اکثر گزرتے ہیں جو اپنے لباس سے مرفہ الحال اور اوپے درجہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے گھر میں سلیقہ کا ایک بسر تک نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے گھر صطبل سے بھی زیادہ تنگ اور فلینڈ ہوتے ہیں۔ پائے علم میں وہ لوگ بھی ہیں جو سوسائٹی میں خاص رکھ رکھاؤ رکھتے ہیں اور کلبوں میں امیرانہ مٹھاٹ اور اعلیٰ فیشن کے ساتھ جاتے ہیں مگر جب مکاندار کرایہ کے لئے آتے تو نظر پکا کر غائب ہو جاتا ہے۔ یہ نکالتی معیار زندگی بلند ہوتا دکھائی دیتا ہے لیکن اس کی بنیادیں حد سے زیادہ بوسیدہ ہیں۔ جب تک معیار زندگی حقیقی معنی میں بلند نہ ہوگا اور جلوت و خلوت کے پیمانے ایک نہ ہوں گے معاشرہ کی پستی اور بد حالی دور نہ ہو سکے گی۔

(یہ کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں "فیشن" کا معیار تو بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے، مگر سماجی اور اخلاقی طور پر یہ معیار روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ رواداری اور مروت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ انلاص اور ایشار مٹا جا رہا ہے اعتماد کی بنیادیں متزلزل ہو رہی ہیں۔ کردار میں خود غرضی کا کیرا لگ گیا ہے۔ دوسروں کی بھلائی کا خیال افسانہ بن کر رہ گیا ہے۔ مشین اور فیشن زندگی نے تعلقات کی بساط الٹ کر رکھ دی ہے۔ ہر شخص صبح سے شام تک لاشوری

حرکت میں ہے۔ کسی کو خبر نہیں پڑوس میں کیا ہو رہا ہے اور خوشی اور غمی میں  
 شریک ہونا کسے کہتے ہیں۔ مزد و کوٹھرا اگر ہوش نہیں رہتا، مل، مالکوں کو حساب  
 کتاب سے مہلت نہیں ملتی۔ تاجر پیشہ خرید و فروخت کے چکر میں ہے۔ وزیر کو  
 وزارت کے کاموں سے اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ عوام سے کوئی ربط پیدا کر سکیں  
 پوری زندگی غیر شعوری، مشینی اور فیشن بتی جا رہی ہے اور اخلاقی اور فلاحی تقدیریں  
 جو شعوری ہیں۔ موجودہ دور میں غیر شعور کی خانوں میں جا پڑی ہیں اور یہ سب نملشتی  
 معیار زندگی اور فیشن پرستی کی کرشمہ سازیں ہیں جس کے پیش نظر کہا جاسکتا  
 ہے کہ آج انسان بڑی تیزی کے ساتھ حیوان بنا جا رہا ہے بلکہ حیوان سے بدتر  
 کیونکہ حیوان اپنی جبلت سے مجبور ہے اور انسان کو خود ارادی اور خود امتیازی  
 کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

مولانا محمد تقی ایسی نظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے "فیشن"  
 کے سلسلہ میں جو اظہار خیال فرمایا ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس موقع پر  
 نظر کے سامنے رکھ لیں لکھتے ہیں:

( "موجودہ زمانہ میں "فیشن" زندگی کا "آرٹ" بن گیا ہے " )

ہر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں سرگرم ہے فیشن ہوس کی  
 سرستی کا نتیجہ اور جذبات کی ہیجان انگیز کاذب لہیر ہے۔ یہ عموماً سطحی  
 زندگی میں سرایت کرتا اور جوہری خصوصیات کے قائم مقام بنتا ہے۔ پھلر کو  
 ایک حالت پر قرار نہیں بلکہ ہر روز کی نئی نگاہ کیلئے نقش و نگار درکار ہیں اور  
 نئی شوخی کے لٹنے آتے آتے اب تاب کی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر من کے بازار  
 میں کوئی قیمت لگتی ہے اور نہ ہوس کی دنیا میں کوئی وقعت ہوتی ہے۔

”فیشن سے جو حُسن الجھرتا ہے وہ مصنوعی ہوتا ہے اور جو ننگا ہیں اسکو جذب کرتی ہیں وہ یرقانی ہوتی ہیں۔ اس بناء پر کوئی صحت مند معاشرہ اس حُسن کی وصلہ افزائی کرتا ہے اور نہ ان نگاہوں کو غذا پہنچاتا ہے۔ جس معاشرہ میں اس کی وصلہ افزائی ہوتی اور ننگا ہوں کو غذا ملتی ہے، چند دنوں کے بعد وہ خود ننگ آکر پریشان ہو جاتا ہے لیکن حُسن کچھ میدان مسابقت میں آنے کے بعد صورت حال بے قابو ہو جاتی ہے اور حدود و قیود کی کوئی تذبذب سرکار گر نہیں ہوتی“ (احکام شرعی میں حالات و زمانہ کی رعایت ص ۲۹۲، ص ۲۹۳)

یہ واضح ہے کہ اسلام ابتداء ہی سے فیشن پرستی کے رجحان کو روکنا چاہتا ہے اور اس کے لئے سخت قوانین بنانے کا حکم دیتا ہے نیز عورت و سر میں امتیاز قائم رکھنے کے لئے لباس صورت شکل اور وضع قطع ہر ایک میں مداخلت کا حق دیتا ہے اس سے نہ تو شخصی آزادی پائمال ہوتی ہے اور نہ خود مختاری مجروح ہوتی ہے۔

ہم یہاں اسلام کی بعض اصولی ہدایات اور تعلیمات کا ذکر کریں گے، جن سے معلوم ہوگا کہ اسلام اپنے ملنے والوں کو ”فیشن“ اور ظاہر پرستی سے کس قدر دور رکھنا چاہتا ہے اور زیارت و آرائش کی کہاں تک اجازت دیتا ہے تاکہ زندگی ”حقیقت“ سے ہم آہنگ ہو، بے راہ روی اور پریشانی سے بچا سکے اور سکون و اطمینان کی لازوال دولت میسر آئے۔

(الف) ”تجمل“ یعنی صفائی، پاکیزگی اور خوش پوشاکی کا اہتمام اور ”تمنم“ یعنی سرفاں اور عیش پسندانہ زندگی دونوں میں فرق ہے۔ تجمل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے جب آپ نیلباس

زیب تن فرماتے تو آپ کی دُعا میں یہ الفاظ بھی ہوتے اَتَجَمَّلُ بِهِنَّ فِي حَيَاتِي میں اپنی زندگی میں اس لباس کے ذریعہ تجمل حاصل کرتا ہوں اور دوسری روایت میں ہے وَكَانَ يَتَجَمَّلُ لِلْوُفُودِ۔ آپ مہمانوں کے لئے خوبش وضع لباس پہنتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرماتھے، ایک صاحب اس حال میں آئے کہ اُن کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے آپ نے بالوں کو درست کرنے کا اشارہ فرمایا، وہ صاحب گتے، بال درست کر کے ایک مہذب اور سنجیدہ شکل بن کر واپس آئے، آپ نے فرمایا: دیکھو! وہ جو تم چلے آئے تھے بال بکھرے ہوئے جیسے بھوت ہو، کیا اس سے یہ شکل بہتر نہیں! (جمع الفوائد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک تہ کے برابر بھی غرور ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کسی شخص کو اچھے کپڑوں اور اچھے جوتوں کا شوق ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے، جوتے وغیرہ اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا، یہ تکبر نہیں، یہ تو جمال ہے۔ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے، اس کو جمال پسند ہے، تکبر اور غرور تو یہ ہے کہ سچائی کے مقابلہ میں اکثر جاؤ اور گوارا نہ کرو کہ تمہاری بات سچی ہو۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھو (مسلم ترمذی)

اس حدیث کی تشریح میں علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی میں عمدہ لباس پہن کر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگے اور اپنی بات کو اونچا دکھنا چاہیے تو بے شک یہ لباس غرور کا ذریعہ ہو گیا جو حرام ہے اور اگر شوق پورا کرنا ہے تو جائز ہے اور اگر یہ نیت ہو کہ اللہ کی نعمت کا اظہار ہو

اور اچھے کپڑے دیکھ کر ضرورت مند اپنی ضرورت اس کے سامنے پیش کر لیں اور وہ ان کو پورا کرے تو اس صورت میں اچھا لباس وغیرہ پہننے میں ثواب ملے گا۔

مشہور حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، دس چیزیں انسانی فطرت میں داخل ہیں، اللہ کے تمام رسول اور نبی ان کو عمل میں لاتے رہے مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا، انگلیوں کو انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو صاف رکھنا، مونچھیں کٹوانا، داڑھی بڑھانا، ناخن کٹوانا، بغلوں کے بال دور کرنا، فتنہ کرنا، ناف کے نیچے بال مٹانا کرنا۔ (مسلم) اس حدیث کا مقنا بھی انسان کے جمالیاتی پہلو کو ابھارنا اور صفائی ستھرائی، پاکیزگی کا درس دینا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے، "طہارت و پاکیزگی ایمان کا نصف حصہ ہے" (مسلم) (ب) حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہے، یعنی گرد و پیش میں محسوس کی جاسکتی ہو اور جس کا رنگ نمایاں نہ ہو۔ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور جسکی مہک ہلکی ہو (ترمذی)

اس حدیث میں مرد و عورت ہر دو کو خوشبو استعمال کرنے کی تزیین دی گئی ہے مگر دونوں کی فطرت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس طرح کہ عورتوں کو ایسی خوشبو لگانے سے روکا گیا ہے جو شہوالی جذبات کے لئے ہیجان انگیز

---

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے قدرتی خوشبو عطا فرمائی تھی۔ آپ کے پسینہ میں مشک و جزیبہ بہتر خوشبو آتی تھی انتہا بھی آپ پر مبارک اور بالوں کی مانگ پر مشک وغیرہ خوشبو لگانے سے روکا گیا۔ (م. ر.)

ہو سکے۔ اس کے برعکس مردوں کے لئے تیز خوشبو کا استعمال ممنوع قرار نہیں دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لہن کو اپنے مزاج اور فرائض و مشاغل کے لحاظ سے یہی بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے لباس اور وضع قطع میں زیادہ سے زیادہ سادگی کی راہ اختیار کریں۔ اس کے برخلاف مستورات کو رنگ آمیز خوشبو کی اجازت ہے، ظاہر ہے کہ عورت فطری طور پر زینت و آرائش کو پسند کرتی ہے۔ اس لئے اسلام نے بھی اس فطری تقاضے کو ملحوظ رکھا ہے (ج، لیکن "تجمل" (مصغلی، دپاکیزگی) میں غلو کیا جاتے تو "تنعم" یعنی عیانہ زندگی یا دوسرے الفاظ میں "فیشن پرستی" کی حصر شروع ہو جاتی ہے

جس میں داخل ہو کر انسان اسراف فضول خرچی اور فخر نمائش میں اپنی ساری دولت کھادیتا ہے اور وقت کا سڑیہ بھی ضائع کرنا رہتا ہے اور اگر تجمل میں تفریط (گمی) کی جلتے تو وہ عیانہ زندگی کا سرا سا منے آجاتا ہے اس بنا پر اسلام "تنعم" اور رہبانیت (ترک دنیا) کے درمیان بیچ کی راہ اختیار کر نیکی تعلیم دیتا ہے اس بیچ کی راہ کو ایک روایت میں لفظ "بذازہ" سے تعبیر کیا گیا۔ روایت ملاحظہ ہو۔

"لوگو! کیا تم سنتے نہیں ہو، کیا تم سنتے نہیں ہو، بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ (ابوداؤد)

یہاں جس لفظ کا ترجمہ "سادگی" سے کیا گیا ہے وہ "بذازہ" ہے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ بذازہ سے مراد ایسی زندگی ہے جس میں فخر و نمائش اور تصنع و تکلف کی ملامت نہ ہو، خوش پوشی اور زینت پسندی الگ چیز ہے جس سے اسلام



دو گنا نہیں بلکہ یہ چیز تو اسلام میں مطلوب ہے۔  
 حرف تہجی ج کے ذیل میں اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے اسکی وضاحت  
 ہم یہاں چند حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

عمر بن شعیب اپنے والد شعیب اور شعیب عمرو کے دادا محمد سے روایت  
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ پیو اور پہنوا اور صدقہ  
 دو۔ جب تک کہ تکبر اور اسراف کی آمیزش نہ ہو۔ (نسائی،  
 حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک سال ہر وقت بناؤ سنگھار میں مشغول رہے جھوٹے  
 تھوڑے تفریح سے وہ آئینہ کے سامنے گھر اپنے چہرہ کو بنا تا اور بال کو کنگھی سے سنوارتا ہے۔  
 آجکل کے نوجوان اس مرض میں کثرت سے مبتلا ہیں دفتر کے بہت سارے ملازمین کے بالے  
 میں سا اور دیکھا ہے کہ وہ دفتر آئے کے لئے پہلے اپنے آپ کو گھنٹوں سنواتے ہیں۔ دفتر میں  
 آنے کے بعد کرسی پر بیٹھنے سے پہلے آئینہ کے پاس ضرور جاتے ہیں۔ باہر جانے کی ضرورت  
 جب بھی پیش آتی ہو آہ خود بھی "آئینہ" کے سامنے ضرور حاضری دیتے ہیں۔ چھٹی کے بعد  
 گھر جانے سے پہلے صابن، توال، کنگھی اور آئینہ ان معانی اربعہ

کی ضرورت۔ غامبر اربعہ سے بنے ہوتے انسان کو لازمی طور پر محسوس ہوتی ہے حالانکہ یہ  
 زنانہ پن ہے اس سے مرد کی مردانگی اور شجاعت کی روح کمزور ہوتی ہے اسی لئے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات میں ایک مرتبہ سے زیادہ کنگھی کرنے سے ممانعت فرمائی ہے  
 (نسائی، اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ بلاناغہ کنگھی کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (سنن)  
 محققین کہ ضرورت کے مطابق کنگھی اور زینت ہونی چاہیے۔ محض شوقیہ اور فیشن کے  
 طور پر ضرورت نہیں۔ (م. ر.)



گھر میں، بستر ایک مرد (صاحب خانہ) کے لئے ہوتا ہے، ایک بستر اس کی بیوی کے لئے ہوتا ہے اور تیسرا مہمان کے لئے، اور چوتھا شیطان کے لئے (مسلم)۔  
مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کے گھر میں فرنیچر، سامان بقدر ضرورت ہونا چاہیے تکلف اور ٹھاٹھ باٹھ کی غرض سے فرنیچر اور گھر کے سامان کی بہتات شیطانی طرز عمل ہے جو خدا کو انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

اس روایت میں بستروں کی متعین تعداد پر زور دینا مقصود نہیں ہے بلکہ اس ذہنیت پر ضرب لگانا مطلوب ہے جس سے عیش پسندانہ اور مسرفانہ زندگی وجود میں آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سونے چاندی کے برتن میں یا ایسے برتن میں جس میں ان دونوں میں سے کسی کی ملاوٹ ہو، پانی پیا تو وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے ڈال رہا ہے۔ (دارقطنی)

نشاہت ہے کہ اسلام مجبئی تکلفات، فیشن پرستی کے جذبات اور مسرفانہ مظاہرے مسلم سوسائٹی کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔

حدیث میں صرف پینے کا ذکر ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے کھانے پینے اور برتنوں کی وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن سے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور جھوٹے تکلف کا مظاہرہ ہو۔

(۷) جب ایک نہان کے اندر "فیشن" کا جذبہ سرایت کر جاتا ہے تو لازمی نتیجہ کے طور پر اس کی ہر بات اور ہر کام سے تصنع و تکلف کا اظہار ہوتا رہتا ہے اور اصل واقعہ اور حقیقت پر پردہ پوشی ہو کر رہتی ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلا یا گیا ہے وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

یعنی میں تصنع اور تکلف برتنے والوں میں سے نہیں ہوں اور مجھے اس لئے  
مبعوث نہیں کیا گیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے جانوروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا  
ہم تکلف سے روکے گئے ہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۸۳)

حضرت اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں کہ ہم نے ازواج مطہرات میں سے کسی  
کسی ایک کو دلہن بنا کر آپ کے پاس بھیجا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے  
تو آپ نے دودھ کا پیالہ نکالا پہلے آپ نے خود نوش فرمایا، پھر آپ نے اپنی دلہن  
کو پیش کیا، انہوں نے کہا مجھے خواہش نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، بھوک اور  
مجھوت کو جمع نہ کرو۔ (اللمع الصغیر للطبرانی ص ۱۴۷)

اگرچہ اس حدیث سے اس کی تعلیم مل رہی ہے کہ جب کسی عزیز یا دوست  
کی طرف سے کھانے پینے کی کوئی چیز پیش کی جائے تو بھوک اور خواہش کے باوجود  
محض تکلف کے طور پر یہ کہتے ہوئے انکار نہیں کرنا چاہیے کہ اس وقت بھوک  
نہیں ہے بلکہ اس پیشکش کو قبول کر لینا چاہیے مگر اس کے ذیل میں ہر پر تکلف  
مجھوت سے روکا گیا ہے خواہ وہ جس شکل اور انداز میں سامنے آئے۔

(۵) فیشن پرستی کا اثر یوں بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان نزاکت پسند اور  
کاہل بن جاتا ہے، ناز و انداز کی صفت اس کی طبیعت میں روح بس جاتی ہے۔  
اسی لئے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی عنہ نے اپنے زمانہ میں اپنے فرامین کے  
ذریعہ فیشن پرستی پر پابندی لگائی تھی۔ چند ہدایت ملاحظہ فرمائیے۔

ایک موقع پر فرمایا، گھر درے بنو اور عجمیوں کی طرح ناز و انداز نہ کرو۔ ایک  
دوسرے موقع پر فرمایا، اپنے کو عیش و عشرت کی زندگی اور عجمیوں کے لباس  
سے بچاؤ، سورج سے فائدہ اٹھاؤ، یہ عرب کا حمام ہے؟ (ازالۃ الخاطی ص ۱۳۸)

ایک اور موقع پر یہ ہدایت فرمائی۔ سخت بنو، موٹا جھوٹا کھاؤ، کلاہما  
گزی پہنو، پرانے کپڑے استعمال کرو، سواریوں کو خوب چارہ دو، ڈٹ کر گھوڑا سواری  
کرو اور جم کر تیر اندازی کرو۔ (ایضاً)

ایک دفعہ ایک نوجوان کو ٹوکتے ہوئے فرمایا۔ میں صاحبزادے اپنے  
کپڑے اونچے رکھو، اس سے کپڑے صاف رہیں گے، اور تمہارا پروردگار خوش  
ہوگا۔ (ایضاً)

ایک نوجوان کو زرد رنگ کا کپڑا پہنے دیکھ کر فرمایا۔ یہ زیبِ زمینت  
کے لباس عورتوں کے لئے رہنے دو۔ (ایضاً)

حضرت عمرؓ اپنے ان فرامین کے ذریعہ مسلم معاشرے کو دراصل اس کا  
عادی بنانا چاہتے تھے کہ وہ نہایت محنتی مجاہد اور جفاکش ہے اور ناز و نعم اور  
عیش و عشرت کی زندگی کے پاس نہ جاتے۔

(۵) فیشن کی وجہ سے عام ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ مرد و عورت  
اپنا مخصوص حلیہ بگاڑ لیتے ہیں، اور ایک دوسرے کا لباس اور وضع قطع بطور  
"فخر" اختیار کرتے ہیں۔ اسلام اس عمل پر بھی قدغن لگاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے مردوں پر لعنت برساتا ہے جو عورتوں کی مشابہت  
اختیار کرتے ہیں، اور ایسی عورتوں پر لعنت کرتا ہے جو مردوں کا روپ سھارتی  
ہیں۔ (بخاری)

یہاں جزوی اور عام معاملہ میں تشبیہ کو ممنوع نہیں قرار دیا جا رہا ہے  
بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ مرد یا عورت اپنا حلیہ اس طرح نہ بگاڑیں کہ ان کے درمیان  
لے یعنی امتناع قائم نہ رہتا ہے۔

نظاہر امتیاز نہ کیا جاسکے۔

(ز) فیشن پرستی کا ایک بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک قوم اپنے تشخص اور امتیاز سے قطع نظر دوسری قوموں کی نقلی شروع کر دیتی ہے۔ مسلم قوم کو اس نقلی اور مشابہت سے روکا گیا ہے۔

حضرت عائشہ بن عمر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے۔  
(ابوداؤد)

ممنوع تشبیہ کے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) کوئی مسلمان اپنا علیہ اور رہیں سہن کا ڈھانچہ اس طرح مسخ کر ڈالے کہ غیر مسلموں سے بظاہر کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔

(۲) مسلم معاشرے کا کوئی فرد یا مسلمان من حیث القوم غیر مسلموں کا شعا (قومی نشان) اختیار کر لیں۔

ان کے علاوہ غیر مسلم اقوام کی تہذیب یا رسم و رواج میں سے اگر مفید اجزاء اپنائے جائیں تو یہ اس اصول کے منافی نہیں۔ خذ مَا صَفَا وَ دَعِ مَا حَكَزَ (جہاں سے جو چیز اچھی اور بہتر ملے لو اور جو چیز بُری اور خراب ہو اسے چھوڑ دو)

لِيُكْمَدَ حَنَانَهُ الْمُؤْمِنِ رَحْمَتِ وَ دَانَانِي كِي بَات مومن كى كشد  
پونجی ہے، جہاں پاتا ہے وہ اسے لے لیتا ہے، کا حکیمانہ ارشاد بھی آپ کا موجود ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام جب بلاد مغرب میں فاتحانہ داخل ہوا، اور اندلس و پرتگال اس کا مستقر ہو گئے تو نصف صدی نہ گزری تھی کہ

یہاں کی بربری زبان بھی رخصت ہوئی، یہ ملک ایک خطہ عرب بن گیا، اور نہ صرف زبان بلکہ یورپ کی ساری اقوام وضع قطع اور تمدن و معاشرت میں مسلمانوں کی نقل اتارنے کو فخر سمجھنے لگیں، اور یہی نہیں بلکہ آس پاس کے دوسرے ممالک فرانس وغیرہ اس کے محبوباثر سے خالی نہ رہے۔

شیخ محمد کرد علی مہری اپنے سفر نامہ آندلس و پرتگال کی سیاحت کے چشم دید واقعات اور اس کے ماضی و حال کا موازنہ بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”نہ فقط وہ ممالک یورپ جو اسلام کے زیر نیگیں اچکے تھے، اسلامی زبان اور اسلامی معاشرت کے ذلدادہ ہو گئے بلکہ گردو پیش کے ممالک یورپ بھی اس سے متاثر ہوتے بغیر نہ رہ سکے، جلاقتا، لیونیون، فار فاریوں کے سمجھدار لوگ عربی زبان سیکھتے تھے وہ مسلمانوں کے تمدن و معاشرت پر ایسے فریفتہ تھے کہ اپنے مذہبی اصول کو چھوڑ کر مسلمانوں کی وضع قطع مسلمانوں کی عادات و خصائل، مسلمانوں کی طبع اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھنے کے عادی ہو گئے تھے“ (فابرا لاندس حاضرہ ص ۳۹)

صدانسوس کہ جو قومیں مسلمانوں کی نقالی کو بجا طور پر فخر سمجھتی تھیں، آج مسلمان بجا طور پر ان کے نقال بن گئے، وضع قطع ان کی اختیار کر لی، انہی کی طبع عورتوں کو پردہ سے نکالا اور مردوں کے دوش بدوش لاکھڑا کیا یعنی چراغ خانہ کو شمع محفل بنایا، زبان بھی ان کی ہے لب بے ضرورت بھی انگریزی الفاظ بولنے کو فخر سمجھنے لگے۔

مسلمانوں نے اول صرف ان کی زبان اور وضع اختیار کی اور سمجھا کہ ایمان و اسلام کا تعلق قلب سے ہے، ظاہری وضع و تراش کو اس میں کیا

دخل، لیکن تحسبہ نے بتلادیا کہ یہی ایک بکلی کی روکتھی جو قلب و دماغ پر چھا  
گئی اور انگریزیت و نصرانیت ان کے دلوں کی تہہ میں بیٹھ گئی۔  
امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں کس  
قدر صحیح لکھا ہے، کسی قوم کی زبان کا عادی ہونا اسکی عقل اور اخلاق اورین  
میں کھلی ہوئی تاثیر رکھتا ہے :-

انسانی تمدن و معاشرت کے ایک مستزاج شناس نے یہ بات بالکل  
تجربہ کی کہی ہے کہ جب کوئی قوم کسی قوم سے مرعوب ہوتی ہے تو اس  
مرعوبیت کا سب سے پہلا اثر مرعوب قوم کی زبان پر اور لباس پر پڑتا ہے۔  
اور پھر آہستہ آہستہ اس کے رہن سہن کا پورا نظام بدل جاتا ہے اور اُسے اپنی  
چیز "پراتی" معلوم ہونے لگتی ہے :-

ایک قوم جب کسی قوم کی کوئی "چیز" غیر ضروری طور پر اپناتی ہے تو  
اس کے تدریجی اثرات کیا مرتب ہوتے ہیں۔ اسکی ایک بہترین تمثیل  
مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے دی ہے، ان کی یہ تحریر انگریزی دور کی  
ہے، اسی پس منظر میں اسے پڑھیے :-

"ایک شخص ابتداء میں صرف انگریزی جوتا استعمال کرتا  
ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے ہم انگریز نہیں بن گئے، لیکن تھوڑے  
ہی عرصہ میں وہ دیکھ لے گا کہ یہ انگریزی جوتا اس کے بدن سے  
اسلامی پاجامہ اترتا کر ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہنے پر مجبور  
کر دے گا، پھر یہ پاجامہ اس کا اسلامی کرتہ اور عبا اترواتے  
گا، اور جب اعضاء و جوارح اور بدن انسانی کی پارلیمنٹ  
کے سب ارکان مغربی رنگ کے ہو گئے تو اس کے سلطان



سرتاج کو مجبور ہو کر ان کا تابع بنا پڑے گا اور انگریزی ٹوپی  
اسلامی عمامہ کی جگہ لے لے گی اور جب خود گھرے گھڑائے  
صاحب بہادر بن گئے تو سمجھ لیجئے کہ اب گھر کے قدیم مہول  
درواج کی خیر نہیں، کیونکہ یہ کسے کسائے صاحب بہادر کسی  
مسند پر نہیں بیٹھ سکتے، دسترخوان پر کھانا ناول نہیں فرما  
سکتے، نماز کے لئے بار بار وضو نہیں کر سکتے، رکوع و سجدہ  
نہیں کر سکتے۔

عرض گھر کا پرانا فخرِ خیرِ رخصت، طہارت و عبادت  
رخصت:

اس کے بعد مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

”دیکھ لیا ایک انگریزی جوتے کی لفت کہاں تک پہنچی اور کس  
طرح اُس نے تمہارے دین و دنیا کو تباہ کر ڈالا حقیقت  
میں گناہوں کا ایک سلسلہ ہے، جب ان ایک گناہ کرتے ہیں تو دوسرا  
اس کے ساتھ خود بخود لگ جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے  
کہ نیکی کی فوری سزا یہ ہے کہ اس کے بعد دوسری نیکی کی  
توفیق ہوتی ہے اور گناہ کی فوری سزا یہ ہے کہ اس کے بعد  
دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“ (ثمرات الادراک ص ۶۵)

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دورِ جدید میں مغربی تہذیب  
تمدن، عصری درسگاہوں، فلمی صنعت اور کلچرل پروگرام کی راہ سے معاشرہ میں  
جو سب سے بڑی آفت اور بلا آئی ہے، وہ ہے نت نئے فیشن کو اپنانے کا جذبہ



اور معیارِ زندگی کو بلند سے بلند تر لرے کا حد سے برھا ہوا رُحمانِ قیوم یہ نکلا  
کہ دل کی آواز بن گئی ہے

ہے جستجو کہ خوب سے خوب تر کہاں  
رکتی ہے جا کے دیکھتے اپنی نظر کہاں  
جب اس جذبہ درحمان سے انسان مغلوب ہوتا ہے تو کبھی گھبرا کر یہ کہہ  
پڑتا ہے

ہر روز مانگتی ہے نیا چشم بباردل  
اک دل کے کسطح سے بناؤں ہزار دل  
اس موسیٰ آفت سے مشرقیت کے علمبردار اکبر الہ آبادی بڑے دیگر  
تھے انہوں نے رنجور ہو کر کہا ہے  
خلقت چلی ہے اُس بُتِ کافر ادا کے ساتھ  
رسول ہی رہ جائیں گے بس خد کے ساتھ

یاد رکھیے! اسلام اپنے ماننے والوں کو صفائی، پاکیزگی، خوش پوشاکی اور  
زرباش و آرائش کی ایک حد تک اجازت دیتا ہے، مگر "فیشن" جس معنی مفہم  
میں استعمال کیا جاتا ہے اس کی وہ قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ وجہ یہ ہے کہ انسانی  
زندگی پر اس کے بڑے مضر، مہلک اور تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں جن  
کی طرف اوپر اشارے کئے گئے ہیں۔ ان مضر اثرات کو خلاصہ کے طور پر ایک  
بار پھر نگاہ میں لے آئیے مثلاً فیشن پرستی کی وجہ سے:

① ہیجان انگیز جذبات پیدا ہوتے ہیں: فکری اور ذہنی کشمکش ہمیشہ  
بہا رہتی ہے، چین کی عجزی اور سکون کی بستی سے فاصلہ بہت دو

ہو جاتا ہے ۔

(۲) حرص و ہوس کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے، کسی مقام پر پہنچ کر انسان کی خواہش دم نہیں توڑتی۔ قناعت جو سب سے بڑی دولت ہے اس سے محرومی رہتی ہے

(۳) اسراف اور فضول خرچی کی عادت ہو جاتی ہے اور یہ عادت انسان کو محتاجی، غربت اور قرض کی چوکت تک لے آتی ہے اور مختلف مالی حیرانم کا ارتکاب بھی کراتی ہے

(۴) فخر و غرور، ریاد و نمود اور تصنع و تکلف کا جذبہ، پروان چڑھتا ہے،

جھوٹی نہائش کی لعنت گلے پڑ جاتی ہے ۔

(۵) واقعی اور حقیقی ضرورتوں پر زیبائش و آرائش کے حسین و نازک سامانوں کو ترجیح دیا جانے لگتا ہے، اس صورت میں اگر آمدنی کم ہوئی تو انسان قرض در قرض کے چکر میں گرفتار اور معاشی پریشانی کا شکار بن جاتا

۱۷ اگست ۱۹۴۸ء کو پیش پائینوالادہ واقعہ ہے جس میں حقیقی ہماروں

لے چھ ماہ کے بھانجے کو اغوا کر لیا تھا کہ اسے ایک وقت معین پر ۲۰ ہزار روپے یا اس کے مساوی

اسٹریلیائی ڈالر حاصل ہو سکیں بصورت دیگر بچہ کو ہلاک کر دینے کی دھمکی دی گئی تھی۔

پولیس نے سراغ لگا کر بچہ کو صحیح سالم برآمد کر لیا اس سلسلہ میں پولیس

نے جو رپورٹ دی ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے: اغوا کنندہ ٹولی چونکہ عالی شان ہوٹلوں میں

بیٹھنے کی کیرے ڈالس دیکھنے اور خوش لباسی کی شوقین ہے اور رنگ رلیوں پر بے دریغ روپے

اڑاتی ہے، اغوا میں بھی یہی جذبہ کار فرما تھا کہ موچ اڑائی جاتے اور اسٹریلیا کے سیر پانے کیے جاتے

در روزنامہ لوید دکن ۳۰ جولائی ۱۹۴۸ء، فاعتبر وایا اولی الابصار (۱) (م ۲۰)

ہے۔ آپ اپنی کھلی آنکھوں سے اپنے محلہ اٹروس بلکہ خود اپنے گھر میں اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

۶) ہر وہ چیز جو اپنے اندر عارضی چمک دکھاتی ہے، اور نظر کو خیرہ کرتی ہے وہ مرکزِ ثقبہ بن جاتی ہے۔ جوہری خصوصیات اعلیٰ مقاصد اور دائمی طور پر نفع رساں چیزوں سے نظر ہٹ جاتی ہے۔ دنیا سے تعلق اور آخرت سے بے تعلق بڑھ جاتی ہے۔

۷) وقت جو انسان کے پاس سب سے بڑا سرمایہ ہے وہ بے دردی کے ساتھ ضائع ہوتا رہتا ہے اور دانا انسان کی اس دانائی پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ اشرافیاں تو لٹاتا ہے اور کوتلوں پر مہر کرتا ہے جو اہر آ دیتا ہے اور سنگریزے خریدتا ہے۔ پھولوں کو پھینکتا ہے اور کانٹوں کو چناتا ہے۔

۸) مردانگی، شجاعت، محنت اور جفاکشی کا جو سہرا انسان کی زندگی سے نکل جاتا ہے، اناز و انداز اور عیش و عشرت کی زندگی اپنی بندگی پر انسان کو مجبور کرتی ہے۔

۹) مرد اور عورت کا مخصوص حلیہ بگڑ جاتا ہے، دونوں کا جو باہمی امتیاز ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ خالق نے ان دونوں کے لئے گھر اور باہر کے اعتبار سے الگ الگ جو فرائض متعین کئے ہیں، اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں نت نئی برائیاں معاشرے میں گھس آتی ہیں۔ بے حیائی، عریالی، فحاشی، الاکاری، خانگی ابتری، آخر کس کس کا ذکر کیا جاتے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لبت آسکتا نہیں  
جو عیبت ہوں کل دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

① ملی تشخص و امتیاز نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دیگر قوموں کی وضع قطع رہن سہن زبان و بیان اور تہذیب معاشرت کو شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنایا جاتا ہے۔

اس مرحلہ پر پہنچ کر ہم مسلمانوں سے بڑی دلسوزی کے ساتھ یہ کہیں گے کہ وہ اس حقیقت کو اپنے دل و دماغ میں بسالیں کہ اسلام ایک ایسا مکمل نظام ہے جو انسانی زندگی کے اعتقادی، فکری، اخلاقی اور عملی تمام پہلوؤں کو پوری طرح گھیرے ہوتے ہے، کچھ اسی طرح جس طرح کہ ہوا کا کرہ اس زمین کو چاروں طرف سے اپنی آغوش میں لئے ہوتے اور دوسرے مختصر لفظوں میں اسلام ایک مکمل دین اور مستقل تہذیب ہے۔ دنیا کا کوئی دین اور کوئی مذہب اسکی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا، پھر یہ بڑی بے غیرتی اور سفلہ پن کی بات ہونگی کہ ہم ایسے مکمل دین اور ایسی مستقل تہذیب کو چھوڑ کر دوسرے ناقص دین اور غیر مستقل تہذیب کی کاسہ لسی کریں۔ دیکھتے، ایک لڑکے کا منہ شاعر (مولانا مفتی محمد شفیع) آپ سے پکار کر کہہ رہا ہے۔

سر تسلیم خم ہے ہر نئے فیشن پہ کیوں تیرا  
زبانہ نقل کرتا تھا تیری ہر وضع و ہیئت کی  
تسے قانون فطر میں گداوشاہ بچاں تھے  
تیری ہمت کے آگے کوہِ دریا سب بے ہمت تھے  
ستم ہے نام لیتے ہیں نصاریٰ کی عداوت کا  
کیا مسلمان نہیں جانتے کہ بارگاہِ الہی سے یہ اعلان ہو چکا ہے۔ اِنَّ السِّتِیْنَ  
عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ جَدُّ الشُّرُکِ نَزْدِیْکَ دِیْنٌ صَرَفٌ اِسْلَامٌ هِیْ ۚ کیا وہ

کہاں جاتی رہی مسلم وہ تیری وضع خوداری  
مسلم تھی جہاں میں تیری دانائی و ہشیاری  
نزالا تھا جہاں تیرا آئین جہاننداری  
ترا عزم اور استقلال کل عالم پہ تھا بھاری  
مگر نصرا نیت اور مغز بیت دل کے ہم یاری

اس شاہی فرمان سے بھی ناواقف ہیں جس میں صرف لفظوں میں کہا گیا ہے ،  
 وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ، وَهُوَ فِي  
 الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ، اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار  
 کرنا چاہے ، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ، اور آخرت میں ناکام و  
 نامراد رہے گا ۔

کیا خدا کے آخری نبیؐ نے دو ٹوک الفاظ میں یہ نہیں فرمایا تھا : میں  
 نے تمہارے سامنے اللہ کے دین کو بالکل روشن اور شفاف صورت میں رکھا  
 ہے ، اگر آج موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی میری پیروی کے سوا چارہ کار  
 نہ تھا ۔ سوچئے جب نبیؐ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت  
 کے بعد حضرت موسیٰؑ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت  
 کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی تو دوسرے اشخاص اور ان کے علوم و افکار  
 اور نظریات و تجربات اور تہذیب و تمدن کی کیا وقعت باقی رہتی ہے ۔

آخر یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ فلمی دنیا میں بمبئی کے اُفق پر جو ستارے  
 چمکتے ہیں ، ان سے ہم اپنی معاشرت ، رہن سہن ، تراش خراش اور وضع قطع  
 کے بارے میں تو روشنی حاصل کریں ، لیکن کلی والے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے  
 سرزمین مجاز میں جو یہ فرمایا تھا ۔ میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں ،  
 ان میں سے کسی بھی کی تم پیروی کرو گے ، ہدایت پاؤ گے ۔ تو ان ستاروں  
 سے نور حاصل کر کے اپنے اخلاق و کردار ، افکار و اعمال اور معاشرت و معاملات  
 کو نورانی بنانے کی کوئی فکر نہیں ؟ ۔ کس قدر بدل گیا ہے مذاق ، کتنی بیمار  
 ہو گئی ہے روح اور کس درجہ مردہ ہو گئی ہے دینی حس ؟ الامان والحفظ !

مسلمان یہ یاد رکھیں کہ۔ جس طرح ہر شخص کا مزاج جدا ہے اور اس کے اعتبار سے اس مرض کا سبب اور علاج جدا ہوتا ہے، اسی طرح قوموں کا مزاج بھی مختلف ہے اور ہر قوم کے مرض کا سبب اور علاج بھی اسی کے موافق مختلف ہوتا ہے۔ اگر انگریز خدا اور خدائی احکام سے فائل ہو کر خود پرستی عیاری کے ذریعہ دنیوی ترقیات کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کر سکتے ہیں یا ہندو سود فوری اور بت پرستی میں رہ کر عیش و مسترت کی زندگی گزار سکتے ہیں تو یہ لازم نہیں کہ مسلمان بھی یہ اعمال اختیار کر کے دنیا میں کسی وقت عزت و راحت پاسکیں۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی راحت و عزت اور اطمینان و فلاح حق تعالیٰ نے اپنی اطاعت میں رکھی ہے۔ معصیت و گناہ مسلمانوں کے قومی مزاج کے لئے سم قاتل اور صرف طاعت و عبادت ہی ان کے ہر مرض کی دوا ہے۔

زہر مرض کہ بنالد کے شراب ہو ہید  
دوایکے ست بدالاشفاء میكد ہا

کاش مسلمان اس نسخہ شفا کا استعمال اور اسکی بتلائی ہوتی مضر چیزوں سے پرہیز کا اہتمام کرنے لگیں تو اپنے اسلاف کی طرح پھر دیکھ لیں کہ ساری دنیا ان کی غلام اور راحت و عزت اور عیش و عشرت ان کی مملوکہ جاگیر ہے۔

ہم نے اوپر جو کچھ لکھا ہے اگر وہ "فیشن پرستی" کے موضوع پر اجمال ہے تو یہ گرانفد کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس میں آپ کو اسکی تفصیل ملے گی، جزئیات کی سیر آپ اس میں جی بھر کے کریں گے۔  
یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ کتاب کے قابل قدر مؤلف محب

مکرم جناب حسن سعید صاحب لیکچرار انوار العلوم ایوننگ کالج حیدرآباد  
 رزادانشہ علماء و شرفاء کا فیشن پرستی سے کبھی "یاراڑ" رہا ہے مگر بہت  
 جلد ہی، بظاہر آجائے باطن اندھیرے، لباس رفیق سفر میں لوٹنے  
 دلے اس یار سے بچائے گئے۔ اصل میں یہ ہے کہ

حفاظت جس سفینہ کی انھیں منظور ہوتی ہے

کنائے تک اسے خود لاکے طوفان چھوڑ جاتے ہیں

کون نہیں جانتا کہ یار اگر خلافت ہو جاتے تو اس کا وار بھی بھر پور اور  
 زور دار ہوتا ہے، مکمل باخبری کی وجہ سے سارا کچا چٹھا نکال کر رکھ دیتا ہے  
 حسن سعید صاحب نے مسلمان اور انسانیت کی ہمدردی اور خیر خواہی میں  
 اسکی پوری کوشش کی ہے کہ فیشن پرستی کے چہرے سے پورا "ریشمی نقاب"  
 اٹھ جائے تاکہ اس مکروہ اور داغدار چہرہ لوگوں کی نظروں کے سامنے آتے اور  
 میرے خیال میں وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہیں اس سلسلہ میں  
 ان کا دل حساس، چشم بینا اور پُرسوز قلم سبھی قابل داد ہیں۔

ناظرین خود محسوس کریں گے کہ فیشن پرستی جس جس راہ سے آتی ہے،  
 اسکی کتاب میں نشاندہی کی گئی ہے۔ اس کی تباہ کاریوں اور فتنہ سامانیوں  
 سے ہوشیار اور چوکنا کرایا گیا ہے اور صرف "مرض" بنا کر چھوڑ نہیں دیا گیا  
 بلکہ اس کا علاج "بھی تجویز کیا گیا ہے۔ اور ایک داعی و مبلغ، ڈاکٹر کی  
 طبع اتنا ہی کر سکتا ہے۔ ہر مریض کو دو واگھول کر پلانا نہ تو ڈاکٹر کے بس  
 میں ہے اور نہ ہی یہ چیز اس کے فریضہ میں داخل ہے یہ تو خود مریض  
 کے حوصلہ و ہمت اور فکر و توجہ کی بات ہے۔



یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ جناب حسن سعید صاحب، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند سے بیعت کا شرف رکھتے ہیں اس اصلاحی تعلق کے بعد سے وہ ماشاء اللہ اصلاح نفس کے ساتھ اصلاح خلق کی کوشش میں برابر سرگرم ہیں اور یہ بات اطمینان کی ہے کہ ہر آنے والا دن ان کی اس شجہ کوشش کی نو کو تیز ہی کرتا ہے پھر یہ کہ ان کے نام ہی کی طرح ان کی یہ کوشش حسن بھی ہے اور سعید بھی وہ اپنی ذمہ داری زندگی کی ذمہ داری مصروفیتوں سے اس کے لئے وقت چراتے رہتے ہیں، جس کے نتیجہ میں مختلف روزناموں میں ان کے فاضلانہ اصلاحی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ چند ماہ ہوئے کہ سینما بینی اور اس کے مہلک اثرات کے عنوان سے شائع شدہ طویل مضمون اصفہان کے ساتھ رسالہ کی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ جسے لوگوں نے شوق کے ہاتھوں لیا اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔ زیر نظر کتاب بھی اصل ان کا وہ مضمون ہے جو مسلمانوں میں فیشن پرستی اور اس کا علاج ہی کے عنوان سے "نو پیردکن" میں کئی قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس شائع شدہ مضمون کو کتابی صورت میں لانے سے پہلے انھوں نے اس کی ترمیم اور قابل قدر معتد بہ اضافہ میں کافی محنت کی ہے۔ اس کتاب کی ایک ایک سطر میں انھوں نے اپنا خون جگر پلایا ہے۔ جس سے راقم الحروف ذاتی طور پر واقف ہے۔ ویسے کوئی بشر اور اس کا کوئی کام نقص سے خالی نہیں اور کیا عجب کہ اس کتاب میں بھی الفاظ معنی و مفہوم، اخذ و نتیجہ اور جمع و ترتیب کسی بھی اعتبار سے کچھ پہلو نقص کے نکل آئیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت

ہے کہ بشر کی اپنی سی کوشش کے بعد کچھ نقص رہ جاتے تو یہ نقص نہیں بلکہ اس کا عین کمال ہے۔ ہر نقص اور عیب سے پاک تو بس اللہ کی ذات ہے۔

شروع میں زیر نظر، پیش لفظ، یا "مقدمہ" کا تصور میرے ذہن میں نہایت محدود تھا، لیکن قلم بڑا، فیاض، نکلا، اور اس نے اُسے صحران کی دست دیدی اور اچھا خاصہ النجیم، النجیم، ضحیم، بنا دیا بلکہ یوں کہئے کہ یہ پیش لفظ خود ایک "منحی" سا رسالہ "بن گیا، اصل میں یہ ہے کہ،

گفتار کے اسلوب پر قابو نہیں رہتا  
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیلاً

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے مفید بنا کر مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔ اور قارئین سے یہ التماس ہے کہ وہ اس کتاب کو اس ذہن و فکر اور جذبہ و حوصلہ کے ساتھ پڑھیں جسکی جھلک حضرت ابو ذر غفیرؓ کے اس قول میں ملتی ہے کہ **اَلَا تَرَكَ سُنَّةَ حَبِيبِي رَهْمًا لِّاَوْلَادِ الْحَمَقَاءِ**، کیا میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت اور کوئی طریقہ ان نادانوں، بے وقوفوں، اور دین کے ناآشنوں کی رعایت میں چھوڑ دوں گا؟ کبھی نہیں، ہرگز نہیں ہے۔

۱۶ رجب ۱۳۹۵ھ، ۲۳ جون ۱۹۷۸ء محمد رضوان نقاسمی  
بروز جمعہ  
نزیل دارالعلوم دیوبند

لے اسکی تفصیل کتاب میں آگے آ رہی ہے۔

# نیشن پرستی

اور

## اُس کا علاج

جسمانی بیماریوں میں ایک بیماری ہے: بیرقان: جسے انگلش میں جاندس (JAUNDICE) کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس بیماری کی شدت میں مریض کو ہر چیز زرد (YELLOW) نظر آنے لگتی ہے۔ مثلاً اگر ایسے مریض سے پوچھا جائے کہ فلاں دیوار کا رنگ کیا ہے؟ تو وہ یقیناً اور وثوق کے ساتھ کہے گا کہ اس کا رنگ زرد ہے حالانکہ اس دیوار کا رنگ سفید ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مریض نے سچ کہا۔ اُسے دیوار زرد ہی نظر آرہی ہے۔ لیکن وہ بیمار ہے۔ ایسے شخص کو علاج کروانے کی ضرورت ہے چنانچہ اس کا علاج بھی کروایا جاتا ہے۔

بیمار سوسائٹی

یہی حال ہماری نام نہاد "سوسائٹی" کا ہے۔ یہ بھی بیمار ہے۔ روحانی طور پر تقریباً مفلوج ہو چکی ہے۔ نتیجتاً یہاں ہر صحیح اور مفید چیز غلط اور بے کار نظر آرہی ہے۔ اور ہر لغو فعل کو سراہا جا رہا ہے اور اسکو اچھا سمجھا جا رہا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی بالکل پرواہ

نہیں رہی ہے۔ اور ہینوں اور بے دین لوگوں اور مغربی تہذیب کے فلاسوفوں کے فیشن کو نکلے سے نکالیا گیا ہے۔

**فیشن پرستی کی وبا** جس طرح یرقان کے مریض کو ہر چیز زرد نظر آتی ہے اسی طرح ان مغرب زدہ فیشن پرست

مرد اور عورتوں کو ہر خلاف شرع چیز اچھی اور بھلی نظر آتی ہے۔ اور ان منحوس چیزوں کو فیشن کا نام دے رکھا ہے بہر حال فیشن پرستی کی اس روحانی وبا نے بہت سختی سے چڑ پکڑ لیا ہے۔ طرفہ تماشہ یہ کہ ایک شخص بیمار ہے اور وہ اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھ رہا ہے بلکہ صحت مند سمجھ رہا ہے۔ اور صحت مند لوگوں کو بیمار اور بے وقوف سمجھ رہا ہے۔ یعنی یہ

خرد کا نام رکھ دیا جنوں جنوں کا خرد

**فیشن پرستی ایک روحانی مرض ہے** کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کیوں ایک بیمار شخص اپنے

آپ کو بیمار نہیں سمجھ رہا ہے۔ بلکہ الٹا اپنے آپ کو صحت مند سمجھ رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مرض جسمانی نہیں بلکہ روحانی مرض ہے۔ اور روحانی امراض کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کا شکار اپنے آپ کو مریض نہیں سمجھتا بلکہ صحت مند سمجھتا ہے۔

**جسمانی اور روحانی بیماریوں میں فرق** روحانی امراض بے شمار ہیں۔ مثلاً جھوٹ، غیبت اور چٹا خوری

کی عادت، بد نظری اور بے پردگی، ریا کاری اور دکھلاوے کے لئے کوئی نیک عمل کرنا، شہرت کی خواہش، سینا بینی اور ناول بینی کی عادت، موسیقی اور گانے بجانے میں بدل لگانا وغیرہ۔ اور ان بُری عادتوں اور روحانی امراض میں

سے ایک "فیشن پرستی" کا بھی روحانی مرض ہے اس لئے فیشن پرستی کا مریض بھی اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھتا۔ اس کے برعکس ٹائیفائیڈ (Typhoid) کا مریض اپنے آپ کو مریض سمجھتا ہے اور اپنا علاج کراتا ہے۔ ٹی بی (T.B) کا مریض اپنے آپ کو مریض سمجھتا ہے اور اپنا علاج کراتا ہے۔ بلڈ پریشر (Blood Pressure) اور ذیابیطس (Diabetics) کا مریض اپنے آپ کو مریض سمجھتا ہے اور اپنا علاج کراتا ہے۔ لیکن سینما جینی ناول بینی۔ ریاکاری۔ اور فیشن پرستی کا مریض اپنے آپ کو مریض بالکل نہیں سمجھتا بلکہ مرض بتانے والے ڈاکٹر ہی کو بے وقوف سمجھتا ہے۔

یہ ہے فرق جسمانی اور روحانی بیماریوں کا۔ جس کا دل چاہے تحقیق کر لے اور یہ بات بھی قطعی یقینی ہے کہ جسمانی بیماریوں سے زیادہ مہلک روحانی بیماریاں ہوتی ہیں کہ ان سے دنیا تو تباہ ہوتی ہے۔ دین بھی تباہ ہو جاتا ہے آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔

فیشن "ایک انگریزی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں وضع تراش، صورت مزوجہ رسم و رواج۔"

**فیشن: FASHION**

لیکن عام طور پر اس کا مطلب "واج" لیا جاتا ہے۔ اور "پرستی" کا لفظ تو ہم اکثر بولتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ خدا پرست۔ بت پرست، آتش پرست وغیرہ گویا "پرستی" کے معنی بندگی اور غلامی کے ہیں۔ جس کا نتیجہ اطاعت ہے خدا پرست لفظ کی بندگی کرنے کا۔ خدا کو اپنا معبود ماننے کا اور خود اپنے کو عبد اور غلام سمجھ کر اسکی (یعنی خدا کی) عبادت اور اطاعت کرنے کا ماسی طرح ایک بت پرست بت کو اپنا معبود سمجھے گا۔ اور اس کی بندگی اور اطاعت

کرے گا۔ وغیرہ۔

فیشن پرستی کے معنی | فیشن پرستی کے معنی بھی لگ بھگ یہی ہیں۔ یعنی ایک فیشن پرست آدمی فیشن

کو سب کچھ سمجھے گا۔ سب کچھ نہیں تو کم از کم بہت کچھ ضرور سمجھے گا۔ اُسے ایک معبود کا درجہ دے گا فیشن کرنے کو عزم سمجھے گا۔ فیشن کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لینا ضروری سمجھے گا۔ اُس کو زندگی کا جز و لازم قرار دے گا۔ اور اس کے ہر حکم اور اشارہ پر اپنا سر تسلیم خم کر دے گا۔

فیشن بدلتا رہتا ہے | یہ تو سمجھی جانتے ہیں کہ فیشن یعنی رواج میں آتے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کل کوئی

فیشن تھا تو آج کوئی اور فیشن ہے۔ اور نہ جانے آئندہ کیا فیشن ہوگا پُرانے فیشن کو اولڈ فیشن (OLD FASHION) کہا جاتا ہے اور جدید فیشن کو (LATEST FASHION) کہا جاتا ہے۔ ہر دور کا الگ فیشن ہوتا ہے۔ لیکن اس دور میں مغربی تہذیب تمدن (CULTURE WESTERN) کا بہت زیادہ زور و شور ہے۔ اس کا عام رواج ہو چکا ہے۔

مغربی تہذیب سے کیا مراد ہے | یورپ، امریکہ، کینڈا اور دیگر مغربی ممالک میں جو فیشن رائج

ہے۔ لیکن مغربی تہذیب یا مغربی فیشن صرف لباس اور وضع قطع کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں، معاشرت میں، معاملہ میں، رہن سہن میں، وضع قطع میں، لباس میں، بات چیت میں، عرصہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کا رواج عام ہو گیا ہے۔ گویا ہمارا اٹھنا بیٹھنا۔



چن پھرنا۔ کھانا پینا۔ سونا جاگنا۔ سب کچھ اس مغربی تہذیب کے مطابق ہو گیا ہے۔

شیطان کا ایک اہم حربہ | جس طرح عقائد کی لاتن میں شرک بدعتا، دہریت، وادیت، کیونزم اور شوٹلزم

عیسائیت اور قادیانیت وغیرہ کے ذریعہ شیطان حملہ آور ہے اسی طرح اعمال کی لاتن میں فحاشی اور عریانیت اور بے پردگی، چور بازاری، رشوت اور شراب نوشی، جوا اور ریس، سینما بینی اور ناول بینی، وغیرہ سے وہ ہم سے نبرد آزما ہے۔ اعمال کی لاتن میں اس کا ایک حربہ "فیشن پرستی" بھی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ہمارے دین و دنیا کو تباہ و برباد کر رہا ہے لیکن بہت کم لوگ ہیں جن کو اس حقیقت کا احساس ہے۔

سُنّت کے بجائے فیشن | اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ شیطان مردود ہمارا اگلا دشمن (OPEN ENEMY)

ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے۔ وہ نہیں چاہتا ہے کہ ہم مسلمان کسی طرح "فیشن پرستی" کے روحانی مرض میں مبتلا ہو جائیں۔ اور دین و دنیا تباہ کر لیں۔ بہر حال وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور پھولے نہیں سمارا ہے۔ کیونکہ ہم مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں سرکارِ دو جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں اور آپ کے مبارک طریقوں کے بجائے مغربی تہذیب اور فیشن پرستی نے جگہ لے لی ہے۔ سنتوں پر چلنے کے بجائے ہم فیشن پر چل رہے ہیں۔

مسلمانوں میں فیشن پرستی | آئیے اب معاشرے میں پھیلی ہوئی فیشن پرستی کا جائزہ لیں۔ آپ کو یہ



جان کر بڑی حیرت ہوئی کہ کس طرح ہماری زندگی کے ایک ایک شعبہ میں فیشن پرستی داخل ہو گئی ہے بلکہ پرچ بس گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں اور آپ کے مبارک طریقوں کا کس بڑی طرح سے (نعوذ باللہ) گلا گھونٹا گیا ہے۔ یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے جس کا ہمیں احساس نہیں اور ہم اس کو ایک بالکل ہی سرسری اور معمولی بات سمجھ رہے ہیں۔

یہ ایک طویل اور درد بھری داستان ہے  
لیکن اس کو پڑھ کر صرف ٹھنڈی آہیں

بھرنے اور افسوس کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور نہ اس کتاب کے مؤلف کو بڑا  
بھلا کہنے سے کچھ حاصل ہوگا۔

سر جیکل آپریشن (SURGICAL OPERATION) زخم پر نشتر چلنے  
کے بعد ڈاکٹر کو

گالیاں دینا یا بڑا بھلا کہنا کوئی عقلمندی نہیں بلکہ چاہئے کہ اپنے آپ کو مریض سمجھے اور اس سر جیکل آپریشن کو برداشت کرے جو اس کے لئے ضروری ہے۔ اور ڈاکٹر کے بتاتے ہوئے علاج اور پرہیز پر عمل کرے۔ قرآن و حدیث، عقل و تجربہ اور مشاہدات کی روشنی میں اس کتاب کے آخر میں فیشن پرستی کے علاج کو بخنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ کوشش کامیاب ہو اور ہم سب کے لئے مفید ثابت ہو۔ آمین ثم آمین۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ جیسا کہ ابھی عرض کیا جا چکا کہ لیشن پرستی کی یہ کہانی بہت طویل ہے اور اس کا تفصیلی مطالعہ اس مختصر سی کتاب میں ممکن نہیں۔ لہذا یہاں فیشن پرستی کا مختصر ہی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

## فیشن کی دنیا میں.....

آئیے اب فیشن کی اس دنیا میں چلیں جہاں ہم کو ہر چیز سنت نبوی کے خلاف نظر آتے گی اور اگر ہم میں کچھ بھی دینی حس اور شعور باقی ہے اور اگر نہ یعنی بر فیشن

ہمارے ذہنوں میں اسلامی احکام کی قدر و قیمت موجود ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کا کچھ بھی پاس لحاظ ہے تو ان فیشن پرتوں کی فیشن پرستی کو دیکھ کر دل میں گڑھن سی ہونے لگے گی۔ دل گھٹنے لگے گا۔ دل تڑپ اٹھے گا۔ دل بے تاب پکار اٹھے گا کہ یا اللہ کیا ہونا چاہیے تھا اور کیا ہو رہا ہے۔ اور اب کیا کیا جاتے۔ لیکن گھبرائیے مت۔ اس مہلک بیماری اور وبا کا علاج بھی کتاب کے آخر میں لکھا جا رہا ہے۔ اور پوری امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس علاج سے یہ مرض ضرور دور ہوگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

وضع قطع

فیشیر

بین

”آئیے! فیشن پرستی کے مرض میں ہم سب سے پہلے وضع قطع کا مطالعہ کریں۔ اور دیکھیں کہ آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے بمقابلہ ہم نے کس طرح فیشن کو اپنایا ہے۔ اپنی وضع قطع کو کس بڑی طرح سے بدل ڈالا ہے بلکہ بگاڑ ڈالا ہے۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے تھا اور ہم نے اپنا حشر کیا کر لیا ہے۔ وضع قطع میں ڈاڑھی اور مونچھ اور سر کے بال سب شامل ہیں آئیے سب سے پہلے ڈاڑھی اور مونچھ سے متعلق مطالعہ کریں۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دستس چیزیں فطرت میں سے ہیں جن میں سے مونچھوں کا کٹوانا اور ڈاڑھی کا بڑھا نا ذکر فرمایا ہے۔

### ڈاڑھی اور مونچھ

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۲: مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے کہ ”مونچھوں کو کٹوایا کرو اور ڈاڑھی کو بڑھایا کرو“

حدیث ۳: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ”مشرکین کی مخالفت کر؛ ڈاڑھیوں کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کرو“

حدیث ۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد نقل کیا گیا ہے؛ ڈاڑھی کو بڑھاؤ۔ مونچھوں کو کٹواؤ؛ اور اس میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو“

(ڈاڑھی کا وجوب ص ۷)

حدیث ۵: موپنچہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص موپنچہیں نہ کٹواتے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔  
(ڈاڑھی کا وجوب صفحہ ۹)

حدیث ۶: ابن مسکروغیرہ نے حضرت حسن رضی عنہ سے مرسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ دس خصلتیں ایسی ہیں جو قوم لوط میں تھیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔ ان دس چیزوں میں ڈاڑھی کا کٹوانا اور موپنچوں کا بڑھانا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ایک مجوسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک

مصنف  
ابن ابی

شیبہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مجوسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے ڈاڑھی منڈھا رکھی تھی۔ اور موپنچیں بڑھا رکھی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ یہ کیا بنا رکھا ہے؟

اُس نے کہا: یہ ہمارا دین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں یہ ہے کہ موپنچوں کو کٹواتیں اور ڈاڑھی کو بڑھائیں: (حکم اللہ فی الاسلام)

ایک اور روایت میں زید بن حبیب سے نقل کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی

شاہ کسریٰ کے دو قاصد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک

منڈاتے ہوئے دو شخصوں کی طرف جو شاہ کسریٰ کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے ان کی طرف نگاہ فرمانا بھی گوارا نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہیں ہلاکت ہو، یہ علیہ بنانے کو کس نے کہا؟

” انہوں نے کہا: ہمارے رب (شاہ کسری) نے حکم دیا ہے: ”  
 تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 لیکن مجھے میرے رب نے ڈاڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے کا  
 حکم دیا ہے۔

دیکھا آپ نے۔ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر تاکید ہی اہم  
 میں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میرے رب نے ڈاڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کو  
 کتروانے کا حکم دیا ہے۔ مندرجہ بالا ان احادیث کے علاوہ بے شمار احادیث  
 ڈاڑھی رکھنے اور مونچھیں کتروانے کی تاکید میں ملیں گے۔ جن کے مطالعہ سے  
 پتہ چل جائے گا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی رکھنے کو کس قدر  
 ضروری سمجھتے تھے۔ اور کس قدر اسکی تاکید فرماتے تھے۔ نیز ڈاڑھی منڈھانے  
 کو آپ کس قدر ناپسند فرماتے تھے۔ اور سختی سے منع فرماتے تھے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ان مبارک اور واضح ارشادات

## فیشن پرستی کا جنون

کے بعد ہر مسلمان ڈاڑھی رکھنے کا اہتمام کرتا۔ اور اس پر خوش ہوتا اور اللہ کا شکر  
 بجالاتا کہ اس اہم سنت پر وہ عمل کر رہا ہے۔ اس کے تصور میں بھی کبھی ڈاڑھی  
 منڈھانے کا خیال تک نہ آتا۔ کیونکہ کوئی بھی مسلمان یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے  
 کہ جیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کھلم کھلا مخالفت کی جائے۔ وہ  
 تو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مرستا اور آپ کے ایک  
 ایک حکم کو بجالانا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ چہ جائیکہ آپ کی مبارک سنتوں  
 سے منہ موڑنا یا ان کی مخالفت کرنا۔ لیکن بڑا ہوفیشن پرستی کے جنون کا جس نے

ہمدی عقلوں کو بالکل ہی اُلٹ دیا ہے۔  
**کلین شیو (CLEAN SHAVE)**  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 ارشاد فرمایا ہے ہیں کہ

ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ لیکن فیشن پرست مسلمان، ڈاڑھیوں کو خوب خوب منڈھا رہے ہیں۔ اور اس قدر منڈھا ہے ہیں کہ صاف و شفاف اور چکنے ہو جا رہے ہیں اور اسکو فخریہ طور پر کلین شیو کہا جا رہا ہے۔ فیشن پرستی کا جنون اس قدر سرچرہ گیا ہے کہ بعض لوگ دن میں دو دو بار بلکہ تین تین بار شیو کرتے ہیں۔ اللہ۔ اللہ۔ کس قدر محرومی ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک احکام کی کس قدر کھلی مخالفت ہے۔ اللہ ہی ہماری قوم کو ہدایت نصیب فرماتے۔ امین حکم ہے کہ مونچھیں کتر واؤ۔ لیکن بعض مسلمان مونچھوں کو اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ وہ لبوں پر چھوٹنے لگتی ہیں۔ گویا سنتِ محمدیؐ کی عین مخالفت ہو رہی ہے

**سُنّتِ محمدی سے کھلی بغاوت**  
 صحیح مسلم میں ابو ہریرہ  
 سے مروی ہے قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جز والشوارب دارخوالا  
 اللہی وخالقوا المسجوس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
 فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ اور مجوس کی مخالفت کر ڈو  
 لیکن ہم اعلان یہ اس مبارک حکم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آہ! کس قلم سے لکھا جائے  
 اور کیا لکھا جائے۔ سنت پر فخر کرنے کے بجائے آج ہم فیشن پر فخر کر رہے ہیں  
 سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیاری اور مبارک سنتوں کو بالائے



طاق رکھ کر بے دین مغرب زدہ لوگوں کے فیشن کو ہم نے گلے سے لگایا ہے۔  
یہ سنتِ محمدی سے کھلی بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟ آخر کوئی ہے جو ان سب باتوں  
پر غور کرے۔

**ڈاڑھی، تمام نبیوں اور صحابہ کی سنت ہے** | یہ بات بھی  
یاد رکھیے

کہ ڈاڑھی تمام انبیاء و مرسلین اور تمام صحابہ کرام و تابعین اور تمام علماء و ربانین  
کی سنت ہے۔ اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ ڈاڑھی نہ رکھنا گناہِ کبیرہ ہے  
اور شعائرِ اسلام کی علی الاعلان بے حرمتی ہے۔

**ڈاڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے** | ڈاڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے۔  
اس لئے کہ ڈاڑھی کا مذاق اڑانا

تمام انبیاء و مرسلین کا استہزاء اور تمسخر ہے اور تمام شریعتوں کے ایک  
مسلمہ حکم کی توہین ہے۔ اور تمام صحابہ و تابعین اور چودہ صدیوں کے تمام علماء و  
علماء اور اولیاء اور سلاطین اسلام کی تمسخر اور جھیل ہے۔ ڈاڑھی کا مذاق  
اڑانے والے یہ نہیں سمجھتے کہ پچاس سال قبل ان کے سلسلہ نسب کے آباؤ اجداد  
ڈاڑھی رکھتے تھے کیا ان (مذاق اڑانے والے) مسخروں کے نزدیک ان کے  
تمام آباؤ اجداد حماقت کا ساٹن بورڈ لگاتے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان نادانوں  
کو عقل دے آمین

دراصل یہ سب فیشن پرستی کی نحوست ہے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا

فرمائے۔ آمین۔

## موت کے بعد الکوین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

یاد رکھئے کہ ایک دن ہم کو مرنا ہے

ضرور مرنا ہے۔ کوئی یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا۔ خوب سوچ لیجئے کہ مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سید الکوین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ آہ! کس قدر حسرت اور مایوسی کا وقت ہوگا۔ اگر خدا نخواستہ اس ذاتِ اقدس (جن پر لاکھوں درود و سلام) جن سے سفارش کی امیدیں ہیں، پہلی ہی نظر میں ایسے خلفِ سنت چہروں اور صورتوں کو دیکھ کر منہ پھیر لیں؟

## سیرت کے جلسوں میں سیرت کی مخالفت

آہ کیا کیا کھا جائے اور کس

کس طرح سے لکھا جائے۔ کیا عجیب حال ہو گیا ہے ہم مسلمانوں کا ہم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عنوان سے جلسے منعقد کرتے ہیں۔ اور خوب دھواں مارا اور گرجدار تقاریر ہوتی ہیں۔ جو شیلے بیانات کا ایک تاننا سا بندھا رہتا ہے۔ ہزاروں اور لاکھوں لوگ ان تقاریر کو سنتے ہیں۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ ان مقررین کا ظہیر۔ اپنے آقا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کے سراسر مخالف ہوتا ہے۔ کوئی تو ٹائی اور سوٹ اور بل باٹم میں امریکن ہیرو یا روسی لیڈر معلوم ہوتا ہے تو کوئی بڑی بڑی مونچھوں کے ساتھ شواجی کی یاد تازہ کر رہا ہے کسی کے سر پر ٹوپی تک نہیں ہے۔ کوئی تو سر پر دستی باندھ کر تقریر کرتا ہے اور سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز یہ ہے کہ مقررین میں اکثروں کو ڈاڑھی نہیں ہوتی۔ یا چھوٹی چھوٹی خلفِ شرع ڈاڑھی ہوتی ہے۔ کیا ڈاڑھی مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت میں شامل نہیں۔ اگر شامل ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو سیرت النبی ہی کے جلسوں میں سیرت ہی کی مخالفت!! یہ کہاں کا اصول ہے۔ کچھ سمجھ میں

نہیں آنا۔ پتہ نہیں دین کے ساتھ یہ مذاق کب ختم ہوگا؟

بے اثر تقاریر | کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ تقاریر جو سیرت ہی کے موضوع پر ہیں۔ کیوں بے اثر ہو رہی ہیں۔ کیوں

یہ پر جوش اور گرجدار تقریریں، ہم پر کیوں اثر نہیں کر رہی ہیں۔ کیوں ہم مسلمان عمل کے میدان میں معجز کے صفر ہی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو ہم سیرت کے جلسوں میں صرف رسما شرکت کرتے ہیں۔ ہم میں سے اکثروں کا مقصد یہ یہ نہیں ہوتا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو جان کر اپنا ایمان تازہ کریں گے اور ان مبارک سنتوں پر عمل کریں گے بلکہ ہمارا مقصد صرف شرکت کرنا ہی ہوتا ہے۔ دوسری طرف جلسے منعقد کرنے والے بھی ایسے حضرات کو تقریر کرنے بلاتے ہیں جو سنتوں پر عامل نہیں ہوتے ہیں۔

چنانچہ سیرت النبی صر کے بعض جلسوں میں ایسے مقررین کو دیکھا جاتا ہے جو سرتا پافلاف سنت حلیہ میں ہوتے ہیں۔ لیکن سنت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

میرے عزیز! آپ خود غور کیجئے کہ ایسی تقاریر کا کیا رد عمل (RE-ACTION) ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص بے نمازی ہو اور دوسروں کو نماز کی تلقین کرے۔ کوئی رشوت لے اور لوگوں کو رشوت لینے سے منع کرے۔ کوئی سینما دیکھے اور دوسروں کو سینما جی سے منع کرے، کوئی شخص بد اخلاق ہو، دوسروں کو اخلاق کی تعلیم دے۔ کوئی شخص سیرت النبی سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھے اور دوسروں کو سیرت پر چلنے کی تاکید کرے۔ کوئی ڈاکٹر اسی نہ رکھے اور دوسروں کو سنتوں پر چلنے کی دعوت دے۔ کوئی سوٹ اور بل باٹم جیسے غیر شرعی لباس میں ہو اور دوسروں کو اسلامی اخلاق و اسلامی تمدن و کلچر کی تلقین کرے

نتیجہ ظاہر ہے۔ یہ سب کی سب تقدیر بے اثر ہو جاتی ہیں۔ اُن کا نتیجہ صفر کا صفر رہتا ہے۔

افسوس کی بات، حیرت کی بات | افسوس کی بات تو یہ ہے کہ سیرت النبی کے جلسوں

میں ایسے بے عمل لوگوں کو تقاریر کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ جن کا حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں سے اور آپ کے مبارک طریقوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن حیرت ان ہزاروں اور لاکھوں لوگوں پر ہوتی ہے جو ایسے تقدیر کو سننے کے لئے وہاں شریک ہوتے ہیں۔ خوب سوچ لو کہ جس شخص کو ہمارے سرکار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ مبارک پسند نہیں، آپ کی ڈاڑھی مبارک پسند نہیں، آپ کا لباس مبارک پسند نہیں، (جی بھی تو وہ اسکی مخالفت کر رہا ہے) وہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو کیا بتائے گا۔ وہ ہمیں اخلاقِ محمدی کی کیا تعلیم دے گا۔

اجڑا ہوا دل | جس کا دل خود اجڑا ہوا ہو۔ وہ دوسروں کے دلوں کو کیا روشن کرے گا۔ آہ۔ افسوس! کون سے جو ان باتوں کو سنجیدگی سے غور کرے۔ کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ کیا کیا جائے۔ کوئی سننے والا نہیں۔ اے اللہ! ہماری قوم کو اور ہماری قوم کے لیڈروں کو ہدایت فرما۔ آمین ثم آمین۔

عجیب و غریب عاشق | لوگ کہتے ہیں کہ ہم "عاشقِ رسول" ہیں پتہ نہیں یہ کیسے عاشق ہیں کہ معشوق کی کوئی ادا پسند نہیں اپنے معشوق کے ہر حکم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ آپ خود بتائیے۔ یہ عاشق عجیب و غریب ہیں یا نہیں؟

**محبت کا ثبوت** | ہم امتیوں کو پنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یقیناً محبت ہے۔ اسی لئے تو ذکر حبیب

صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک محفلیں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ صرف ربیع الاول میں بلکہ دوسرے مہینوں میں بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ کوئی وعظ، کوئی تقریر، کوئی بیان ایسا نہیں ہوتا جو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر یا آپ پر درود و سلام سے خالی ہو۔ الغرض یہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی کا ثبوت ہے۔

**محبت کا تقاضا** | لیکن محبت کا کامل ثبوت اسی وقت مل سکتا ہے جب کہ محبت کے تقاضوں پر بھی عمل کیا

جاتے۔ محبت کا سب سے بڑا تقاضا اطاعت ہے۔ بغیر اطاعت کے محبت محبت نہیں بلکہ محض دعویٰ محبت ہے۔

**باپ اور بیٹے کی مثال** | اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ باپ بیٹا کہتا ہے: ابا جان! مجھے آپ کے بے حد محبت ہے۔

میں آپ کی یاد میں ہر وقت رہتا ہوں۔ دل و دماغ میں آپ کا تصور ہر وقت رہتا ہے۔ ابا جان میں آپ کا ذکر اور آپ کی تعریف ہر ایک کے سامنے کرتا ہوں۔ بلکہ آپ سے محبت کا بھی تذکرہ ہر ایک سے کرتا رہتا ہوں۔ آپ کا نام لئے بغیر مجھے چین نہیں آتا۔ چنانچہ بیٹا اپنے باپ کی محبت کا تذکرہ واقعاً ہر ایک سے کرتا ہے۔ ہر وقت باپ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بیٹے کو اپنے باپ سے درجہ محبت اور الفت ہے۔

ایک دن باپ بیٹے سے کہتا ہے ۔  
 بیٹا! مجھے ایک کتاب کی ضرورت ہے ۔ جو فلاں بازار میں ملتی ہے  
 جاؤ اور کتاب خرید کر لے آؤ۔ اور آتے آتے میری دوا بھی لیتے آنا :  
 بیٹا کہتا ہے :

ابا جان! مجھے آپ سے بے حد محبت ہے ۔ میں آپ کے بغیر جی نہیں  
 سکتا ۔ سگر یہ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا :  
 میں کتاب اور دو لانے کیلئے اپنے دوست کو یا اپنے چھوٹے بھائی  
 کو بھیج دیتا ہوں :

باپ کہتا ہے ۔  
 بیٹا! تم کب آخر میرے کام آؤ گے اور میری بات سُنو گے ؟  
 بیٹا کہتا ہے ۔

ابا جان! مجھے آپ سے بے حد محبت ہے ۔ لیکن میں آپ کی باتوں پر  
 عمل نہیں کر سکتا ۔ اور نہ آپ کے احکام پر عمل سکتا ہوں :  
 اس مثال سے آپ سمجھ جائیے کہ اگر محبت ، اطاعت کے بغیر ہو ۔ بلکہ  
 مخالفت کے ساتھ ہو ۔ تو یہ محبت نہیں بلکہ دعویٰ محبت ہے ۔ آج ہمارا بھی  
 یہی حال ہے ۔ ہم کہتے ہیں ۔ اے اللہ کے حبیب ۔ ہمیں آپ سے بے حد محبت  
 ہے ۔ ہم آپ کے عاشق ہیں ۔ ہم آپ کی سیرت مبارکہ پر گھنٹوں تقریر کرتے  
 ہیں ۔ اور گھنٹوں تقاریر کو سنتے بھی ہیں ۔ لیکن ہم آپ کی بتائی ہوئی تعلیمات  
 پر عمل کرنا نہیں چاہتے ۔ ہم کو آپ سے بے حد محبت ہے مگر ہم آپ کے  
 احکام پر چلنا نہیں چاہتے ۔ افسوس کہ ہم محبت کے دعوے تو کرتے ہیں ۔  
 لیکن اس دعویٰ کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے ۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سچا اور



صحیح معنوں میں "عاشق رسول" بنائے۔ امین ثم امین۔

عاشق رسول کون ہے؟

ایک عجیب غریب منطق بھی سن لیجئے۔ وہ لوگ جو دین پر چلنے کی

کوشش کر رہے ہیں۔ سرکارِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو اور آپ کے مبارک طریقوں کو جان جان کر ان پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو نہ صرف خود دین پر چلنے کی کوشش کر رہے بلکہ اپنا وقت اور دوسرے خرچ کر کے گھر گھر جاکے لوگوں سے عاجزی کر کے ان کو دین کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کی طرف بلا رہے ہیں۔ ان پر بعض لوگ بہت غصہ میں ہیں۔ خود تو نماز کے بھی پابند نہیں۔ اور نہ ڈارہی کی سنت موجود ہے۔ لیکن دین کی دعوت و تبلیغ کے کام میں لگنے والوں پر غصہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ مسواک لئے کیوں پھرتے ہیں کیوں ہر وقت توبی پہنے رہتے ہیں۔ کیوں لائبے کرتے پہنتے ہیں۔ کیوں شرعی ڈارہی رکھتے ہیں۔ کیوں باجماعت نماز کی پابندی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور اللہ ان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ گستاخ ہیں۔ بے ادب ہیں۔ دشمن رسول ہیں (لعنوا اللہ) یہ لوگ "دہ" ہیں "اور" یہ "ہیں وغیرہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ فحوس کہ عاشق رسول کو دشمن رسول سمجھتے ہیں اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔ میرے عزیز، خوب غور کرو۔ ہر ایک کو مرنا ہے۔ جھوٹ اور بہتان کا جواب دینا ہے۔ سچ بتاؤ۔ کون لوگ عاشق رسول ہیں۔ وہ جو صرف محبت کے دعوے کرتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت پر عمل کرنا نہیں چاہتے یا وہ لوگ جو خود بھی آقا سے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ سارے عالم کو حضور صلی اللہ



علیہ وسلم والے طریقوں کی طرف ونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کہ کون ہے حقیقی معنوں میں عاشق رسولؐ؟

افسوس کہ شیطان مردود نے فیشن پرستی کے ذریعہ ہمارے دلوں کو بالکل ہی ماؤف کر دیا ہے۔ ہم فیشن کر کے بھی عاشق رسولؐ ہیں اور وہ سنتوں پر جان و دل سے عمل کر کے بھی صبح و شام ذکر و درود کی تسبیحات پڑھ کر بھی گستاخ و بے ادب اور دشمن رسولؐ ہیں (نعوذ باللہ) اے اللہ ہماری قوم کو ہدایت فرما۔ ہم کو ایک اور نیک بنا دے۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کا عاشق اور ان پر عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین ثم آمین۔



## حیرت انگیز جسارت

اس موقعہ پر ایک عبرت ناک واقعہ سنئے۔ حال ہی میں ایک مقام پر باہر سے ایک شہور و اعظا اور مقرر صاحب تشریف لائے موصوف کو ایک مخصوص دینی حلقہ میں کافی شہرت حاصل ہے۔ "سیرت النبی" کے عنوان پر وہاں ان کے "خطابات" اور "دعوت" ہوتے۔ سنا گیا اور دیکھا گیا کہ ایک کثیر جمع ان کی تقاریر سننے کے لئے جلسوں میں جمع ہوتا تھا۔

ان جلسوں کے اشتہارات اخبارات میں سلسلے خاتم ہوتے رہتے ان کے تعارف کے ساتھ ساتھ ان کی فوٹوز اشتہارات میں چھپتی رہیں۔ فوٹو میں ان کے چہرے پر ڈاڑھی نام کی کوئی چیز نہیں تھی گویا موصوف کلین شیو CLEANSHAVE تھے اور ایک اہم سنت نبوی کے تارک تھے پہلے تو بلا وجہ اس طرح فوٹو لے کر اشتہارات میں پھپھوانا ہی قطعی گناہ ہے، پھر ڈاڑھی منڈانا ایک گناہ عظیم ہے جسے حرام مطلق کے علاوہ کہا جاسکتا ہے۔ پھر فوٹو کے ذریعہ اس گناہ کی تشہیر کروانا یہ گناہ کی تشہیر اور ADVERTISEMENT ہو گا گویا گناہ پر گناہ ہوا۔ پھر اس کے ساتھ "سیرت النبی" کے جلسوں کو مخفی کرنا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ آہ! یہ کیسی بڑی جسارت ہے کیسی حیرت انگیز بات ہے وہ سنت جو سائے نبیوں اور رسولوں کی سنت ہے اور سب سے بڑھ کر سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جو سائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام اور علمائے ربانی کی سنت ہے ایسی عظیم الشان سنت کے تارک بننا یعنی ڈاڑھی منڈھانا، کیا یہ کھلا ہوا فسق ہے یا نہیں؟ اور اس کھلے فسق

اور گناہ کے ساتھ آپ لوگوں کو گناہوں سے بچنے کی تلقین کر رہے ہیں سیرت پر عمل کرنے کی تاکید کر رہے ہیں۔ اللہ اللہ کیا عمل ہو گیا ہے ہمارا۔ خوب سوج لو میرے عزیز کہ یہ تقاریر اور وعظ اگرچہ کہ بہت ہی خاص اور ATTRACTIVE انداز میں کئے جا رہے ہوں کیا دل پر اثر کر سکتے ہیں۔ کیا دل میں اتر سکتے ہیں سیرت ابنی کو اپنانے کی تلقین اسلامی تعلیمات پر پوری طرح چلنے کی تاکید۔

لیکن سنت نبویؐ کی مخالفت کر کے۔ اے اللہ۔ کب ہمارے دلوں میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں کی عظمت آئے گی۔ کب وعظ کہنے والے سنتوں پر عمل کریں گے اور کب وعظ سننے والے۔ اے اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرما۔ آمین۔

فتین پرستی کی وجہ سے دماغ اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ لوگ کھلے عام سنتوں کا مذاق

## ڈاڑھی پر اعتراض

اڑا رہے ہیں۔ اگر کوئی ہمت کر کے اور اللہ کا نام لے کر ڈاڑھی رکھ لے تو پہلے تو اس کے گھر والے ہی معترض ہو جاتے ہیں بطرح طرح سے اعتراضات ہونے لگتے ہیں۔ پھر یہ بات گھر ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ محلے والے، آفس والے، کالج والے، دکان والے، دوست و اجاب، رشتہ دار ان سب کا اُسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کوئی تو اُسے "چچا" پکارتا ہے تو کوئی "ماموں"۔ کوئی کہتا ہے۔ یہ کیا صورت بنا رکھی ہے۔ ڈاڑھی منڈا لو یہ بھی کوئی عمر ہے ڈاڑھی رکھنے کی صورت بلاوجہ بگاڑ دی وغیرہ وغیرہ۔

(استغفر اللہ ربی، استغفر اللہ ربی)

اس قسم کے اعتراضات کا جواب حضرت مولانا حافظ مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاچپوری دامت برکاتہم نے اپنی مشہور تصنیف "فتاویٰ رحیمیہ"

میں بڑی تفصیل دیا ہے۔

اسی جواب کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ آسانی اور دلچسپی کے لئے عنوانات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

سرکارِ دو جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی

افسوس! وہ  
زائد آ گیا

ہے جسکی خبر فجر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہارے نوجوان فاسق فاجر بن جائیں گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے۔ فرمایا: ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت! پھر آپ نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہو گا۔ جب تم نیکی کے کام میں آؤ بن جاؤ گے اور بدی کا حکم کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا بے شک اس سے بھی زیادہ سخت! پھر فرمایا تمہارا کیا حال ہو گا جب تم نیکی کے کاموں کو خراب اور بدکاری کے کاموں کو اچھا سمجھنے لگو گے (جمع الفوائد) کیا یہ سب کچھ آج نہیں ہو رہا ہے؟

لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں  
اور منڈانے کی تبلیغ کرتے

سنت رسول کی برسرِ عام مخالفت

ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ڈاڑھی منڈانے کو بہتر اور رکھنے کو خراب کہتے ہیں۔ جوان تو درکنار بڑی عمر کے لوگ بوڑھے بھی ڈاڑھی منڈا کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے برسرِ عام فاسق بن رہے ہیں۔

ڈاڑھی اسلامی شعار ہے اور مرد کے لئے زینت کی

ڈاڑھی، اسلامی شعار ہے

بعض فرشتوں کی تسبیح ہے کہ سبحان  
من زین الرجال باللحم والنساء

فرشتوں کی تسبیح

بالذوائب یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے اور  
عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ (المحدث)

مردوں کیلئے ڈاڑھی اور عورتوں کیلئے چوٹی زینت ہے

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح سر کے بال اور چوٹی عورت کے لئے زینت  
ہیں اسی طرح ڈاڑھی مرد کے لئے زینت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ڈاڑھی رکھی اور امت کو ڈاڑھی رکھنے کی تاکید فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے عمل مبارک کو  
اپنانا۔ اور آپ کے حکم  
و فیصلہ کو دل و جان سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فیصلہ کو  
دل و جان سے تسلیم کر لینا شرط ایمان ہے

تسلیم کرنا شرط ایمان ہے کیونکہ اصطلاح شرع میں اسلام نام ہے نبی برحق  
کی ہدایت کے بموجب خداوندی احکام کی تعمیل کرنے کا۔ اپنی عقل اور چاہ  
کے مطابق خدا کی اتباع کرنا اسلام نہیں بلکہ کفر ہے۔

کفرست درین مذہب خود بینی و خود رانی

۱۰ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۰۰

حق تعالیٰ کا فرمان ہے، فلا وربك لا يؤمنون۔ الی قولہ  
 ویسلموا تسلیماً (سورۃ نساء) یعنی قسم ہے تیرے پروردگار کی  
 لوگ مسلمان ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپ کو اپنے بھگڑاؤں اور معاملات  
 میں حکم اور منصف نہ بنالیں۔ پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں اس سے اپنے  
 دلوں میں کوئی تنگی (اور ناگواری) نہ محسوس کریں۔ اور پوری پوری طسح  
 (دل دبان سے) اس کو مان لیں اور تسلیم کر لیں۔ (سورۃ نساء)

حضرت امام جعفر صادقؑ کی تفسیر

آیت مذکورہ کی تفسیر میں  
 حضرت امام جعفر صادق

رضی عنہما سے مروی ہے کہ اگر کوئی قوم خدا کی عبادت کرے اور نماز  
 روزہ حج و زکوٰۃ سب کچھ بجالاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی  
 عمل کے بارے میں بطور اعتراض یہ کہے کہ آپ نے یہ کیوں کیا؟ یا آپ کے  
 کسی حکم کے متعلق دل میں تنگی محسوس کرے تو صوم و صلوٰۃ وغیرہ اعمال  
 ہونے کے باوجود وہ کافر و مشرک کے حکم میں ہے۔ (تفسیر شرح العالی ج ۵ ص ۱۵)

ایک یہودی کا واقعہ

ایک مسلمان اور یہودی کا مقدمہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

دربار میں پیش ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق فرما کر یہودی کے  
 حق میں فیصلہ فرمایا مسلمان اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوا۔ اور یہ مقدمہ حضرت  
 عمر فاروق رضی عنہما کے پاس لے گیا۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے  
 سماعت مقدمہ کے بجائے فیصلہ یہ کیا کہ یہ مرتد ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس

کی گردن اڑادی اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو منظور  
 نہ کرنے والے کے لئے صیغہ فیصلہ یہی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

یہ ایک  
 منابلاً اور

قانون کی بات تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے منحرف ہونے  
 والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور کو منصف قرار دینے  
 والا مرتد کافر ہے اور اسلام کا نام لیتا ہے تو یہ نفاق ہے۔ اس کے علاوہ  
 حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 جملہ کمالات اور محاسن کا کامل نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا اور اعلان  
 فرمایا کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کے عمل میں بہترین نمونہ موجود ہے)

تو کمال وہی ہے جو کمالات نبوی کا پر تو ہو اور حسن و خوبی وہی ہے جو محاسن  
 رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہو۔

صحابہ کرام رضی عنہم و خوبی کے اس فلسفہ  
 کو پوری طرح سمجھتے تھے، چنانچہ نہ صرف

سب سے بڑی سعادت

عبادات میں، سنن نبویہ کی اتباع کرتے تھے۔ نہ صرف اپنی عادتوں کو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتوں کے سانچے میں ڈھالتے تھے بلکہ آپ  
 کے معمولی اشاروں کو بھی حکم کی حیثیت دیتے تھے۔ اور اس کی تعمیل کو  
 سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ مثلاً۔



## حضرت عبداللہ بن مسعود کا واقعہ

آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم منبر پر

ردنق افروز ہوئے اور آپ نے حاضرین سے فرمایا اجلسوا اجلسوا  
تشریف رکھیے تشریف رکھیے اب اس حکم کی تعمیل کیسے کی گئی اس  
کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود دروازے کے پاس تھے۔ جیسے ہی  
یہ ارشاد مبارک کانوں میں پڑا فوراً بیٹھ گئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے طلب فرمایا تب وہاں سے اُٹھ کر آگے گئے۔

## صدیق اکبرؓ کی شان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات  
کے بعد عرب قبائل کی سرکشی اور

ارتداد کی خبریں مدینہ منورہ میں پہنچنے لگیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت  
صدیق اکبرؓ کو مستورہ دیا۔ ایسے وقت میں فوج کو شام بھیجنا مناسب  
نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے مدینہ شریف کو خالی دیکھ کر باغی اور مرتد قبیلے  
حملہ کر دیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا۔

’قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر  
مدینہ اس طرح خالی ہو جاتے کہ میں ہی اکیلا رہ جاؤں اور درندے  
اور کتے مجھ کو بھینچھوڑ کھائیں تب بھی میں اسامہؓ کو جو اس  
شکر کے سپہ سالار تھے اس مہم پر روانہ کروں گا جس پر  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ فرما رہے تھے‘ (ابن عساکر وغیرہ)

## سونے کی انگوٹھی پھینک دینے کا واقعہ

یہ خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کی شان تھی۔ عام

صحابہ کرام رضی عنہم سے ایک صاحب کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں سے سونے کی انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا:

”انسان جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ رکھتا ہے“

جب آپ تشریف لے گئے تو کسی نے ان سے کہا کہ اسے اٹھا لو کسی اور کام میں لے آنا۔ ان صحابی رضی عنہ نے جواب دیا۔

”نہیں، نہیں، خدا کی قسم میں کبھی بھی اسکو نہیں اٹھا سکتا جس کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہے۔“

(مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۸)

## کیمچڑ میں لیٹ جانے کا واقعہ

حضرت ابوذر غفاری رضی عنہ ایک تالاب میں سے کھیت میں پانی دے رہے

تھے کچھ آدمی اس طرف آئے ان کے پیروں سے نالی کی ڈول ٹوٹ گئی اور پانی باہر بہنے لگا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی عنہ نے پانی کو خراب ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً بیٹھ گئے۔ پھر اسی کیمچڑ میں لیٹ گئے۔ جو وہاں موجود تھے انھیں بہت تعجب ہوا۔ حضرت ابوذر رضی عنہ سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟

سیدنا حضرت ابوذر رضی عنہ نے جواب دیا کہ ان لوگوں کی لاپرواہی پر مجھے غصہ آیا۔ ساتھ ہی مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا کہ غصہ آئے تو بیٹھ جاؤ۔ پھر بھی غصہ نہ جاتے تو لیٹ جاؤ۔ لہذا میں نے اس ارشاد گرامی کی تعمیل کی: یعنی نہ بدن کی پرواہ۔ نہ کپڑوں کا خیال، نہ لوگوں

کے ہنسنے اور مذاق اڑانے کی فکر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایما و مبارک کی تعمیل سب سے مقدم ہے۔ اس کے مقابلہ میں سب کچھ پیچ ہے۔

## حضرت عمر فاروق رضی کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی عنہما نماز جمعہ کے لئے

کپڑے بدل کر جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے گھر کے پرنا لے سے مذبحہ مرغی کے خون میں ملا ہوا پانی آپ کے اوپر گرا۔ آپ پاپس مکان آتے۔ کپڑے بدلے اور پرنا لے کے متعلق حکم فرمایا کہ راستہ سے ہٹا دیا جائے حکم کی تعمیل ہو چکی۔ تو حضرت عباس نے برسبیل تذکرہ فرمایا کہ یہ پرنا لہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ لگوا دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جیسے ہی سنا فوراً اٹھے۔ پرنا لہ پر تشریف لے گئے۔ کوئی سیڑھی نہیں تھی تو خود جھک گئے اور حضرت عباس رضی کو قسم دیکر فرمایا کہ ان کی پیٹھ پر کھڑے ہوں اور پرنا لہ کو اسی جگہ لگا دیں جہاں آقائے نامدار محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔

## صحابہ کرام رضی کا ادب

یہ تھا صحابہ کرام رضی کا ادب۔ پرنا لہ جس جگہ بھی تھا چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے دست مبارک کا لگایا ہوا تھا۔ اگرچہ لاعلمی میں ہٹا دیا مگر چونکہ ہٹا دیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اپنی پشت پر حضرت عباس رضی کو کھڑا کر کے پرنا لہ کو اصلی جگہ لگوا دیا۔

## ہماری بے ادبی اور گستاخی

ایک ادب ہمارے نوجوانوں اور بہت سے بوڑھوں کا ادب ہے

کہ جس داڑھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ہمیشہ رکھا اور مسلمانوں

کو تاکید فرمائی کہ داڑھی بڑھائیں۔ آج اصرار ہے کہ داڑھی کا نام و نشان نہ ہے۔ اس سے بڑی بے ادبی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے۔

داڑھی سے صورت مردانہ مکمل ہوتی ہے | بہر حال داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی

سنت ہے داڑھی اسلامی شعار ہے۔ داڑھی شرافت و بزرگی کی علامت ہے۔ داڑھی چھوٹے بڑے میں فرق کرنے والی ہے۔ داڑھی سے صورت مردانہ مکمل ہوتی ہے۔

داڑھی منڈانا شیطانی فعل ہے | داڑھی منڈانا فعل شیطان اور خدا داد

شکل کو بگاڑنا ہے۔ داڑھی منڈانے کو اچھا سمجھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سنت مبارکہ سے عناد اور مقابلہ ہے۔ (معاذ اللہ)

داڑھی خوبصورتی اور زینت کا باعث ہے | فقہ کی شہرہ آفاق کتاب "ہدایہ"

میں ہے۔ ولنا ان اللحية في وقتها جمال وفي خلقها نفوثة على الكمال (صفحہ ۱۵، جلد ۴) یعنی داڑھی اپنے وقت میں (یعنی جبے داڑھی نکلنے لگتی ہے) خوبصورتی اور زینت کا باعث ہے اور اس کے منڈانے سے زینت و خوبصورتی بالکل نابود ہو جاتی ہے بحر الائق میں ہے، لان اللحية في اوانها جمال یعنی داڑھی اپنے وقت میں خوبصورتی کی چیز ہے۔ دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے۔ خدائے تعالیٰ کے ملائکہ کی ایک جماعت کا وظیفہ یہ ہے۔ سبحان من زين الرجال باللحى والنساء بالقرون والذوائب۔ پاک ہے

وہ ذات جس نے مردوں کو دارِ وحی سے اور عورتوں کو چوٹیوں اور سینڈلیوں سے زینت بخشی۔ (تکلمہ بحر الرائق جلد ۸ صفحہ ۳۳۱)

**فرشتوں کی قسم** | ایک روایت ہے کہ فرشتے جب قسم کھاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں والذی ذیت بنی ادریا الھی! قسم ہے اس ذات کی جس نے انسان کو دارِ وحی سے زینت بخشی۔

**محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے** | حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو تو آپ کی ہر ادا بات اور ہر ایک عادت محبوب ہونی چاہیے۔ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ اس سے نفرت، محبت نہ ہونی کی علامت ہے۔ دارِ وحی کا منڈلنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پامال کرنے والا ہے۔ وہ سچا محب کیسے ہو سکتا ہے، کسی نے خوب کہا ہے۔

### عجیب و عزیز محبت

نصیری الرسول وانت تطہر حبه      ہذا العوی فی العفال بدیع  
لوکان حبك صادقاً لاطعته      ان المعب لمن یحب مطیع  
یعنی تم اللہ رسول کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور ساتھ ہی ان کے فرمان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہو۔ کس قدر عجیب بات ہے۔ اگر فی الواقع تمہارے دل میں ان کی محبت ہوتی۔ اور تم اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہوتے تو کبھی ان کی نافرمانی نہ کرتے۔ ان کے ہر فعل اور ادا سے محبت ہوتی ہے بلکہ

لے فتاویٰ رحیمیہ ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۳

## سرکارِ دو جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ | کتبِ احادیث

میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بار بار ملتے ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چننا بے حد ضروری ہے۔ اور سنتوں کے خلاف عمل کرنا سخت خسارہ کی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشاداتِ مبارکہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے :

- ① جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میرا نہیں ہے۔
  - ② جو دوسروں کے طریقے پر چلے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
  - ③ جو میرے طریقے سے منہ پھیر لے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
  - ④ جس نے میری سنت برباد کی اس پر میری شفاعت حرام ہے۔
- (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۵)

## فیشن پرست مسلمان متوجہ ہوں | اللہ اللہ کس قدر تاکید فرمائی ہے آقائے دو جہاں صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی سنتوں پر عمل کرنے کی ہمارے فیشن پرست مسلمان ذرا ان ارشادات کو بغور مطالعہ تو فرمائیں اور خوب سوچ لیں کہ کیا ہم امریکہ، کینڈا، یورپ اور روس میں بسنے والی قوموں کی تقلید کریں گے یا ہمارے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلیں گے۔

آخر کبھی تو ان سب باتوں پر غور کرو۔ کبھی تو عمل کرنے کی سوچو  
آخر میں مرنا ہے یا نہیں؟

## امام ابو یوسفؒ کے ایک گروہ کا واقعہ | ایک تہہ امام یوسفؒ حدیث

بیان فرمایا ہے تھے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یعب الدباء، "صنوبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند فرماتے تھے؛  
ایک شاگرد بول اٹھا مگر میں تو پسند نہیں کرتا۔ امام ابو یوسفؒ نے تلوار  
نکال کر کہا: "توبہ کر ورنہ قتل کر دوں گا"

## خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت | مدینہ شریف میں ایک صاحب

نسبت بزرگ کی زبان سے اتنی بات نکل گئی کہ شام یا ہندوستان کا وہی  
یہاں (یعنی مدینہ) کے دہی سے اچھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے خواب میں فرمایا کہ ہمارے یہاں سے چلے جاؤ۔ وہاں جا کر رہو جہاں کا  
دہی اچھا ہے۔

## تمام سنتیں خداوند قدوس کو پسند ہیں | امام ربانی فرماتے ہیں کہ تمام سنن خداوند

عالم کو پسند فرمودہ ہیں۔ اور جو چیزیں خلاف سنت ہیں وہ شیطان  
کی پسند کردہ ہیں۔ رکتوبات جلد ۱ صفحہ ۳۵۵

چلیے فیشن کی دنیا میں آگے بڑھیے۔

## فریج کٹ ڈارٹھی | بعض لوگ چھوٹی سی خشکھی ڈارٹھی صرف تھوڑی پر رکھتے ہیں اور اطراف سے



بال بالکل صاف کر لیتے ہیں۔ پتہ نہیں کیا اچھا لگتا ہے۔ شاید دنیا دار لوگ اسے ڈاڑھی کہہ لیں لیکن اسلامی شریعت میں اس ڈاڑھی کا کوئی مقام نہیں۔ یہ اسلامی ڈاڑھی نہیں بلکہ فریج کٹ ڈاڑھی ہے جس کا سنت نبویؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سائڈ لاکس (SIDE LOCK) ایک اور فیشن ہے سائڈ لاکس یہ دنیا داروں کا فریج کٹ ڈاڑھی کا برعکس ہے فریج

کٹ ڈاڑھی میں تھوڑی کے بال رکھے جاتے ہیں اور گال کے بال صاف کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن سائڈ لاکس کے فیشن میں تھوڑی کے بال بالکل صاف کر لئے جاتے ہیں اور گالوں پر بال رکھے جاتے ہیں۔ سائڈ کے معنی بازو کے اور لاک کا مطلب ہے۔ قفل۔ پتہ نہیں یہ نام کیوں رکھا گیا لیکن میں نے اس کا مطلب یہ نکالا ہے کہ کانوں کی ٹوٹک یا اس کے نیچے تک بالوں کو رکھا جاتے۔ اور اس کے بعد جو سنت ہے یعنی بالوں کو آگے بڑھانا اور ڈاڑھی رکھنا۔ اسکو قفل لگا دیا جاتے۔ گو یا سائڈ لاکس کا مطلب چہرے کے دونوں طرف سنتوں کو بند کر دینا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ۔

ایک فلمی اداکار کی ڈاڑھی کچھ عرصہ پہلے کئی لوگوں کو ایک خاص قسم کی ڈاڑھی رکھتا ہوا دیکھا گیا بلکی

بلکی ڈاڑھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک ہفتے سے بال صاف نہ کئے ہوں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی مشہور فلم میں کسی اداکار نے ایسی ڈاڑھی رکھی تھی۔ سو یہ اسکی تقلید ہو رہی ہے لیکن کوئی ایک سال تک یہ فیشن رہا۔ پھر یکا یک یہ ڈاڑھیاں غائب ہو گئیں معلوم ہوا کہ اس فلم کی گولڈن جوبلی ہوتی تھی اور پھر وہ فلم چلی گئی۔ گویا۔۔۔ جب تک فلم کی نمائش ہوتی رہی تو ان

داڑھیوں کی نمائش بھی ہوتی رہی۔ اور جب فلم چلی گئی تو داڑھیاں بھی گولڈن جوہلی مناکر غائب ہو گئیں۔

افسوس صد افسوس! ایک فلمی اداکار کی تو ایسے زور و شور اور محبت و عقیدت سے تقلید اور پیروی ہو اور سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پرواہ نہ ہو۔ آخر ہماری عقلیں کہاں کھو گئی ہیں؟ اور ہم اور شعور کو کیوں گھن لگ گئی ہے؟ کاش ہمارے چہرے داڑھی کی سنت کے نور سے منور ہوتے۔

دین دار لوگوں پر فیشن پرستی کے اثرات

کریبتی ہے تو اس کے اثرات دور دور تک پھیلنے لگتے ہیں۔ یہی حال فیشن پرستی کا ہے۔ اس بیماری نے بھی ایک دباکی شکل اختیار کر لی ہے۔ کوئی گھرانہ اس سے خالی نہیں۔ (اللہ ماشاء اللہ) اور اس کے اثرات دین دار طبقہ پر بھی مرتب ہونے لگے ہیں۔ نتیجتاً دینی مسائل میں تاویلات اور تحریفات کا دروازہ کھلتا چلا جا رہا ہے جو ساری امت کیلئے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہے۔ اللہ ہی حفاظت فرمائے۔

داڑھی کے مسئلہ میں تاویل

مثال کے طور پر داڑھی ہی کے مسئلہ کو لے لیجئے۔ تمام علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایک مُشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس سے پہلے داڑھی کٹوانا حرام ہے۔ البتہ کسی کو ایک مُشت داڑھی آتی ہی نہ ہو تو مجبوری سے، کوئی گناہ نہیں۔ لیکن بعض دین دار خلقوں میں امت کے اس اجماع کو بالائے طاق رکھ کر یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مُشت داڑھی رکھنا کوئی ضروری چیز نہیں بلکہ تھوڑی پر چند بل

اگر رکہ لئے جائیں تو کافی ہے۔

اس پر ایک واقعہ  
یاد آ گیا۔ کچھ ہی دن

ایک صاحب کی غیث شرعی نصیحت

پہلے ایک تقریب میں ایک عمر صاحب سے کئی سال بعد ملاقات ہوئی  
جن کا ایک جج بھی ہو چکا ہے ایک اچھے باعزت عہدہ پر فائز تھے اور اب  
وظیفہ پر علیحدہ ہو چکے ہیں۔ چہرے پر اتنی داڑھی ہے کہ معلوم ہوتا ہے جیسے  
ایک ہفتے سے بال نہ بنوائے ہوں میرے سلام کا بڑی گرم جوشی سے جواب  
دیا اور پھر مصافحہ کیا۔ البتہ وہ میری ایک مشت داڑھی کو دیکھ کر ٹھنک  
گئے اور بے ساختہ مجھ سے کہا "قریب آؤ تو ایک بات کہوں" میں  
نے کہا منزل بیٹے:

سکراتے ہوئے میری داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے

لگے کہ میاں! اپنی عمر کا خیال کرو اتنی بڑی داڑھی۔ بس بڑھتی چلی جا رہی ہے  
میں نے کہا "ایک مشت رکھنا تو سنت ہے اور ضروری ہے" تو کہنے لگے  
زمانے اور ماحول کا بھی تو خیال رکھنا چاہیے۔ آخر لوگ کیا کہیں گے جاؤ چھوٹی کراؤ  
اپنی داڑھی کو....."

بہر حال ایک عجیب و غریب اور غیث شرعی نصیحت، کونکر بے حد  
دکھ ہوا اور یہ بھی پتہ چلا کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد بھی لوگ دینی مسائل سے  
کس قدر لاعلم ہوتے ہیں اور بلا وجہ ان میں تاویلات کرتے ہیں۔ چاہیے  
تو یہ تھا کہ موصوف میری حوصلہ افزائی کرتے اور اس فیشن پرست ماحول میں  
سنت کی پیروی پر خوش ہوتے۔ اور یہ سوچئے کہ خود ان کو بھی شریعت  
کے مطابق ایک مشت داڑھی رکھ لینا چاہیے۔ اور زمانہ اور ماحول کی آڑ

بیکر اس قسم کی تاویلات نہیں کرنی چاہیے۔  
 غرض ایسے تمام افراد کے لئے جو ایک مشت داڑھی کے وجوب کے  
 قائل نہیں ذیل میں چند دلائل لکھ رہا ہوں۔  
 ط۔ شاید کہ آنز جاتے تر عدل میں میری بات  
 توفیق و ہدایت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

**ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے**  
 حضرت عبداللہ بن عمرؓ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بڑے فدائی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی میں بہت زیادہ  
 پیش پیش رہتے تھے۔ ان کے عمل کو بطور معیار پیش کرتے ہوئے امام بخاریؒ  
 صحیح بخاری میں فرماتے ہیں "حضرت ابن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی  
 داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو کتر وادیتے تھے اس سے  
 صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض و طول میں داڑھی  
 کا کترنا اسی مقدار اور کیفیت سے ہونا چاہتا۔"

شارح مشکوٰۃ حضرت شاہ محدث عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں  
 وہ گزاشتن آن بقدر  
 قبضہ واجب است۔  
 (اشعۃ اللغات جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :-  
 تراشیدن ریش بیش از قبضہ  
 داڑھی تراش کر ایک مشت  
 حرام است۔  
 سے کم کرنا حرام ہے (ملا بدینہ ص ۱۳۰)  
 در مختار میں لکھا ہے "حرام ہے داڑھی کا کترنا اور اس حال میں کہ ایک  
 مٹھی سے کم ہو۔ کترنا کسی کے یہاں مباح نہیں (رواہ الفقہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کتاب الآثار میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور وہ روایت کرتے ہیں، بشیم اور وہ ابن عمرؓ سے کہ وہ یعنی ابن عمرؓ اپنی ڈاڑھی منہ میں لے کر منہ سے زائد کو یعنی جو منہ سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی ہے کتر دیتے تھے۔

امام محمدؓ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کئے ہوتے ہیں۔ اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہؒ کا۔

## سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب دامت برکاتہم اپنے رسالہ "ڈاڑھی کا وجود" میں صفحہ نمبر ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زائد تھی۔ اور اتنی تھی کہ جس میں خلال فرماتے تھے کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے۔ وہ اتنی بڑی گنجان تھی کہ اس نے سینہ مبارک کے اوپر کے حصے کو طول و عرض کو بھر لیا تھا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کا ایک ارشاد "محالیں انبار" کے صفحہ ۳۰ پر نقل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایک مشت اپنی منہ سے ڈاڑھی کو پکڑ کر زائد کو قطع فرمایا ہے معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں مجام کی منہ معتبر نہیں اپنی منہ سے پکڑ کر زائد کو قطع کرنا جائز ہے اور دوسری طرف بھی ایک ایک منہ اس طرح واجب ہے !

حضرت غوث الاعظم پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی مشہور تصنیف "فتیۃ الطالبین" میں صفحہ نمبر ۶۹ پر ڈاڑھی کی اہمیت اور

اسکی مقدار کے بارے میں دلائل نقل فرماتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کو اپنی منگی میں پکڑ لیتے تھے اور جس قدر بال منگی سے زیادہ بے ہوتے انہیں کتر ڈالتے تھے اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اپنی داڑھی کو منگی کے نیچے سے کتر وادو۔

مرشدنا حضرت اقدس مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب دامت برکاتہم اپنے رسالے 'داڑھی کی شرعی حیثیت' میں اس مضمون کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے (دیکھئے صفحہ ۲۵ تا ۲۶) اور مقدار قبضہ کو قرآن پاک، احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت فرمایا ہے۔ اس میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدر نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ 'یعنی داڑھی کا کٹنا جبکہ وہ مقدار قبضہ سے کم ہو جیسا کہ مغربی لوگ اور تخت قسم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں اسکو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا' گویا تمام فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی کا مقدار قبضہ سے کم کرنا جائز نہیں اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے اس کے وجوب کی۔

(داڑھی کا وجوب صفحہ نمبر ۱۳)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب حاشیہ علیہ۔

## چاروں مکملہ ایک ہی فتویٰ

جواہر الفقہ، جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ پر داڑھی کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: 'اجماع اُمت داڑھی منڈانا حرام ہے۔ ائمہ اربعہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ کا اس پر اتفاق ہے' پھر چاروں ائمہ کے تصریحات تحریر فرما کر مزید لکھتے ہیں: 'ان تصریحات سے داڑھی کے منڈ کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کسی چیز پر مذاہب اربعہ کے اتفاق



کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں کوئی بھی اس کا مخالف نہیں اور ہونو  
اس کا خلاف ناقابلِ التفات ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب  
دامت برکاتہم فراتے ہیں کہ دارلہی منڈا

## ایک اپنا سچ ڈاکٹر کی مثال

یا کتر! دراصل یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک  
کی دارلہی کی وضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہروں کو بڑھیا سمجھا۔ ایمان  
کی خیر منائیے اور بغیر اس کے بھی ایمان ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اس ڈاکٹر اسپیشلٹ  
کی طرح جو آپ کے پاس چار پانی پر لایا گیا۔ معلوم ہوا کہ فزج گر گیا ہے۔ مریض  
نے اپنی کیفیت بتائی تو معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر بسرا بھی ہے۔ کیفیت کو پرچہ پر  
لکھ دیا تو معلوم ہوا کہ آنکھوں میں پانی بھی اتر آیا ہے اور مینائی بھی جالی رہی  
ہے۔ تو آپ ایسے ڈاکٹر کو اسی وقت نامنظور کر کے واپس کر دیں گے۔ میرے  
دوستو! کیا الیا گھٹیا اسلام اور ایمان خدا تعالیٰ کے پاس لے جانے کی آرزو  
کرتے ہو۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور عوز سے سوچو کہ ہم تو غلام ہو  
کر ایسی خراب چیز رد کر دیں اور ہم خدا تعالیٰ کو گھٹیا تحفہ پیش کرنے کے لئے تیار  
ہیں اور دنیا میں آپ نہایت چست ہیں۔

دنیا میں چست دین میں کست  
آپ کی ہر چیز بڑھیا  
ہونی چاہیے مکان

بڑھیا ہو، سواری بڑھیا ہو، پھل اور غذائیں بڑھیا ہوں۔ ان کا ظاہر بھی  
اچھا ہو باطن بھی اچھا ہو۔ آہ! حضرت خواجہ صاحب نے ہمارا نقشہ کس طرح

لے دارلہی کے مسئلہ پر سیر حاصل بحث اور جملہ اعتراضات کے نشانی بخش

جو اب کیلئے حسب ذیل کتب کا مطالعہ انشاء اللہ بے حد مفید ہوگا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)



کھینچا ہے

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے دین میں کیوں پھر تو اتنا مست ہے

کرتا ہے دنیا میں جو، کر دیں کے بھی بائیں اختیار اسباب کر، اس عالم اسباب میں

اس کی تشریح میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے

ہیں: بعض حضرات کہتے ہیں کہ خدا غفور و رحیم ہے۔ سبحان اللہ ان کی اس

شان سے آپ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ حق تعالیٰ کو خوب ناواضن کریں اور بھائی!

خدا رزاق بھی تو ہے یہاں تو کل کہاں گیا۔ یہاں تو روزی کے لٹے رات دن خون

پسینہ ایک کیا جا رہا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ **مَنْ كَلَّمَ امْتًا مُعَافَاً رَأَى**  
**هَرَقَتٍ كَنَهْكَارٍ** **السَّجَاهِرُونَ تَوَعَّدَ۔** میرا ہر امتی قابلِ عفو و

معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو اعلانہ دکھلا کر گناہ کرتے ہیں۔

بھائیو! ڈارھی منڈ وانا اعلانہ گناہ ہے اور حضرت اقدس ہر دولتی

دامت برکاتہم نے ایک جگہ فرمایا کہ بعض گناہ تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اتنی دیر کا

گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اور ڈارھی منڈانے والا تو ہر وقت مجرم ہے سو رہا

سے۔ پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے۔ جو بیس گھنٹے گنہگار ہے۔ حق تعالیٰ

اپنی رحمت سے ہر گناہ سے ہماری اور امت مسلمہ کی حفاظت فرماتے۔

۲ مین۔ (محالیں ابرار ص ۸۹-۹۰)

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) ۱: ڈارھی کی شرعی حیثیت از حضرت اقدس حکیم الاسلام مولانا

محمد طیب قاسمی صاحب دامت برکاتہم،

۲: ڈارھی کا وجوب از شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد ذکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳: ڈارھی کا فلسفہ از شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ،

۴: ڈارھی کی قدر و قیمت از حضرت مولانا ماشق الہی میرٹھی نور اللہ مرقدہ،

۵: ڈارھی اور انبیاء کی سنتیں از مولانا سعید محمد پالن پوری بیس دارالعلوم دیوبند،

دارِ طہی کے تعلق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں آپ کے سامنے آچکیں،

## ایک مساب

فقہاء کرام اور اکابر علماء کی آراء اور تحقیقات کا بھی آپ مطالعہ فرما چکے۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ اعمال کا تعلق دراصل محبت سے ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی، آپ کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے کا اتنا ہی جذبہ ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے کی اتنی ہی کوشش کی جلتے گی۔ ایسے موقع پر ایک عاشق رسولؐ کو دلائل و براہین کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہی محبت ہوتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک افسر اور حاکم کا حکم جتنا اور جیسا سمجھ ہو، ماتحت اس کی باریکیوں میں گتے بغیر فوری طور پر بحالانے میں اپنی سعادت سمجھتا ہے وہ حکم کے ضروری اور غیر ضروری ہونے کے مسئلہ میں بھی نہیں الجھتا اسی طرح ہم مسلمانوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو ضروری اور غیر ضروری کے خانہ میں تقسیم کئے بغیر بلا چون و چرا ماننا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کریم نے درج ذیل آیت کے ذریعہ اسی ذہن و فکر کی تعمیر و تشکیل کی ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْمِنَةٍ  
إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ  
يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت  
کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کا  
رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ (پھر ان)

دومنین، کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار (باقی) ہے۔

(سورۃ الاحزاب، رکوع ۵، آیت ۲۶۔ ترجمہ حضرت تھانویؒ)

آخر اس آیت پر عمل کرنے کا وقت کب آتے گا؟

بَابُ الْوَيْدِ

ك

فَيْشِينِ

بعض نوجوان حضرات ہپیتوں کے اسٹائی میں لمبے لمبے بال رکھتے ہیں جو شانوں پر جھولتے رہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نئی مخلوق اس دُنیا میں آگئی ہے

اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔ کوئٹہ کے

### حیدرآباد کے وکینس کالج کا واقعہ

قریب حیدرآباد کے مشہور وکینس کالج کے پاس کچھ عرصہ قبل ایک ایمپڈر کار آکر رکی۔ اس میں سے بش شرٹ پتلون میں ملبوس ایک محترمہ لمبے بالوں کے ساتھ نیچے اتریں۔ دو نوجوان لڑکے اس لمبے بالوں والی لڑکی کو دیکھ کر معنی خیز انداز میں مسکراتے اور ایک مخصوص انداز میں سیٹی بجاتی اور منتظر رہے کہ وہ لڑکی اُن کی طرف پلٹے۔ لیکن جیسے ہی وہ "لڑکی" پلٹی تو ہیرو صاحبین شرم سے پانی پانی ہو گئے۔ کیونکہ وہ لڑکی نہیں بلکہ لڑکا تھا۔

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ اسی وکینس کالج کے پاس سے ایک بس ٹیکلی جس میں

### ایک اور واقعہ

پسینگز کا کافی ہجوم تھا۔ کئی افراد تو کھڑے ہوتے تھے غرض یہ بس لوگوں سے کچھ کچھ بھری ہوتی تھی بس کنڈیکٹر ہر ایک کے پاس آتا اور ٹکٹ کہہ کر اُسے مخاطب کرتا۔ پیسے لینا اور ٹکٹ بے دینا ایک محترمہ پھولوں والے بش شرٹ میں ملبوس اور لمبے لمبے بالوں کے ساتھ جو اُن کے شانوں پر جھول رہے تھے، اسی ہجوم میں کھڑی تھیں کنڈیکٹر نے

میڈم سٹک کہہ کر ان کو پیچھے سے آواز دی، لیکن جب میڈم پلٹیں تو وہ میڈم باقی نہیں رہیں کیونکہ چہرے پر کافی گھنی مونچھیں نظر آرہی تھیں۔ عرض محترمہ نمایہ محترم بہت شرمندہ ہوتے اور خود کنگڑا لیکر بھی جنب سا گیا اور فوراً اشاری کہہ کر (SORRY) اس نے معذرت بھی چاہی۔

آقائے دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک

افسوس صد افسوس کہ اس منحوس فیش پرستی کی وجہ سے لڑکی اور لڑکے میں تمیز باقی نہیں رہی ہے۔ یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ فلاں نوجوان لڑکا ہے یا لڑکی۔ اب سینے اس تعلق سے دو احادیث صحیح بخاری میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔ (یعنی ان کی سی شکل و ہیئت ان کا لباس اور ان کا انداز اپنائیں) اور ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی ان کی شکل و ہیئت بنائیں، ان کا لباس اور طرز و انداز اختیار کریں۔ (معارف المحدث جلد ۶ صفحہ ۲۹۴)

ابو داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،  
 "خدا کی لعنت ہے اُس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے  
 اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے (اور ایک  
 روایت میں ہے) کہ وہ مرد ہم میں سے نہیں ہے جو عورتوں  
 سے مشابہت اختیار کرے اور نہ وہ عورت ہم میں سے  
 ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کرے۔"

(التشبه فی الاسلام جلد ۱ صفحہ ۶۸)

آئیے اب بالوں | جانشا رصحا بہ رضی اللہ عنہم کی دو مثالیں | سے متعلق ہی دو

واقعات مطالعہ کریں۔ ان واقعات کا تعلق سرکلر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشا رصحا بہ رضی اللہ عنہم سے ہے جو صحیح معنوں میں عاشق رسول اور آپ کے ہر ہر حکم بلکہ ہر ہر ادا پر مرٹنے والے تھے۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں پیوست ہو چکی تھی۔ کاشش!!! اس محبت کا کچھ حصہ ہی ہمیں نصیب ہو جائے۔

یہ دونوں واقعات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم کی مشہور تصنیف لطیف حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے گئے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

« حضرت اہل کاذباب کے لفظ سے بال کٹوانا | و اہل بن حجر کہتے

ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے۔ میں سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذُبَابُ. ذُبَابُ

میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا۔ میں واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا جب دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ لیکن یہ اچھا کیا۔ (ابوداؤد)

فلائدہ: ذباب کے معنی منخوس کے بھی ہیں۔ اور بڑی چیز کے بھی۔ یہ اشاروں پر مرٹنے کی بات ہے کہ غشا سمجھنے کے بعد خواہ وہ غلط ہی

سمجھا ہو۔ اسکی تعمیل پر دیر نہ ہوتی تھی۔ یہاں حضور نے ارشاد ہی فرما دیا کہ تم کو نہیں کہا تھا۔ مگر یہ چونکہ اپنے متعلق مجھے اس لئے کیا مجال تھی کہ دیر ہوئی۔

### (۳) حضرت سہیل بن حنظلہؓ کی عادت اور خیر کیم کا بال کٹوادینا

دشمن میں سہیل بن حنظلہؓ نامی ایک صحابی رہا کرتے تھے جو نہایت بیکوٹھے بہت کم کسی سے ملتے جلتے تھے اور کہیں آتے جاتے نہ تھے دن بھر نماز میں مشغول رہتے یا تسبیح اور وظائف میں مسجد میں آتے جاتے راستہ میں حضرت ابو الدرداءؓ پر جو مشہور صحابی ہیں گزر ہوتا۔ ابو الدرداءؓ فرماتے کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جاؤ تمہیں کوئی نقصان نہیں اور ہمیں نفع ہو جائے گا۔ تو وہ کوئی واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا یا کوئی حدیث سناتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح جا رہے تھے۔ ابو الدرداءؓ نے معمول کے مطابق درخواست کی کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جاتیں۔ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر کیم اچھا آدمی ہے اگر دو باتیں نہ ہوں۔

ایک سر کے بال بڑے رہتے ہیں۔

دوسرے نیچی ٹخنوں سے نیچے باندھتا ہے

ان کو حضور کا یہ ارشاد پہنچا۔ تو فوراً چاقو لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیئے اور نیچی ادھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی۔ (ابو داؤد)

۱۵ اس سلسلہ میں رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کی تعریف لطیف  
حیۃ الصغیرہ (۳ جلدوں میں) اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب جہدنیؒ کی تعریف  
تلیق نصاب (۳ جلدوں میں) کا ضرور مطالعہ کریں۔ (ع، س)



ہم اپنا جائزہ لیں | صحابہ کرامؓ کے یہ ایک دو واقعات نہیں بلکہ ایسے سینکڑوں اور ہزاروں واقعات ہیں

جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ صحیح معنوں میں اطاعت کے کتنے ہیں ذراں برداری اور جانثاری کے کیا معنی ہیں۔ مرثد کے کہتے ہیں۔ اور حُبِّ سول اور اُطاعتِ سول سے کیا مراد ہے۔ ادھر ہم اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیں کہ ہم دارِ طہی منڈھا منڈھا کر بھی عاشقِ سول ہیں۔ بیٹیوں کی طرح بالوں کو بڑھا بڑھا کر بھی عاشقِ سول ہیں بلکہ اسی بے دین اور واہیتا علیہ میں ہم سیرتِ النبی کے جلسوں میں وعظ و بیان بھی کرتے ہیں۔ پتہ نہیں دین محمدی کے سچے مذاق کب ختم ہوگا، کب سہکدہ ہنوں میں آقائے دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کی عظمت آئے گی؟

اے اللہ! ہماری زندگی کو اپنے حبیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتاتے ہوئے طریقوں کے مطابق بنا دے۔ آمین۔



اپنے اطراف، گھروں میں، بازاروں میں دفنوں  
 میں، اسکول اور کالجوں میں ایک نظر ڈالیے

## لباس میں فیشن

قسم قسم کے لباس آپ کو نظر آئیں گے پتلون اور شرٹ یا بشرٹ کا رواج  
 تو عام ملے گا گویا یہ لباس ایسا ہے کہ اسے مسلمان بھی پہنتے ہیں اور غیر مسلم  
 بھی لیکن اگر کسی کو ڈاڑھی نہ ہو اور وہ بشرٹ پتلون میں ہو تو وثوق کے ساتھ  
 کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایسا شخص مسلمان ہے یا غیر مسلم۔

اس نام سے بھی واقف ہیں اپنے آپ کو تعلیم یافتہ یا

## سوٹ

مہذب کہلانے کے لئے اس لباس کو ضروری سمجھ لیا گیا  
 ہے۔ سوٹ دراصل قمیص، ٹائی، پتلون اور کوٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ٹائی  
 جو گلے میں بندھی ہوتی ہے سینے پر چھو لیتی رہتی ہے گلے کے اطراف ایک  
 گرہ لگائی جاتی ہے جسے انگریزی میں ناٹ (KNOT) کہا جاتا ہے۔ یہ  
 طرح طرح کی ہوتی ہے۔ بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ یہ عیسائیوں کی  
 تثلیث (TRINITY) کی علامت۔ اور اسی لئے اس گرہ کے تین  
 سرے ہوتے ہیں۔

بہر حال اس گرہ کو باندھنے میں فیشن پرست حضرات آئینہ کے  
 سامنے پندرہ پندرہ منٹ اور بیس بیس منٹ صرف کر دیتے ہیں  
 جب کہیں جا کر ان کو سکون ملتا ہے۔ کوٹ اور پتلون اور گلے میں  
 پھندے کی طرح پڑی ہوئی ٹائی شاید دنیا دار لوگوں کو سبھی معلوم ہو  
 لیکن یہ سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر خلاف ہے۔ اور اس  
 میں غیر مسلموں کی کھلی مشابہت ہے جو اسلامی شریعت میں قطعاً ناجائز

لے عیسائی تین خدا کو لاتے ہیں۔ باپ بیٹا اور روح القدس اسی عقیدہ کو تثلیث کہتے ہیں۔

ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے؛ امریکہ اور روس کے صدر صاحبین اور انگلینڈ اور فرانس کے سیاسی رہنما سب یہی لباس پہنتے ہیں بعض نام نہاد مسلم ممالک کے صدر بھی اسی لباس میں ملبوس رہتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ نہ تو ہمارے لئے کوئی مسلم ملک کا لباس حجت ہو سکتا ہے نہ کسی مسلم لیڈر کا لباس بلکہ ہمارے لئے تو سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتیں اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل قابل تقلید اور قابل حجت ہے۔ لہذا یہ کوئی دلیل نہیں کہ فلاں مسلمان لیڈر یہ لباس پہنتا ہے، اس لئے ہم بھی ایسے کرتے ہیں۔

**مغرب زدہ ذہنیت** | مسلمانوں کا ذہن و دماغ اس قدر مغرب زدہ ہو چکا ہے کہ وہ سوٹ پہننے کو اپنی "تہذیب" کا اعلیٰ معیار سمجھتے ہیں۔ مغرب سے عزیز آدمی بھی جب کسی وجہ سے فوٹو کھینچواتا ہے مثلاً پاسپورٹ وغیرہ کے لئے تو اسی لباس میں فوٹو لیتا ہے۔

**دولھے کا سوٹ** | مسلم معاشرے میں شادیوں کی ایک رسم ہے "چوتھی" اس میں دلہن والوں کی طرف سے کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس تقریب میں نوشتہ یعنی (دولھے) کے لئے سوٹ پہننا ضروری سمجھا جاتا ہے تاکہ سب لوگ اور خصوصاً دلہن والے۔ دولھے کو عزت کی نگاہوں سے دیکھیں۔ گویا اس "مہذب" بس

لے تفصیل کیلئے دیکھئے احقر کی تالیف "پاؤں میز کی رسم سے بھلیوں تک" (ج. س.)

کو اپنے لئے باعث افتخار و اعزاز سمجھا گیا ہے۔ بعض لوگ تو سوٹ پہننے کو ایک بہت بڑا کمال سمجھتے ہیں اور اس کو عزت کا معیار سمجھتے ہیں

حالانکہ عزت کا معیار نہ تو کپڑے میں نہ خوبصورتی

### عزت کا معیار

ہے اور نہ دولت و وجاہت بلکہ عزت کا معیار تو انسان کا تقویٰ، دینداری اور پرہیزگاری ہے۔ قرآن مجید میں سورہٴ

الحجرات کی تیرھویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انہ کے نزدیک تم سب بڑا تترے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ  
أَتْقَىٰكُمْ

دہی ہے جو سب زیادہ پرہیزگار ہو

تفسیر معارف القرآن ج ۱ ص ۱۲۲

ایک اور جگہ اَلْمُنْفِقُونَ کی آٹھویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ  
لِلْمُؤْمِنِينَ

اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔

لہذا سوٹ یا کسی اور لباس کو عزت کا معیار سمجھنا سراسر حماقت ہے

ایک مشہور ترین فیشن

### بل باٹم (BELL BOTTOM)

ہے، بل باٹم یعنی پتلون اتنے ڈھیلے اور لمبے ہوں کہ ایڑی تک ان میں چھپ جاتے۔ ہمارے نوجوان بڑی خوشی سے اور فخر کے ساتھ اس لباس کو ٹخنوں کے نیچے بلکہ ایڑیوں کے نیچے لٹکاتے پھرتے ہیں۔ بل کا مطلب ہے گھنٹی اور باٹم سے مراد نچلا حصہ ہے۔ گویا اس فیشن ابل لباس میں پتلون کا نچلا حصہ گھنٹی کا طسوع کھلا رہتا ہے۔ افسوس کہ آج کل بڑی عمر والے حضرات بھی اس فیشن پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بل باٹم کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ ایلیفنٹ باٹم (ELEPHANT BOTTOM) ایلیفنٹ کے معنی ہیں ہاتھی، گویا اس لباس میں پتلون کا پچلا حصہ جسامت میں ہاتھی کے پیروں کے مانند ہوتا ہے۔ اس لباس میں بھی کپڑا ایڑیوں سے نیچے بلکہ بہت نیچے لٹکتا رہتا ہے۔ ان لٹکتے ہوئے کپڑوں کے ساتھ لوگ گلیوں اور سڑکوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اور سڑکوں کے میل کچیل اور غلاظت کو کپڑوں سے لگا کر گھروں میں واپس آجاتے ہیں۔ بعض تو اسی غلاظت سمیت مساجد میں چلے جاتے ہیں اور وہاں کے فرش اور جانمازوں کو ناپاک بنا دیتے ہیں۔

آقائے دو جہاں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک

علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اسْفَلَ مِنَ الْكُفْبَيْنِ

مِنَ الْاَزَارِ فِي النَّارِ .

یعنی جتنا حصہ پاجامہ یا تہبند کا ٹخنہ کے نیچے لٹکا ہوگا، وہ جہنم میں ہوگا۔

(بخاری شریف)

ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "حق تعالیٰ شانہ ٹخنہ ڈھانکنے والوں سے محبت نہیں فرماتے۔"

فتح الباری شرح بخاری، کتاب اللباس ج ۱۰

نماز کا ایک مسئلہ | صحیح بخاری کی اس حدیث کے حوالے سے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ پر نماز کا ایک مسئلہ لکھا ہے کہ "ٹخنوں سے نیچے پاجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ثواب سے محروم رہے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے حدیث میں

ایسے شخص کے لئے بہت وعید آئی ہے؟  
**دو قسم کے لوگ** | بل باٹم پہن کر نماز پڑھنے والوں میں دو قسم کے لوگ ملیں گے۔

پہلی قسم کے لوگ بل باٹم کو نماز کے دوران بھی ٹخنوں سے نیچے ٹکا چھوڑیں گے۔ جب ٹوکا جاتے تو کہیں گے کہ بس۔ آپ لوگ اسی میں رہیں دنیا کدھر سے کدھر جا رہی ہے، لوگ چاند اور مریخ تک پہنچ رہے ہیں اور آپ مولوی، لوگ ٹخنوں سے نیچے پا جامہ وغیرہ بختوں میں پڑے ہیں، گویا ان فیشن پرستوں کے نزدیک چاند یا مریخ پر جانے سے نماز کے مسئلہ بدل جاتے ہیں۔ شیطان مردود نے واقعی ہماری عقلوں کو بالکل ہی الٹ دیا ہے۔

دوسری قسم کے لوگ نماز پڑھنے سے پہلے بل باٹم کو ٹخنوں سے اُپر اٹھالیں گے تاکہ نماز میں خلل نہ آئے۔ لیکن عرض یہ کرنا ہے کہ کیا اسلام صرف مسجد ہی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ مسجد سے باہر جو چاہے کرو۔ من مانی کرو۔ عیسائیوں، یہودیوں اور بے دین لوگوں کی پیروی کرو۔ کوئی ہے پوچھنے والا یا نہیں؟ ہمارے ذہنوں کو کیا ہو گیا ہے آخر اتنی معمولی سی بات ہماری سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟

**حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گرانقدر نصیحت** | امیر المومنین حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ جان کنی کے عالم میں بستر پر لیٹے ہوئے ہیں، نبض کی رفتار سست چڑھ چکی ہے، خون بکثرت بہہ جانے سے جسم کمزور ہو گیا ہے، آنکھیں دیران ہیں، ہونٹ خشک ہیں اسی اثناء میں پلنگ کے قریب



سے ایک نوجوان گزرتا ہے قدموں کی آہٹ سن کر غیر ارادی طور پر آپ کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ نوجوان کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا آپ نے اس کو اشارہ سے روکا اور نجیٹ آواز میں فرمایا :

بیٹے! پاجامہ ٹخنوں سے اوپر باندھا کرو۔ اس میں بیک وقت تم کو دو فائدے ہوں گے۔ ایک دنیوی فائدہ، اور دوسرا آخروی۔ دنیوی فائدہ تو یہ ہوگا کہ تمہارا پاجامہ جلدی گندا نہیں ہوگا اور آخروی فائدہ یہ ہوگا کہ میدانِ حشر میں ربُّ العزت کی نگاہِ کرم سے محروم نہ ہو گے :

قدر سے توقف کے بعد آپ نے پھر فرمایا :

اور پاجامہ ٹخنوں کے نیچے باندھنے سے اس کے برعکس ہوگا۔ یعنی یہ کہ پاجامہ وقت سے پہلے گندا ہو جاتے گا۔ اور میدانِ حشر میں ربُّ العزت کی نگاہِ کرم سے محروم رہو گے :

اس واقعہ سے پاجامہ یا تہبند وغیرہ کا ٹخنوں سے نیچے باندھنے کی مذمت تو ہوتی ہے، اس کے ساتھ اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دینؓ، شریعت کی پابندی اور اس کے احکام کی حفاظت میں کس قدر چوکس تھے۔ غور کیجئے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما، جانِ کنی کے عالم میں ہیں اور آنکھیں دیران ہیں مگر خلافِ شریعت ایک چیز سامنے آئی تو گویا ان کے جسم کے ایک ایک حصے سے طاقت نچر کر آنکھ اور زبان میں آگتی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنکھ نے اس بُرائی کو صاف دیکھا اور یہ برائی کانٹا بن کر کھٹکنے لگی۔ اور زبان گویا ہوتی تو پوری ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ موعظت و نصیحت کے موتی بکھیر دیئے ۔

بیشیت مسلمان ہم سب کو اس واقعہ کی روشنی میں اپنا جائزہ

لینا چاہیے۔

اس اعتراض کا جواب کہ کیا اسلام مرد و مرد اور ہی اور لباس ہے | بعض لوگ

ایسی باتیں سن کر جھٹ سے اعتراض کر دیتے ہیں کہ ان مولوی اور مولانا لوگوں نے ڈار ہی اور لباس کو اسلام سمجھ لیا ہے۔ کیا صرف اسی کا نام اسلام ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس لغو اعتراض کے جواب میں ایک حکایت سنئے :

” ایک شخص کا اپنے ہاتھ پر شیر بنوانا “

زانہ جاہلیت میں کسی علاقے کے لوگ اپنے ہاتھوں پر شیر یا چیتے کی تصویر بنوا لیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے اسی طرح تصویر بنانے والے سے کہا کہ میرے ہاتھ پر شیر بنائے۔ اس نے جب سوتی آگ میں گرم کر کے اس کے ہاتھ پر رکھی تو تکلیف سے اسکی چیخ نکل گئی۔ اور کہا : ارے کیا بناتا ہے؟

اس نے کہا دم بناتا ہوں :

کہا : ارے بغیر دم کے بھی تو شیر بن سکتا ہے :

اس مصوٰر نے دوبارہ سوتی گرم کی اور اسکی کھان پر رکھی۔

وہ چیخ پڑا اور کہا : ارے کیا بناتا ہے ؟

مصوٰر نے کہا : اب کان بناتا ہوں :

کہا : ارے ظالم، بغیر کان کے بھی تو شیر ہو سکتا ہے :

مصوٰر نے کہا : اب شیر کا پیٹ بناتا ہوں :

اس نے کہا : رہنے دو، بغیر پیٹ ہی کے شیر بنا دو۔

اس طرح جب سر بنانے سے بھی اس نے انکار کیا تو مصوٰر نے غصہ

سے غصہ جلا کر سوتی پھینک دی اور کہا:

کیا بغیر دم اور پیٹ اور بغیر سر کے کوئی شیرا ہو سکتا ہے؟

اس طرح کا شیر خدانے پیدا ہی نہیں کیا: (معارف مثنوی)

اس مثال سے کچھ لیجئے کہ اگر آپ حضرات ایک کے بعد ایک سنتوں کو اس طرح کہتے چلے جائیں گے کہ کیا صرف ڈاڑھی سے اسلام ہے، کیا کپڑوں سے اسلام ہے، کیا صرف نماز سے اسلام ہے، وغیرہ وغیرہ تو سوچئے کہ لوہے کی بوت کہاں تک جا پہنچے گی۔ یاد رکھیے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی سنت اسلام سے تعلق رکھتی ہے۔ سنتوں کا مجموعہ ہی اسلام کہلاتا ہے۔ کسی چھوٹی سی چھوٹی سنت کو بھی ترک کرنا سخت محرومی ہے۔ اگر ساری چیزوں کو اسی بہانے چھوڑ دیا جائے تو پھر اب اسلام سامنے آئے گا جس کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہوں گے جس طرح بغیر دم، سر اور کان کے شیر کا وجود ممکن نہیں۔ ایک مشہور مسئلہ بھی ہے کہ سنتوں کو حقیر سمجھ کر ترک کرنا کفر ہے۔

سنت کی بے قدری | حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددیؒ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کو اگر کسی شرعی

کام کے لئے کہا جائے تو بہت دبی زبان سے کہتے ہیں کہ سنت ہے۔ یعنی کوئی ضروری اور اہم چیز نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ فعل سنت تو ہے مگر یہ لہجہ کفر ہے۔ زور سے عظمت کے ساتھ کیوں نہیں کہتے کہ یہ سنت ہے؟

صحبتے باہل دل مرتبہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ص ۲۱۵

اسلام میں لباس کی قید نہیں | کہا جاتا ہے اسلام نے کسی خاص لباس کو شرعی لباس قرار نہیں دیا

کیا کرتا ہے شیر دانی سلامی لباس ہے؟ تو جواباً عرض ہے کہ کرتا تو بے شک

اسلامی لباس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ اسی کو زیب تن فرمانے کی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں گرتا زیادہ پسند تھا۔

(معارف الہدیہ ج ۶ ص ۳۰۵ بحوالہ جامع ترمذی)

شمال ترمذی صفحہ ۳۰۵ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا گرتا وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی گرتا پہنتے تھے۔ اب رہا شیر ولی۔ چونکہ یہ لباس اسلامی لباس کے قریب قریب ہے لہذا یہ بھی اسلامی لباس میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسلامی لباس کے حدود | بات دو اصل یہ ہے کہ اسلام نے لباس کے بارے میں حدود متعین

کر دیئے ہیں بس جو لباس بھی ان حدود کے اندر آتے گا وہ اسلام میں قابل قبول ہوگا۔ اور جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے تبرکظاہر نہ ہو، ستر پوری طرح ڈھک جاتے اور کسی قوم کا مخصوص لباس نہ ہو۔ اور اتنا چست بھی نہ ہو کہ اعضاء کی ہیئت اور نقوش ظاہر ہو رہے ہوں۔ جسے ٹائٹ پتلون اور شرٹ پہننے سے اعضاء ہیئت ظاہر ہو جاتی ہے خصوصاً اگر اس لباس میں نماز پڑھی جاتے تو سجدہ کی حالت میں پیچھے سے ستر کے حصے نمایاں نظر آتے ہیں جو تقویٰ کے خلاف ہے۔

تقویٰ کا لباس | قرآن مجید میں سورہ اعراف کی ۲۶ دین آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ لِذَلِكَ خَيْرٌ

اور لباس پرہیزگاری کا وہ سب سے بہتر ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں :

” لباس التقویٰ کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ ظاہری لباس کے ذریعہ ستر پوشی اور زینت و تجمل سب کا اصل مقصد تقویٰ اور خوف خدا تعالیٰ ہے، جس کا ظہور اس کے لباس میں بھی اس طرح ہونا چاہیے کہ اس میں پوری ستر پوشی ہو، کہ قابل شرم اعضاء کا پورا پردہ ہو وہ ننگے بھی نہ رہے اور لباس بدن پر ایسا چست بھی نہ ہو جس میں یہ اعضاء مثل ننگے کے نظر آئیں، نیز اس لباس میں فخر اور غرور کا انداز بھی نہ ہو بلکہ تواضع کے آثار ہوں، اسراف بجا بھی نہ ہو۔ ضرورت کے موافق کپڑا استعمال کیا جلتے۔ عورتوں کے لئے مردانہ اور مردوں کیلئے زنانہ لباس بھی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض و مکروہ ہے۔ لباس میں کسی دوسری قوم کی نقالی بھی نہ ہو جو اپنی قوم و ملت سے غداری اور اعراض کی علامت ہے۔“ (معارف القرآن ج ۲ ص ۵۲۶)

امام غزالیؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور غوث الاعظم حضرت شیخ

عبد القادر جیلانیؒ کا لباس | کچھ دیر کے لئے سوچ کر دیکھتے کہ ہمارے علمائے اکابر اور اولیاء کرام

نے کیا لباس پہنا ہو گا۔ مثلاً امام غزالیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا کیا لباس رہا ہو گا۔ انبیاء کا تو بہت اونچا مقام ہے۔ عرض کرنا یہ ہے کہ کیا کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی سوچ سکتا ہے کہ ہمارے علماء اکابر اور اولیاء اللہ، شریک، بشرک، سوت

اور بل بائٹوں میں بلوس رہتے تھے یا ہم مسلمانوں کو اس غیر شرعی لباس میں دیکھ کر خوش ہوتے؟ واقعی ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں سوچ سکتے۔ پھر کیا بات ہے کہ اس لباس کو تہذیب کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ کیا ان مغربی ممالک کے بے دین لوگوں اور ہیپیوں اور میسایٹوں کی تہذیب معاذ اللہ ہمارے اولیاء اللہ اور علمائے کرام سے بھی بڑھ گئی ہے خدا کے لئے سوچئے کہ ہمارا کیا حال ہوگا اور ہمارا ذوق کس قدر گھٹیا ہو چکا ہے اور اس منحوس فیشن پرستی نے ہمیں کس مقام پر لاکھڑا کر دیا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ تو علماء اور اولیاء اللہ ہیں، وہ کہاں۔ اور ہم کہاں۔؟ جی ہاں۔ یہ سچ ہے۔ وہ وہاں ہیں اور ہم یہاں ہیں۔ لیکن کیا اسلام صرف اولیاء اللہ اور اکابر علماء کے لئے ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں؟ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے تو.....

لباس کا تعلق بھی محبت سے ہے

بات دراصل یہ ہے کہ اعمال کا تعلق محبت سے نہیں ہوتا

ہے جیسا کہ ابھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ جب کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ اس کے طور طریق و وضع قطع، لباس بلکہ اس کی ہر ہر چیز کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی ایک ایک ادا سے اُسے پیار اور محبت ہو جاتی ہے اور اس کا ایک ایک حکم بجالانا باعثِ فخر سمجھا جانے لگتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کو جتنی محبت ہوگی۔ وہ اتنا ہی آپ کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ نہ صرف آپ کے لباس کی بلکہ آپ کی ہر ہر ادا کی نقل کرنے میں اپنی سعادت سمجھے گا اور دوسروں کے طور طریقوں سے اُسے طبعی طور پر دوری ہو جائے گی



اور وہ انہیں نفرت کے ساتھ ترک کر دے گا۔

خدا پرستی یا خود پرستی | اس موضوع پر مرشدنا حضرت

اقدس مولانا محمد طیب صاحب دامت

برکاتکم فرماتے ہیں: "ادھر جب دوسری کیفیت یعنی اہنماک عشق اور استغراق

کا محبوب میں شغف پیدا ہوتا ہے تو پھر ایک ذات محبوب ہی محبوب

نہیں رہتی بلکہ محبوب کے اوصاف اس کے احوال، اس کے افعال حتیٰ کہ

اس کے تمام منسوبات بھی اس کی خاطر سے دل میں محبوب ٹھہر جاتے

ہیں۔ پس جس طرح حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اور بارگاہ نبوت کی محبت

قلب میں جاگزیں ہوتی ہے اسی طرح ہر اس چیز کی اُلفت بھی جم

جاتی ہے جو حق سے کوئی نسبت رکھتی ہو خواہ حقانی اشخاص ہوں یا

حقانی علوم ہوں، یا حقانی شعائر حقانی اوضاع و اطوار ہوں یا

حقانی رسوم و خلائق۔ اسی شغفِ حُب کے مقام کو جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس دُعا میں مانگا ہے کہ:

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت اور

اس شخص کی محبت کا جو تجھ سے محبت رکھتا ہو، اور اس

عمل کی محبت کا جو تجھ تک پہنچانا ہو اے اللہ! اپنی محبت

کو میرے دل میں میرے نفس سے بھی زیادہ میرے اہل

عیال سے بھی زیادہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب

بنا دے۔"

پس اختیار کتنا ہی اپنی روشوں اور اوضاع و اطوار معاشرہ کو مزین

اور دلنریب بنا کر پیش کریں لیکن یہ حقیقت کا عاشق (مومن) ان صورتوں



پر اکل نہیں ہو سکتا ہاں اگر کسی کا عشق ہی عام ہے یعنی خدا پرستی کے نام سے خود پرستی کی جارہی ہو تو پھر غیر اور غیر کی ہر روش محبوب کی اداؤں پر غالب آ سکتی ہے۔“

التشبه فی الاسلام ج ۲ ص ۱۸۶، ۱۸۷

چند سال پہلے کا  
واقعہ ہے کہ ایک

## ایک نو مسلم نیگرو کا عجیب و غریب واقعہ

امریکن نیگرو نو مسلم اپنے ساتھیوں سمیت دین دیکھنے کی غرض سے اٹھ کے راستہ میں کچھ وقت لگا کر ہندوستان آیا ہوا تھا۔ اس امریکن نیگرو کو اسلام قبول کئے چند ہی ماہ ہوئے تھے اور وہ حیدرآباد ہی میں ایک جامع مسجد میں مقیم تھا۔ ایک دن اس نے دریافت کیا کہ ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر پر بال کس طرح رکھتے تھے یعنی مانگ کس طرح نکالتے تھے؟ اس کو جواب دیا گیا کہ درمیان سر سے مانگ نکالنا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک تھی۔ بس اس کے بعد سے وہ نیگرو برابر اس کوشش میں رہتا کہ سر کے درمیان سے مانگ نکل آتے بہت کوشش کے باوجود وہ ناکام رہتا کیونکہ نیگرو حضرات کے بال کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ مانگ نکل ہی نہیں سکتی۔

ایک بار ایسا ہوا کہ رات کے کوئی دو تین بجے تھے مسجد سے متصل رہائشی کمرے میں بعض لوگ تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کی تیاری کر رہے تھے۔ دھیمی دھیمی اور مدہم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کہیں کہیں دور سے اللہ اللہ اللہ اور درود شریف پڑھنے کی ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھیں۔ یکایک لوگوں نے ایک ہلکی سی چیخ کی بھی آواز سنی۔ لوگوں کو تشویش

بھی ہوتی روشنی کی گئی تو یہ منظر سامنے آیا کہ وہ نیگرو نو مسلم اپنے بستر پر بیٹھتا ہے اور سر پر ہاتھ رکھے مسکرا رہا ہے اور اس کے سامنے خون کی ایک باریک سی مکی فرش پر رینگ رہی ہے تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ اس نیگرو نے ریزر بلڈ (BLADE) سے اپنے سر کے درمیانی حصہ کو کچھ کاٹ لیا ہے۔ ڈاکٹر کو بلا کر مرہم پٹی کی گئی۔ اب جب اس نیگرو نو مسلم سے پوچھا گیا کہ اس نے یہ عمل کیوں کیا؟ تو جو جواب اس نے دیا وہ ملاحظہ فرمائیے! اس کا ایک ایک جملہ ہم پیدائشی مسلمانوں کے لئے قابل عبرت ہے بلکہ بعض مسلمانوں کے لئے شاید عجیب فریب بھی ہوگا کہنے لگا، کئی دن سے کوشش میں تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ والی سنت کو بھی پورا کروں گا مگر لاکھ کوشش کے باوجود کامیابی ہو نہیں رہی تھی۔ اس لئے میں نے سر کے درمیانی حصہ کو ذرا سا کاٹ لیا۔ اب تو اللہ اللہ درمیان سے مانگ نکلے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور سنت ادا کر سکوں گا: اسکی آنکھوں میں ایک ایمانی چمک محسوس ہو رہی تھی اور ان میں خوشی کے آنسو تیر رہے تھے۔ پھر پکا ایک وہ پھوٹ پڑا۔ روتے ہوتے کہنے لگا کہ آپ لوگ دس سال پہلے امریکہ کیوں نہیں آتے میری ماں اور میرے باپ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ کفر کی حالت میں فوت ہو گئے۔ آہ! میں کیا کروں؟ اس کی بے چینی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس چشم دید واقعہ کے گواہ آج بھی جیل آباد میں موجود ہیں۔ جو چاہے تحقیق کر لے۔

غور کیجئے! آخر وہ کیا چیز تھی جس نے اس نیگرو کو اپنا سر زخمی کر لینے پر مجبور کر دیا۔ سر زخمی ہو گیا

عبرت کا مقام

ہے لیکن وہ فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا ہے۔ سنت کے عاشق دراصل ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے دل و دماغ میں ایمان راسخ ہو چکا ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت اور آپ کی ایک ایک ادا پر فدا ہو جاتے ہیں۔

جب ظاہری اعمال کا یہ نمونہ ہے تو اندازہ لگائیے کہ باطن ان کا کس قدر پیک و صاف ہوگا۔ مگر افسوس کہ ہم میں سے بعض مسلمان کہتے ہیں کہ پیچھے باطن کو ٹھیک بناؤ بعد میں ظاہر کو درست کرو۔ اور بعض مسلمان تو سنتوں کا اعلانیہ مذاق اڑاتے ہیں بلکہ سنتوں پر اعتراض کرتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہیں۔ مویچھ بڑھاڑھا کر بھی عاشق رسول ہیں ڈار بھی منڈھانڈھا کر بھی عاشق رسول ہیں۔ عیسائیوں کی طرح ثانی سوٹ پہن کر بھی عاشق رسول ہیں۔ بل باٹم پہن کر بھی عاشق رسول ہیں۔ نماز چھوڑ کر بھی عاشق رسول ہیں۔ خلاف شرع کام کر کے بھی عاشق رسول ہیں اور بھولی بھالی پبلک ایسے لوگوں کو جمع کرنا، عاشق رسول سمجھتی ہے افسوس کہ شیطان مردود نے مغرب زدہ ذہنیت اور فیشن پرستی کے ذریعہ مسلمانوں کی عقل و شعور کو بالکل ہی الٹ دیا ہے۔ جو بات غلط نظر آرہی ہے اور غلط بات حق۔ بیماری نے بہت سختی سے جڑ پکڑ لیا ہے۔ اللہ ہی رحم فرمائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ دار بھی رکھیں۔ اسلامی وضع قطع اختیار

سو سائٹی کا ڈر

کریں اور سنت والا لباس پہنیں۔ لیکن کیا کیا جاتے۔ ہمارے اطراف میں جو ماحول ہے وہ اسکی اجازت نہیں دیتا۔ دل میں یہ خوف رہتا ہے کہ پتہ

نہیں لوگ کیا کہیں گے اور کن کن اعتراضات کا ہمیں سامنا کرنا پڑے گا۔  
 وغیرہ وغیرہ۔ گویا ان لوگوں کے لئے سوسائٹی کا ڈر اور خوف، سنت دلی  
 زندگی کو اختیار کرنے میں سخت رکاوٹ اور آڑ بنا ہوا ہے۔ ایسے ہی افراد  
 کے بسے ہیں حضرت مرشدی مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم  
 فرماتے ہیں :

ایسے لوگوں کو یقین کر لینا چاہیے کہ ان میں عشق الہی اور حُب  
 نبویؐ کا کوئی بھی اثر ابھی تک راسخ نہیں ہوا۔ ورنہ کیا یہ  
 بھی ممکن ہے کہ عاشق، سچا عاشق بھی ہو اور کسی لاکم کی ملامت  
 نامحمدان کی نصیحت سے متاثر ہو کر محبوب کی روشوں پر  
 خاک بھی ڈال دے؟ ہرگز نہیں! یہ سنت تو ابوطالب  
 کی ہے جنہوں نے دین اسلام کو حق سمجھنے کے باوجود ملامت  
 کے خیال سے مرتے دم تک قبول نہ کیا اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی دعوت و ارشاد پر دم واپس میں بھی  
 یہی جواب دیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا  
 ایسا دین میرے سامنے پیش کیا کہ جسے بہترین ادیان عالم  
 جانتا ہوں لیکن اگر مجھے ملامت اور طعن اغیار کا خوف نہ  
 ہوتا تو آپ مجھے قبول حق میں کھلا جوان مرد پاتے :

پھر کون ہے کہ ابوطالب کو مومن صادق یا عاشق حقیقت کہنے کی  
 جرات کرے، ہاں عاشقان حقیقت کی سنت یہ ہے کہ وہ محبوب کے حقیقی  
 معاملہ میں کسی بھی طعن و تحقیر کی بالکل پرواہ نہیں کرتے بلکہ ایسی ملامتوں

کو نوک پاپوش سے ٹھکراتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کا عشق رسول ص  
ابن یمان کے

ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے لقمہ گر پڑا تو انہوں نے اٹھا کر صاف کیا اور منہ  
میں رکھ لیا۔ ایک خادم نے عرض کیا کہ ایسا نہ کیجئے۔ عجمیوں میں یہ طریقہ  
معیوب ہے اور وہ ایسے شخص کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو برہم  
ہو کر فرمایا:

”کیا میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ  
وسلم کی سنت ان احمقوں کی وجہ  
سے چھوڑ دوں؟“

اَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيبِي  
لِهَوْلَاءِ الْحَمَقَاءِ

پس اہل ہوار فیشن پرست مغرب، زردہ لوگوں، کے طعن و تخریب  
سے کسی سچی اور پاکبازی کو چھوڑ دینا تو ابوطالب، کاشیہ، وہ ہے ارساری  
ملامتوں کے جھڑمٹ میں حق کے سامنے گردن ڈال دینا حضرت حذیفہ  
کی سنت۔ اور ظاہر ہے کہ ایک ایسا مدار کے لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کا اسود  
قابل تقلید ہو سکتا ہے، لیکن ابوطالب کا نقش قدم کسی طرح نشانِ راہ  
نہیں بن سکتا۔ (التشبیہ فی الاسلام ج ۲ ص: ۱۸۹، ۱۹۰)

نبوت بڑھ کر عالم میں کوئی حکمرانی اور بادشاہت نہیں  
بعض مسلمان

مغربی طرز کی وضع قطع کو مکمل طور پر اختیار کر لیتے ہیں اور پھر کوئی تو اپنے  
آپ کو انگریز سمجھتا ہے تو کوئی امریکن اور اس پر کافی خوش بھی ہوتے ہیں  
اور فخر محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے دنیا کی سب سے بڑی حکمران قوم سے

شاہت کر لی ہے۔

ایسے ہی افراد کے بارے میں مرشدنا حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں :

اگر وہ اس لئے تشبہ بالنصارى پر رضامند اور قناعت پذیر ہیں کہ انہوں نے دنیا کی سب سے بڑی باجبروت اور حکمران قوم سے تشبہ کیا ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ نبوت سے بڑھ کر عالم میں کوئی حکمرانی اور بادشاہت نہیں۔ یہ آسمانی بادشاہت جب ظہور کرتی ہے تو تمام زمینی حکمرانیاں اس کے سامنے سر بسجود ہو جاتی ہیں۔ یہی سلطنت جب چودہ صدی پیشتر پھٹے پرانے کپڑوں شکتے حجروں اور ظاہری بے رس سامانیوں کے ساتھ عالم میں ظاہر ہوئی تو اشارہ ابرو نے دنیا کی حکمرانیوں کے نقشے بدل دیئے۔

فارس کا زبرجدی تخت، قیصر کا بڑھتا ہوا اقتدار تہہ و بالا کر دیا اور بڑی بڑی ان طاقتوں کو زیر و زبر کر دیا جو آراستہ سامانیوں، رشکِ سردوس ایوانوں اور منظم فوجوں کے بل بوتے پر بڑھ کر اس کے سامنے آئیں۔ پس کیا ایک نبوت کی بارگاہ کا عاشق اور مدعی محبت بھی کسی سلطنت کی چوکھٹ پر سر ٹیک سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیوں کہ یہ تو غیر کی طرف پورا التفات ہے حالانکہ ولایتِ عشق کا پہلا قانون تو غیر کے خیال کو بھی دل سے محو کر دینا ہے، چہ جائیکہ غیر پر زندہ ہو

جانا: (التشبیہ فی الاسلام ج ۲ ص ۱۹۰)

شعبان اللہ! کس قدر ایمان افروز بیان ہے۔ کاشش یہ ہمارے  
دلوں میں اتر جاتے۔

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں | بہر حال یہ بات ثابت  
ہو چکی ہے کہ تقویٰ کا

لباس ہی دراصل اسلامی لباس ہے۔ گویا جس لباس سے جتنا زیادہ تقویٰ  
اور پاکیزگی ظاہر ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ لباس "اسلامی" ہوگا اور ہمارے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کو بھی جس قدر محبت و عقیدت ہوگی وہ  
اسی لباس کو اپنائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ اور علمائے کلام اور  
دیندار مسلمانوں نے اسی لباس کو پہنا ہے اور پہنتے چلے آ رہے ہیں لیکن  
ہم لکے مغرب زدہ مسلمان بھائیوں کو یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی  
اور اسی لئے وہ اس لباس اور وضع قطع پر طسح طسح کے اعتراضات  
کرتے ہیں۔

----- کوئی کہتا ہے کہ یہ اتنا لمبا کرتا۔ یہ تو اسراف ہے۔ شیروانی  
کا ذکر قرآن و حدیث میں کہاں ہے؟ کوئی اور کہتا ہے کہ یہ عربوں کا لباس  
ہے یا یہ کہ شمالی ہندوستان والوں کا لباس ہے۔ اور بعض بد نصیب تو  
کہتے ہیں کہ یہ لباس اور وضع قطع تو نیز ظاہری اعمال ہیں۔ اصل چیز تو  
باطن ہے گویا ظاہری وضع قطع میں پریسڈنٹ برزنیف یا ریگن ہی نظر  
آتے لیکن دل سے یعنی "باطن" سے یہ لوگ "عاشق رسول" ہیں۔ غور  
کیجئے کیا یہ کلمہ کھلا سنت رسول کا مذاق نہیں ہے۔ ایسے عقیدے سے  
تو ہر مسلمان کو پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ پہلے باطن کو



ٹھیک کر دیکھنا ہر کو سو یہ ایسی تعظیم ہے جس کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں نہ فقہ میں نہ حقیقی تصوف میں۔ بلکہ ان بد نصیبوں کی من گھڑت باتیں جن کی کوئی اصل نہیں اور بعض مسلمان جن میں مغربی تہذیب اور فیشن پرستی کے جراثیم کسی نہ کسی درجہ میں موجود ہیں اسلامی وضع قطع پر اعتراض تو نہیں کرتے ہیں لیکن طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ لباس پہنیں گے تو دنیا والے کیا کہیں گے۔ ہمارے دفتر میں لوگ کیا سمجھیں گے اسکول اور کالج کے نوجوان ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ شاید ہماری شادی بھی نہ ہو سکے اور شادی شدہ ہوں تو بیوی کیا کہے گی بچے کیا کہیں گے۔ ملازمت پر تو کہیں اس کا اثر نہ پڑے گا۔ افسوس کہ یہ نہ سوچا کہ آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لباس سے کس قدر خوشی ہوگی اور جس چیز سے اللہ اور اس کے رسولؐ خوش ہیں اس پر عمل کرنا ہمارے لئے کتنی بڑی سعادت اور خوش قسمتی کی بات ہے۔

بہر حال یہ مختلف اعتراضات اور جیلے اور بہانے محض اس لئے ہیں کہ اس بے توفیقی کے عیب پر پردہ ڈال دیا جائے ورنہ اگر دلوں میں محبوب حقیقی کی لولگی ہو تو نہ کوئی جیلے بہانے کا تصور آتے نہ کوئی اعتراض ذہن سے گزرے ہاں جب مغرب زدہ ذہنیت اور فیشن پرستی کے منحوس اثر کی وجہ سے کوئی شخص اگر صراحتاً تعظیم پر چلنا ہی نہ چاہے تو اور بات ہے۔

---

اے بے شک باطن کی اصلاح ہی اصل چیز ہے لیکن یہ کہنا کہ پہلے باطن کو ٹھیک کر دیکھنا ہر کو تو یہ سراسر بے بنیاد ہے بلکہ ظاہر میں جو سنت کا نور نظر آتا ہے وہ دراصل باطن ہی کا عکس ہے



اب ہماری عورتوں کا بھی فحش حال سن لیجئے عورتیں فیشن کرنے میں بہت آگے رہتی ہیں بلکہ بعض دفعہ تو فیشن کے لفظ ہی سے عورتوں کا تصور آتا ہے۔

سارٹھی اور بلاؤز | ایک مشہور لباس ہے۔ سارٹھی اور بلاؤز سارٹھی تو خیر اسلامی لباس کے دائرے

میں آسکتی ہے اس سے ستر ڈھک جاتا ہے لیکن یہ بلاؤز۔ خدا کی پناہ۔ بڑا خطرناک اور بڑا ہی بے حیائی کا لباس ہے۔ سامنے سے گلا اور پیٹ پیچھے سے کمر اور پیٹھ کھلی رہتی ہے اور اپنے اُن حصوں کو خوب خوب اور دل کھول کر نمائش کی جاتی ہے اور کوئی بولنے اور سننے والا نہیں ہے۔

بغیر آستین کے بلاؤز | بعض بد نصیب عورتیں بغیر آستین کے بلاؤز پہنتی ہیں اور انہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی اسی

بغیر آستین کے بلاؤز

SLEEVELESS BLOUSE

لباس میں وہ مردوں اور عورتوں کے سامنے بلا جھجک گھومتی پھرتی ہیں اس لباس کو SLEEVE LESS کا نام دے رکھا ہے۔ اور اُسے اعلیٰ درجہ کا فیشن اور تہذیب کا انتہائی معیار سمجھ لیا گیا ہے۔ ایسی عورتیں مغربی تہذیب کی مکمل غلام ہوتی ہیں۔ قرآن و حدیث فقر و تصوف کے روحانی ماحول میں رہنے والے دیندار مسلمانوں کے لئے شاید اس قسم کی چیزوں کا تصور

نہ لیکن اگر بلاؤز ڈھیلا ڈھالا ہو اور کر کے نیچے تک ہو، گلا اچھی طرح ڈھکا ہو، اور آستین بھی پورے ہوں تو مستثنیٰ ہے اور اس کے پہننے کی اجازت ہے۔

مشکل ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسی عورتیں دنیا میں موجود ہیں اور مسلمانوں کے نام پر یہ ایک سیاہ دھتکہ کی طرح ہیں۔ ایشیا نہیں ہدایت نصیب کرتے۔  
اب ایک عجیب و غریب بات سنئے۔

مرد آدمی تو خوب ڈھکا ٹھپا رہتا ہے۔ ٹائی لگا کر  
گلا تک بند رکھتا ہے۔ بل باٹم سے ایڑی  
تک چھپا لیتا ہے۔ لیکن عورت بلاؤز پہن کر گلا، پیٹ، کمر اور پیٹھ کی اعلانیہ  
نمائش کرتی ہے آخر یہ کیا معتمہ ہے۔ کوئی تو سمجھاتے۔ کیا کسی مرد آدمی میں اتنی  
ہمت اور جرأت ہے کہ وہ اپنی کمر یا پیٹ لوگوں کو دکھاتا پھرے۔ پھر کیوں  
اپنی عورتوں کو اس بے ہودہ لباس میں گوارا کرتا ہے اور اسی حالت میں  
اپنی عورتوں کے ساتھ بازاروں میں گھومنا پھرتا ہے۔ افسوس صد افسوس  
فہم پرستی نے ہماری عقل کو چھین لیا ہے اور ہم جنون کے دروانے تک  
پہنچ گئے ہیں۔ آخر بھلے بڑے کی تمیز ہم میں کب آئے گی! اور کب ہمارے  
عمل سے اخلاق و شرافت کا بول بالا ہو گا۔

بگے ہاتھوں ایک اور فیشن سن  
لیجئے۔ شوہر صاحب اپنی بیوی کو

### اسکوٹر پر محترمہ اہلیہ صاحبہ

اپنے اسکوٹر پر پیچھے بے پردہ اسی بلاؤز اور انتہائی پھڑکتے ہوئے میک اپ  
میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ ساری ٹریفک محترمہ کی کمر گئے اور پیٹھ کا نظارہ کرتی  
رہتی ہے اور محترمہ اہلیہ صاحبہ خود بڑے مزے لے لے کر اپنے صاحب خانہ  
کی کمر میں ہاتھ ڈالے مسکراتی ہوئی سڑکوں پر تیرتی رہتی ہیں۔ ہے کوئی حد  
بے شرمی اور بے حیائی کی؟ ایک تو اپنی بیوی کی نمائش کی اور دوسرے  
اس نیم عریاں لباس میں نمائش کی۔ کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ کیا کیا جائے۔ کوئی

سننے والا نہیں۔ مذاق اتنا بدل گیا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

جو گناہ کرو ثواب ہے آج

ع

فیشن ایبل عورتوں کا جواب | فیشن کی دلدادہ ان عورتوں سے

جب کہا جاتا ہے کہ محترمہ آپ لوگ ان بلاؤں کو کچھ لامبا کیوں نہیں کر لیتیں۔ آستین اور کمر اور پیٹھ کو پوری طرح ڈھانک کیوں نہیں لیتیں۔ ماشاء اللہ بازاروں میں کافی کپڑا موجود ہے۔ کپڑوں کی کمی نہیں۔ آپ لوگ بھی کھاتے پیتے دو تین گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں تو یہ جواب دیتی ہیں کہ آپ لوگ دراصل رقیانوسی ہیں۔ پرانے خیالات ہی میں رہ کر زندگی کا ثنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب ادنیٰ کدھر سے کدھر ہو گئی ہے، اب ان پرانے خیالات کو چھوڑ بیٹھے۔ دیکھا آپ نے فیشن پرستی نے ہماری عورتوں کو کس مقام پر لاکھڑا کر دیا ہے۔ جالوروں کی طرح برہنہ رہنا ان کو گوارا ہے لیکن ازواجِ مطہرات کی پاک زندگی کو یہ پرانی تہذیب کہہ کر مذاق اڑا رہی ہیں اللہ ہی رحم فرمائے۔

چہرے پر قسم قسم کے پاؤڈر (POWDER)  
اور لوشن (LOTION) لگاتے جلتے ہیں  
خوشبوئیں (PERFUMES) لگا لگا کر

عورتوں کا میک اپ  
MAKE-UP

جاذبِ نظر بننے کی پوری کوششیں کی جاتی ہیں۔

ہونٹوں پر لال یا گلابی یا  
کوئی اور رنگ کی تہہ

لپ اسٹک (LIP STICK)

چڑھالی جاتی ہے اور اسے لپ اسٹک کہا جاتا ہے۔ اگر یہ زینت اپنے

شوہروں کی خاطر کی جاتے تو شاید کچھ گنجائش نکل سکے۔ لیکن غیر محرموں کو دکھانے کے لئے اداؤں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے اس قسم کی حرکت قطعی حرام ہے اس طرح زیب و زینت کرنے اور خوشبو لگا کر باہر نکلنے والی عورتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

بعض عورتیں اپنی پلکوں اور بہونوں کو

**پلکوں اور بہونوں پر میک اپ**

TWEEZER یا PLUCKER کے ذریعہ کتر دیتی ہیں۔ یہ عمل اسلامی شریعت میں تلام ہے اور پھر ایک مخصوص قسم کے قلموں EYE BROW PENCILS کے ذریعہ اپنی مرضی کے مطابق بنا لیتی ہیں ایک اور فیشن یہ ہے کہ پلکوں کو ایک خاص قسم کے لوشن EYE LINER سے سخت کر دیا جاتا ہے۔ پتہ نہیں کیا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

بعض مسلمان عورتوں کے ذہنوں کی اس قدر مٹی

**تلک اور بو**

پلید ہو چکی ہے کہ وہ پیشانی پر تلک دہنوں لگا کر اسے قابل فخر بات سمجھتی ہیں۔ مختلف رنگوں کے تلک بازاروں میں ملتے ہیں اور یہ ساڑھیوں یا دیگر لباسوں کے رنگوں کے مناسبت سے بھی میباح (MARCH) کرنے کے لئے لگاتے جاتے ہیں۔ حالانکہ تلک یا بو لگانا غیر قوم سے مشابہت ہے جو قطعی حرام ہے اور کفر تک پہنچانے والی چیز ہے۔

حضور صلی اللہ

**سرمکار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک**

ملیہ وسلم نے فرمایا: من قشبه بقوم فهو منهم یعنی جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

بیوٹی اسپاٹ  
BEAUTY SPOT

یہ سب پھر لرے لے بعد احساس ہوا ہے  
کہ کبھی ہیں نظر نہ لگ جاتے لہذا نظر نہ  
لگنے کی ایک ترکیب یہ نکالی کہ اپنے "سینڈ"

بے داغ چہرے پر کسی ایک جگہ ہلکا سا سیاہ نقطہ ڈال دیا جاتے۔ اور اس کو  
بیوٹی اسپاٹ کا نام دیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ اس سے خوبصورتی میں اور بھی  
نکھار آجاتا ہے۔ گویا اس بیوٹی اسپاٹ سے دوہرا فائدہ ہوگا ایک تو نظر  
نہیں لگے گی اور دوسرے یہ کہ خوبصورتی میں چار چاند لگ جائیں گے۔ پتہ  
نہیں یہ کیا فیشن ہے۔

خوب غور کیجئے! کہ مسلمان عورتوں کے کیا کام ہونے چاہئیں تھے  
اور وہ کن لغویات اور خرافات میں زندگی کاٹ رہی ہیں بھلا ان عورتوں سے  
قبر میں آکر کون پوچھنے والا ہے کہ تم نے بیوٹی اسپاٹ لگاتے تھے یا نہیں۔  
افسوس کہ نمازوں اور روزوں کی پرواہ نہیں۔ لیکن اپنے چہروں کے بناؤ سنگھا  
کا اتنا خیال ہے۔

گھورنے والے مردوں اور گھورے جائیوالی عورتوں پر لعنت

اس پر کشش بناؤ سنگھا کے نتیجے میں غیر محرم مردوں کی نظر ان عورتوں پر  
پڑ ہی جاتی ہے اور وہ انھیں تاکنے لگتے ہیں اور گھورنے لگتے ہیں۔ ایک دوسرے  
کے دل و دماغ میں ہیجان سا پیدا ہو جاتا ہے۔ آفاتے دو جہاں حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
لعن اللہ المناظر و  
المنظور الیہ

یعنی اللہ جل شانہ لعنت کرتے ہیں  
گھورنے والے مرد اور گھورے جانے  
والی عورت پر (غرض البصر ص ۱۵)



گویا اس حدیث پاک میں اللہ جل شانہ نے دیکھنے والے مردوں اور جن پر نظر کی جارہی ہے یعنی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت کرنے کا مطلب یہ ہے رحمت سے دور کرنا۔ بھلا جبکہ اللہ جل شانہ اپنی رحمت سے دور کر دیں اس کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ افسوس اور سزا بار افسوس اے غافل ان تو! یہ تمہاری فیشن پرستی نے تم کو کس مقام پر لاکھڑا کر دیا ہے تباہی کے دہانے پر کھڑے ہو گئے ہو۔ خدا کے لئے اب تو ہوش میں آ جاؤ کب تک آخر غفلت کی نیند سوتے رہو گے۔

بعض عورتیں اپنے بالوں میں دوسروں کے بال ملا کر انھیں دراز کر دیتی ہیں تاکہ بہت لانے معلوم

### مصنوعی بال

ہوں۔ اور دیکھنے والے تعریف کریں۔ گویا لاجسے بال رکھنا "فیشن" ہے اسی طرح بعض عورتیں اپنے سر کے پھلے جھتے پر نقلی بالوں کے جوڑے بانڈھ لیتی ہیں دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے پیپے کوئی ٹوکرا سا رکھ دیا ہو۔ مختلف شہروں میں اس طرح کے بالوں کے مختلف اسٹائل بنوانے کے لئے دکانیں قائم ہیں جنہیں (FOR LADIES) SALOONS

(BEAUTY PARLOURS) اور (HAIR DRESSING) کہا جاتا ہے مسلمان عورتیں ان دکانوں میں جا جا کر غیر مردوں اور عورتوں سے اپنے بال طرح طرح سے بنواتی ہیں اور اس فیشن پر بھی سینکڑوں روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان جوڑوں اور دماز بالوں کو شادی کی دعوتوں اور تقریبوں میں غیر مردوں اور عورتوں کو دکھاتی پھرتی ہیں اور اس پر فخر بھی کرتی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ایسی عورتوں پر

جو فیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دلاز کرے۔ (بخرا و افعال صحت)

اب غور کیجئے کہ ایک طرف تو فیشن ہے اور دوسری طرف آتے

دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے۔ بس اشہیٰ فضل فرماتے۔

ایک لباس ہے منی Mini اس میں اوپر سے گرتا یا فرائک یا شرٹ نیچے آتا ہے لیکن وہ اگر رانوں پر رُک جاتا ہے۔ گویا یہ ایک نیم برہ ہے

منی اور میا کسی  
MINE AND MAXI

لباس ہے، مزید یہ کہ یہ لباس سینے اور سر میں پر تنگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پیچھے کی وضع بھی ظاہر ہونے لگتی ہے ظاہر ہے کہ ایسا لباس اسلامی شریعت میں قطعی حرام ہے۔ اور ایسے حلام لباس کو پہننے کا نذر جہنم کی آگ میں آتے گا، اللہ تعالیٰ ہماری عورتوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

ایک اور لباس ہے جسے میا کسی MAXI کہتے ہیں۔ گویا لباس منی سے بہتر ہے کہ اس میں لاپسے کپڑا ایڑیوں تک آجاتا ہے لیکن اکثر عورتیں اس دوسرے لباس میں (یعنی میا کسی میں) اور ہنی جیسی کوئی چیز استعمال نہیں کرتیں بلکہ اوڑھنیوں کو اپنے گے کے اطراف بلا وجہ لپیٹ لیتی ہیں۔ سینے اور سر میں پر یہ لباس بھی تنگ ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ لباس بھی حرام ہو گیا۔ یہ دونوں قسم کے لباس اپنے اندر ایک خاص جنسی کشش (SEXUAL ATTRACTION) رکھتے ہیں۔

مردوں کو بلا وجہ بُرا بھلا کہا جاتا ہے | مرد آدمی آخر کہاں تک اپنے آپ کو بچاتے

کس طرح اپنی نظروں کو نیچے رکھے ایسے لباس میں عورتیں سامنے آجاتی ہیں تو ذہن پر بھلیاں سی کوند جاتی ہیں۔ پھر بے حیائی کے بہت کچھ حرام اور ناجائز

کام ہو جاتے ہیں جیسے پھیڑ پھاڑ، اٹھوا، زنا با بکبر وغیرہ تو ساری ذمہ داری مردوں پر ٹھوپ دی جاتی ہے اور انہیں خوب بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو ان تمام حادثات کی بڑی حد تک ذمہ داری خود عورتوں پر اور ان کے سرپرستوں پر عائد ہوتی ہے۔

ایک اور مشہور فیشن ' **ناخن پر پینٹ** *NAIL POLISH* ہے ناخنوں کو لالے رکھنا

اور ان پھل یا گلابی یا کوئی اور رنگ کا پینٹ *PAINT* چڑھانا فیشن ایل عورتیں جانوروں کی طرح اپنے ناخنوں کو لالہ کر لیتی ہیں اور اس پر طبع طرح کے پینٹ چڑھا لیتی ہیں۔ افسوس کہ بعض عورت نامرد بھی اس خبیث عادت میں مبتلا ہیں۔ فیشن پرستی نے مردوں کو عورتوں کی صف میں لاکھڑا کر دیا ہے۔

اب سنیے ناخنوں کے بالنے میں اسلامی شریعت میں کیا حکم ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دش چیزیں امور فطرت سے ہیں، اور ان میں سے آپ نے ناخن تراشنا بھی فرمایا (ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں منگ) تو یہ ناخنوں کا کٹنا سنت ہے اور ناخنوں کو بڑھانا فیشن ہے۔

اب نماز کا ایک مسئلہ بھی سن لیجئے ناخن پر اگر پینٹ (*PAINT*) لگا ہو تو وضو یا غسل نہیں

ہوتا (چاہے مرد ہو یا عورت) اور جب غسل اور وضو ہی نہیں ہو سکتا تو نماز بھی نہیں ہو سکتی۔

لیکن بھلا نماز پڑھنے کی فرصت کس کو ہے؟ اور نماز کا خیال آتا ہی

کب ہے سوچیے کہ آپ لوگوں کا فیشن آپ کو کہاں لے جا رہا ہے۔ خوب یاد رکھیے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے منہ موڑ کر آپ کو ہرگز ہرگز سکون نہیں مل سکتا چاہے آپ ہونٹوں پر پینٹ لگائیں یا ناخنوں پر۔

باریک لباس پہننے والوں پر لعنت | تمام نہاد اوپنی  
سوسائٹیوں میں

بعض گھرانوں میں عورتیں باریک لباس پہنتی ہیں۔ اس لباس کے اندر سے سارا جسم چھلکتا رہتا ہے یا پھر دھندلا سا نظر آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے افسوس اور بے حد افسوس کہ فیشن پرستی کی وجہ سے ہماری عورتیں کتنی کتنی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کی مستحق بن رہی ہیں۔ اور انہیں اس کا ذرا بھی احساس نہیں۔

مرنے کے بعد کیا جواب دیں گی؟ | پتہ نہیں مرنے کے بعد اللہ  
اور رسول کے سامنے کیا جواب

دیں گی۔ لیکن اللہ اور رسول کی باتوں کو دعوٰی بائیں ماننا ہی کون ہے اس سڑھی گلی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ لیکن جیسے ہی آنکھ بند ہو جاتے گی اور قبر کے دروازے سے ہو کر محشر پہنچنا ہو گا۔ تو پھر دنیا اور دنیا کی لذتوں کی بے حیثیتی اور بے وقعتی نگاہوں میں پھر کر رہے گی اور دنیا کے بارے میں یہ حقیقت جلوہ ہو کر رہے گی۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا۔

پردہ کرنا فیشن کے خلاف ہے | قرآن مجید میں سورہ احزاب  
کی ۸ ویں رکوع میں جس

آیت میں پردہ کا حکم ہے اس کا ترجمہ ہے ۔  
 ” (آپ) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے  
 کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا گھونگھٹ ڈال لیا کریں  
 اس تدریس سے یہ بات زیادہ متوقع ہے کہ وہ پہچان لیا  
 جائیں اور انہیں ستایا نہ جلتے گا۔“

قرآن مجید کے تمام مفسرین نے اس آیت کے مفہوم میں یہی لکھا  
 ہے کہ پردہ میں چہرہ بھی شامل ہے اور اسی کا نام شرعی پردہ ہے اسی طرح  
 بے شمار احادیث سے شرعی پردہ کا حکم ثابت ہے لیکن فیشن پرستی کے مقابل  
 میں نعوذ باللہ قرآن و حدیث کی کس کو پرواہ ہو سکتی ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت  
 نصیب فرمائے۔ آمین۔

جدید تعلیمی نظام اور مغربی تہذیب نے مسلمانوں کے ذہن اس قدر  
 خراب کر دیئے ہیں کہ ان کے پاس اسلامی احکام کی وقعت و قدر باقی نہیں  
 رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتیں مسلمان ہونے کے باوجود بے پردہ کھلے عام  
 گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ اور اس کو ذرا بھی برا نہیں سمجھتیں حالانکہ بے پردہ  
 گھومنا پھرنا اسلامی شریعت میں حرام مطلق ہے۔

بلکہ اُن طرح طرح کی تاویلات کرتی ہیں کہ پردہ میں چہرہ شامل نہیں  
 یا یہ کہ مروجہ برقعہ اسلامی پردہ نہیں اور اپنے دعویٰ کی دلیل میں اسلامی  
 تاریخ سے ایسے واقعات پیش کرتی ہیں جن کا تعلق پردہ کے حکم نازل ہونے  
 سے پہلے کا ہے۔

بعض عورتیں تو کھلم کھلا پردہ کا مذاق اڑاتی ہیں

لہ برصغیر آئندہ

مختصراً یہ کہ پردہ کرنا فرض ہے اور بے پردہ رہنا فیشن ہے حق و باطل میں فرق بالکل واضح ہے بس اللہ ہی ہدایت نصیب فرمائے۔ امین

بعض مسلمان عورتیں پردہ تو کرتی ہیں برقعہ بھی پہنتی ہیں لیکن چہرے سے نقب اٹ

### پردہ والیاں بے پردہ

دیتی ہیں اور جس "زینت" کو یعنی چہرے کو چھپانے کا صریح حکم قرآن مجید کی سورہ نور میں ہے۔ اس کی کھلم کھلا مخالفت کرتی ہیں۔ پھر بھی پردہ کرنے والیاں کہلاتی ہیں ایسے لباس میں تو مردوں کی جمالیاتی حس اور بھی پھر تک اٹھتی ہے خدا کے واسطے چہروں کو بھی پردے میں رہنے دیجئے۔ پردہ نہ اٹھانے اور نہ نقصان ہی نقصان ہے دین کا بھی دنیا کا بھی۔

سارے فساد کی جڑ دراصل "سینما" ہے یہی وہ "درسگاہ" ہے جہاں پر شیطانی

### فلمی اداکاروں کی نقالی

"تعلیمات" کی کھلم کھلا "تبلیغ" کی جاتی ہے اور فیشن کے دلدادہ تفریح کے بہانے اپنی عقل و شعور کو بالائے طاق رکھ کر اور آخرت والی زندگی سے غافل ہو کر ان شیطانی چالوں میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور اس کا انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا خود بھی فلم دیکھتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی دکھاتے ہیں۔ بہر حال بچے بوڑھے لڑکے لڑکیاں مرد و عورت سب کے سب اسی منحوس لعنت میں گرفتار ہیں۔

اس خبیث عادت کی وجہ سے جو سینکڑوں اور ہزاروں نقصانات ہو

صفحہ گذشتہ کا حاشیہ، لے پردہ پر اعتراض اور ان کے جواباً اس موضوع پر سیر جمال بوچکٹ کیلئے  
حق کی تالیف عورتوں میں بے پردگی اور اسکے علاج، کا ضرور مطالعہ کیجئے۔ (ج-س)

ہے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلمی اداکاروں اور اداکاروں کی وقعت اور عظمت دلوں میں گھر کر رہی ہے اور ان فلمی ستاروں کی نقالی کا شوق دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ کوئی تو ان کی بات چیت کے اسٹائیل کو اپنا رہا ہے تو کوئی ان کی چال ڈھال اور پوشاک کی نقل اتار رہا ہے مسلمانوں کے اس فکر و عمل پر تنقید کرتے ہوئے شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ

وضع میں تم ہونصاری تو تمدن میں ہنود  
یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں پیکر شریا میں یہود

افسوس کہ مسلمان سنت والی زندگی سے منہ موڑ کر فلمی اداکاروں کی نقالی کر رہے ہیں!

\*

---

لدا اختر کی تالیف "سینا بینی" اور اس کے مہلک اثرات" میں اس موضوع پر کافی تفصیل موجود ہے۔ قارئین اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ (ج. س.)





(ذیل میں ایسے فیشنوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں مرد اور عورتیں دونوں مشترک ہیں اور دونوں مبتلا ہیں اور یہ تو صرف چند فیشنوں کا نمونہ ذکر کیا جا رہا ہے۔ ورنہ ہمارے معاشرے میں ہزاروں فیشن رائج ہیں اور ان پر عمل کرنا سنت نبوی کے سراسر خلاف اور اسلامی احکامات کی صریح خلاف ورزی کا جتن ثبوت ہے)

انگلش میں بات چیت کرنے کو فیشن اور تہذیب کا اعلیٰ ترین معیار سمجھا گیا ہے

**بات چیت میں فیشن**

اور اپنی مادری زبان میں بلاوجہ بات بات پر انگریزی کے الفاظ شامل کر کے لوگوں پر اپنی تعلیم اور تہذیب کا اظہار کیا جاتا ہے اس پر ایک لطیفہ یاد آیا:

ایک صاحب نے دوسرے صاحب سے کہا: آپ اردو میں انگریزی کے الفاظ بہت بول دیتے ہیں: تو دوسرے صاحب نے فوراً جواب دیا: جی نہیں! بلکہ میں تو اردو میں انگلش کے ورڈز (WORDS) بہت ہی کم یوز (USE) کرتا ہوں: (یعنی میں اردو میں انگریزی کے الفاظ بہت کم استعمال کرتا ہوں)

عرض کرنا یہ ہے کہ بے شک انگریزی زبان کا سیکھنا تو آجکل ضروری اور مفید ہے مگر یہ دیکھنا کہ اس میں نفع ہے ہی لیکن دین میں بھی اس کا فائدہ یقینی ہے کیونکہ دین کی اشاعت میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ بہر حال مختصر یہ کہ انگلش کا سیکھنا مفید ہے لیکن اب بھی کیا کہ انگریزی نہ جاننے والے

کو جاہل کہا جاتے۔ اس قسم کی سوچ (THINKING) کو فوراً ترک کرنا چاہیے۔  
**اُردو نہیں آتی**

بعض مغرب زدہ بیمار ذہنیت کے لوگ اس بات کو فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ ہمیں اُردو نہیں آتی، یا ہمارے بچوں کو اُردو نہیں آتی۔ افسوس کس قدر محرومی ہے اُردو زبان میں دین اسلام کا ایک کثیر لٹریچر LITERATURE موجود ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر، احادیث کی تشریح، فقہی مسائل اکابر علماء اور اولیاء کرام کے مواعظ و ملفوظات، غیر مسلموں کے اسلام پر اعتراضات کے مکمل جوابات وغیرہ اُردو ہی میں موجود ہیں اور یہ اُردو نہ جاننے والے حضرات ان سب چیزوں سے محروم ہیں۔ کاش ان کو اس محرومی کا احساس تو ہو جاتے۔

دنیا کی ہر مہذب قوم میں ملاقات کے وقت پیار و محبت یا جذبہ اِکرام و خیر اندیشی کا اظہار کرنے اور مخاطب کو مانوس و مسرور کرنے

ہیلو اور ہائے

HELLO & HAI

کے لئے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج رہا ہے اور آج بھی ہے۔ یورپ امریکہ کینیڈا وغیرہ کے لوگ صبح کے وقت "گڈ مارننگ" (اچھی صبح)، اور شام کی ملاقات کے وقت "گڈ ایوننگ" (اچھی شام) اور رات کی ملاقات میں "گڈ نائٹ" (اچھی رات) وغیرہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عربوں میں بھی اسی طرح کے کلمات ملاقات کے وقت کہنے کا رواج تھا۔

سنن ابی داؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عمران بن حصین کا یہ بیان مروی ہے کہ ہم لوگ اسلام کے پہلے ملاقات کے وقت آپس میں "اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ وَ عَيْتَا" خدا انکھوں کی شکر گنہگار نصیب

کہے اور "انْفِرْ صَبَاحًا" (تمہاری صبح خوشگوار ہو) کہتے تھے جب ہم لوگ جاہلیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آئے تو ہمیں اسکی ممانعت کر دی گئی یعنی اس کے بجائے ہمیں اَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ کی تعلیم دی گئی۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ اپنی مشہور تصنیف معارف الہدیٰ جلد ۶ کے صفحہ ۱۵۰، ۱۴۹ پر فرماتے ہیں:

• آج بھی کوئی غور کرے تو واقف یہ ہے کہ اس سے بہتر کوئی کلمہ محبت و تعلق اور اکرام و خیر اندیشی کے اظہار کے لئے سوچا نہیں جاسکتا۔ ذرا اسکی معنوی خصوصیات پر غور کیجئے، یہ بہترین اور نہایت جامع دعائیہ کلمہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر طرح کی سلامتی نصیب فرمائے، یہ اپنے سے چھوٹوں کے لئے شفقت اور مرحمت اور پیار و محبت کا کلمہ بھی ہے اور بڑوں کے لئے اس میں اکرام اور تعظیم بھی ہے بہر حال ملاقات کے وقت۔ اَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ اور وَعَلَيْكُمْ اَسْلَامٌ کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مبارک تعلیمات میں سے ہے اور یہ اسلام کا شعار ہے اور اس لئے آپ نے اسکی بڑی تاکید فرمائی اور بڑے فضائل بیان فرمائے:

لیکن بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فیشن پرست مسلمان چاہے مرد ہوں یا عورت، بچے ہوں یا جوان یا بوڑھے، اس اسلامی تعلیم کو بالائے طاق رکھ کر دوسروں کے طریقہ کو اپنالیا ہے۔ اسلامی سلام یعنی اَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ

کہنا صرف دیندار طبقوں تک محدود ہو گیا ہے۔ ملاقات کے وقت گلابزنگ یا گڈ ایوننگ، کہنا فیشن پرست مسلمان میں ایک عام بات ہو گئی ہے۔ اور ایک نیا طریقہ ہیلو، اور ہاتے کہنے کا کافی چل پڑا ہے۔ ایک خاص مسکراہٹ کے ساتھ سر کو خفیف سینچے جھکا کر ہیلو HELLO کہا جاتا ہے اور دوسرا شخص بھی جواباً ہیلو، یا ہاتے CHAU کہتا ہے پھر دونوں اس طرح مسکراتے ہیں جیسا کہ دونوں نے مل کر کوئی بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ بعض مغرب زدہ مسلمان تو التسلام علیکم کہنے اور سننے کو معیوب اور فیشن کے خلاف OUT OF FASHION سمجھتے ہیں۔ عقلیں پتہ نہیں کہاں گم ہو گئی ہیں۔

ٹانا اور بائے بائے | فیشن پرست حضرات اپنے بچوں کو رخصت کرتے وقت عجیب غریب انداز میں عجیب

عجیب کلمات سکھاتے ہیں۔ مسکرا کر اور ہاتھ ہلا کر بچوں کو کہا جاتا ہے۔ ٹانا۔ بائے بائے۔ بچے ہی کلمات دہراتے ہیں۔ حالانکہ رخصت ہوتے یا کرتے وقت التسلام علیکم، کہنا اور سکھانا اور مسنون دعائیں پڑھنا اور پڑھانا فضیلت رکھتا ہے۔ آہ افسوس ہماری زندگی، ٹانا، بائے بائے ہیلو اور ہاتے میں گزر رہی ہے! اللہ ہمیں اسلامی زندگی کا شعور عطا فرماتے۔ آمین۔

بعض فیشن پرست مسلمان صبح سویرے بستر پر لیٹے لیٹے بغیر منہ دھوئے چائے نوش فرماتے ہیں اپنے بد بودار اور باسی منہ میں چائے کے

بستر کی چائے  
(BED-TEA)

گھونٹ لیتے ہیں۔ اس کا نام "بیڈ ٹی" رکھ لیا ہے۔ اگر طور کہا جائے تو

یہ ایک انتہائی مکروہ اور کراہیت آمیز حرکت ہے اور طبی اعتبار سے بھی سخت نقصان دہ ہے مگر فیشن پرستی کے سامنے دینی تعلیمات اور طبی اصولوں کی کس کو پرواہ ہو سکتی ہے۔ شیطان مردود نے مغربی تہذیب اور فیشن پرستی کے ذریعہ مسلمانوں کی عقلوں کا بالکل ہی طیامیٹ کر دیا ہے۔ بس اللہ ہی ہماری حفاظت فرمائے۔

فلمی گیتوں کے پروگرام اور غزلیات سننا فیشن اور عذاب اور دینی اجتماع میں جانا  
**اؤٹ آف فیشن OUT OF FASHION ہے۔**

فلمی گیتوں کے پروگرام، غزلیات اور مشاعرے سننا، موسیقی اور ناچ گانے کے پروگرام سننا اور دیکھنا سینما اور ٹیلی ویژن دیکھنا اور بہودہ و مسخرے قسم کے ڈراموں سے لطف اندوز ہونا۔ یہ سب تو فیشن ہے لیکن ایمان و یقین کی باتیں جہاں کہی جاتی ہوں۔ وعظ و نصیحت کی مجالس جہاں منعقد ہوتی ہوں اقلے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک جہاں ہوتا ہے افسوس کہ وہاں جانا ان مغرب زدہ ذہنیت کے غلاموں کے لئے اؤٹ آف فیشن یعنی فیشن کے خلاف ہو گیا ہے۔

آہ۔۔ کس قلم سے لکھا جاتے اور کیا لکھا جاتے۔ کیسی بد نصیبی ہے

ہم مسلمانوں کے لئے کہ جہاں ایمان و یقین کی باتیں ہو رہی ہوں اور جہاں جا کر ایمان میں تقویت حاصل ہو رہی ہو۔ اور آخرت والی ہمیشہ کی زندگی کا خیال تازہ ہو وہاں تو جانا ہمارے لئے مشکل ہو گیا ہے اور بوریہ محسوس ہو رہا ہے اور ان محسوس سینماؤں اور ڈراموں اور غزلیہ پروگراموں میں لطف آرہا ہے گناہ پر گناہ کرتے جا رہے ہیں اور اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ آخرت

والی زندگی کو بالکل ہی بھلا دیا ہے۔ سب کچھ اسی سٹریٹری گلی دنیا کو سمجھ گیا ہے۔  
ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کے ۳۰ ویں پارے میں سورہ الاعلیٰ  
کی ۱۶ ویں اور ۱۷ ویں آیتوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

بَلْ تُوْشِرُوْنَ الْحَيٰوةَ  
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ خَيْرًا  
وَأَنْتُمْ  
بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے  
ہو حالانکہ آخرت دنیا سے بدتر ہے  
بہتر اور پائیدار ہے ۔

کاش ہم مسلمان اس آیت پر خوب غور و فکر کریں۔ اور اللہ سے ہدایت  
کی توفیق مانگیں ۔

کلمہ طیب کے بجائے فلمی گانا  
چھوٹے بچے جب بونا سیکھ  
جاتے ہیں تو ان کو فلمی گانے یاد

دلالتے جاتے ہیں اور فخریہ طور پر اس کا منظر ہرہ کروادیا جاتا ہے اور اس  
پر والدین خوش بھی ہوتے ہیں اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک صاحب  
اپنے دوست کے پاس اپنی فیملی سمیت ملاقات کے لئے تشریف لے گئے  
باتوں باتوں میں انہوں نے اپنے ۳۰ سالہ بچے کو بلا کر دوست کے ساتھ  
کھڑا کر دیا اور کہا، "منا۔ ذرا وہ تو سنا دو" بچہ اپنی پیاری اور معصوم آواز  
میں لایلاہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بجائے سنانے لگا۔

جس کی بیوی موتی

اس کا بھی بٹا نام ہے

افسوس اور ہزار بار افسوس اس اُمت کا کیا کام تھا اور آج کیا ہو  
رہا ہے۔ ذلیل اور حرام چیزوں کو فخریہ طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ کوئی حد ہے  
گمراہی کی اگر اس صورت حال پر کوئی حساس دل خون کے آنسو نہ روتے تو



کیا کہے؟

## سگریٹ پینا فیشن ہے

تباکو کا استعمال مکروہ ہے اور اس پر روپیہ صرف کرنا اسراف ہے اور

اسراف اسلام میں حرام ہے مزید یہ کہ تباکو کو ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسے صغیر گناہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ الاوطار اردو ترجمہ درمختار ج ۴ ص ۲۶۸)

لیکن ہمارے مسلمان بھائیوں کا حال یہ ہے کہ تباکو کا استعمال کثرت سے

کرتے ہیں کوئی سگریٹ پیتا ہے تو کوئی سگار (CIGAR) کوئی بیری پینا

ہے تو کوئی چٹا۔ اور ہر ایک میں تباکو ہی ہوتا ہے۔ پتہ نہیں کیا اچھا نظر آتا

ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی فیکٹری کی چیمنی سے دھواں اٹھ رہا ہے۔

مزید یہ کہ جب ایک بار فیشن سمجھ کر سگریٹ وغیرہ کا استعمال شروع کر دیا

جاتا ہے تو اتنی زیادہ عادت ہو جاتی ہے تو اس کا چھوڑنا تقریباً ناممکن ہو جاتا

ہے۔ اور طبی نقطہ نظر سے ڈاکٹروں اور طبیوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ سرطان

یعنی کینسر (CANCER) جیسی مہلک بیماری کے کئی وجوہ میں سے ایک

تباکو کا استعمال بھی ہے۔

سگریٹ نوشی سے متعلق ایک عجیب و غریب بات

ایک لطیفہ

بھی سن لیجئے بلکہ اُسے ایک لطیفہ کہنا چاہیئے، مال

فروخت کرنے والا خود کہہ رہا ہے کہ دیکھو میرے مال کے استعمال سے تم

کو نقصان ہوگا، لیکن مال خریدنے والا اس تاکید و تنبیہ کے باوجود وہی مال

خوشی خوشی خرید رہا ہے۔

سگریٹ کے تمام برانڈز (BRANDS) پر یہ الفاظ درج ہوتے ہیں

STATUTORY WARNING CIGARETTE SMOKING  
is INJURIOUS TO HEALTH;

ترجمہ: قانونی تنبیہ اور وارننگ، سگریٹ نوشی صحت کے لیے انتہائی  
مضر ہے)

لیکن تنبیہ، تاکید اور وارننگ کے باوجود لوگ سگریٹ خریدتے ہیں۔  
اور اپنی صحتیں تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔ فیشن پرستی نے دین و دنیا دونوں کو  
تباہ و برباد کر دیا ہے لیکن کسی کو اسکی پرواہ نہیں ہے۔

سیرت النبیؐ کے جلسوں میں سگریٹ نوشی  
کی اس قدر

مادت ہو جاتی ہے کہ بغیر اس کے زندہ رہنا محال ہو جاتا ہے بس آدمی پتیا ہی  
چلا جاتا ہے اور مسلسل پتیا رہتا ہے۔ مسلسل سگریٹ پینے والے ایسے لوگوں  
کو CHAIN SMOKERS کہا جاتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے  
کہ "سیرت النبیؐ" کے موضوع پر تقاریر منعقد ہوتی ہیں اور مسلمان حضرات  
بشمول حج صاحبین سگریٹ پیتے ہوئے ڈانس پر بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ دین  
ہے یا دین کے ساتھ مذاق؟

خدا کے لئے سوچئے کہ اس قسم کی چیزوں سے سامعین پر کیا اثر  
ہوتا ہوگا افسوس کہ آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک  
کی مجلسیں بھی ان مکروہ اور ناپاک چیزوں سے خالی نہ رہ سکیں گے۔ پتہ نہیں  
ہم مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماتے آمین۔

مشراب پینا فیشن ہے | نام نہاد "اوپنچی" سوسائٹی میں مشراب  
پینے اور پلانے کو اعلیٰ درجہ کا عمل سمجھا

جاتا ہے۔ اس اُونچی ٹری مٹی سوسائٹی کے مرد بھی بخراب پیتے ہیں اور عورتیں بھی مہانوں کے لئے قسم قسم کی شراب میں مخصوص کمروں میں سجا کر رکھی جاتی ہیں کوئی تیز شراب پیتا ہے تو کوئی ہلکی بیر BEER اور برانڈی پیتا ہے تو کوئی وِسکی پیتا ہے، کوئی وِسی شراب کو پسند کرتا ہے تو کوئی ولاتی شراب کو۔ "بازوق" دوست احباب آتے ہیں اور رات رات بھر شراب کے در چلتے رہتے ہیں۔ اس کو ایک انتہائی "مہذب" چیز سمجھا جاتا ہے اور ایک اعلیٰ درجہ کا فیشن سمجھ لیا گیا ہے۔ مختلف شہروں میں کئی کئی چھوٹے بڑے شراب خانے BARS موجود ہوتے ہیں جہاں جا کر مسلمان شراب پی پی کر اپنی آخرت اور دنیا دونوں تباہ کر لیتے ہیں بعض مسلمانوں کو تو رمضان کے مہینے میں اور مبارک راتوں میں بھی شراب پینا ہوا دیکھا گیا ہے۔ واقعی یہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ اب سینے شراب کے بارے میں اسلامی شریعت میں کیا حکم ہے۔ قرآن مجید کی سورہ المائدہ میں ۹۰۔۹۱ آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"لے ایمان والو! بلاشبہ یہ شراب اور جو اور بت پانے جو ایک خاص قسم کے جوئے میں استعمال ہوتے تھے یہ سب چیزیں، گندی اور ناپاک ہیں اور شیطانی اعمال میں سے ہیں ہذا ان سے کلی پرہیز کرو۔ پھر تم امید کر سکتے ہو کہ فلاح یاب ہو جاؤ شیطان تو بس یہ چاہتا ہے کہ تمہیں شراب اور جوئے میں پھنس کر تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا کر دے اور تم کو آپس میں لڑائے اور اللہ کی یاد سے اور نماز جیسی نعمت سے تم کو روک دے۔ تو کیا تم شراب اور جوئے وغیرہ سے، اب بھی باز رہیں، آؤ گے؟ گویا قرآن مجید سے شراب کا حرام ہونا قطعی طور پر ثابت ہو گیا۔ اب

ذیل میں چار احادیث درج کی جاتی ہیں۔ فور فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سختی سے شراب کو منع فرمایا ہے۔

① حضرت ابو امامہ رضی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لئے رحمت اور سب کے لئے وسیلہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے پروردگار عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے۔ معازت و مزا میر (یعنی ہر طرح کے باجوں) کو مٹانے کا اور بت پرستی اور صلیب پرستی کو مٹانے کا اور تمام رسوم جاہلیت کو ختم کر دینے کا۔ اور میرے رب عزوجل نے یہ قسم کھائی ہے کہ میری عزت و جلال کی قسم، میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا تو میں آخرت میں اس کو اتنا ہی لہو پیپ ضرور پلاؤں گا اور بندہ میرے خوف سے شراب کو چھوڑے گا اور اس سے باز رہے گا۔ تو میں آخرت کے قدسی عضوں کی شراب ٹھہراؤں اپنے اس بندہ کو ضرور نوش کراؤں گا۔ (مسند احمد)

② حضرت جابر رضی عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ (جامع ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہمیشہ شراب پینے والا اگر اسی حال میں سرکے گا تو خدا کے سامنے اس کی پیشی مشرک اور بت پرست کی طرح ہوگی۔

(مسند احمد)

④ حضرت انس رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلے میں (اس سے تعلق رکھنے والے) دس اویسوں پر

لے یعنی موسیقی کے آلات (MUSICAL INSTRUMENTS)

لعنت کی۔ ایک (انگور وغیرہ سے) شراب پھوڑنے والے پر ناگرج کسی دوسرے کے لئے پھوڑے اور خود اپنے واسطے پھوڑنے والے پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر اور اس پر جو شراب کو لیکر جائے اور اس پر جس کے لئے وہ لے جاتی جاتے اور اس کے بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس پر جو کسی دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ میں شراب دے اور اس پر جو اس کو فروخت کرے اور اس کی قیمت کھاتے۔ (جامع ترمذی)

(یہ چاروں حدیثیں معارف الحدیث جلد ۶ سے لی گئی ہیں)

ان احادیث کا مطلب بالکل واضح ہے جن کی تشریح کی کوئی ضرورت نہیں اب ہمارے مغرب زدہ فیشن پرست مسلمان غور کر لیں کہ وہ کہاں اور کس قدر خطرناک راستے پر جا رہے ہیں۔

سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر کھڑے رہ کر پینا اور کھانا فیشن ہے

بھی بیٹھ کر پیا جاتے سیدھے ہاتھ سے پیاجائے (دیکھئے خصائل نبویٰ صفحہ ۳۲۵ اور ۳۲۹) مگر فیشن یہ ہے کہ کھڑے ہو کر کھلیا جائے۔ مختلف پارٹیوں اور تعاریب میں کھڑے ہو کر کھایا جاتا ہے اور اس کا نام لفے (BUFFET) رکھا ہے اسی طرح فیشن یہ ہے کہ کھڑے ہو کر باتیں ہاتھ سے پانی پیاجائے گویا ہر فیشن سنت کے خلاف ہے۔ اللہ ہی ہماری حفاظت فرماتے۔ آمین۔

سر پر ٹوپی پہننا شعارِ اسلام  
میں سے ہے لیکن بہت سے

ٹوپی پہننا فیشن کے خلاف ہے

مسلمانوں کے لئے یہ کلام (یعنی ٹوپی پہننا) بے حد مشکل ہے بعض تو اپنے گھر

سے مسجد تک بھی ٹوپی پہننے کی ہمت نہیں کرتے۔ مسجد میں جا کر جیب سے ٹوپی نکال کر پہن لیتے ہیں۔ اور مسجد سے نکلنے سے پہلے ہی ٹوپی کو واپس اپنی جیب میں رکھ لیتے ہیں۔ بعض لوگ تو مسجد میں بھی ٹوپی پہننے کی ہمت نہیں کرتے بلکہ جیبوں میں سے دستیاں یا رومال نکال کر سر پر لپیٹ لیتے ہیں اور نماز سے فارغ ہو کر ان دستیوں یا رومال کو جیبوں میں رکھ لیتے ہیں اگر ہم غور کریں تو یہ بات صاف سمجھ میں آجائے گی کہ دراصل اس کی اصل وجہ اطراف کا ماحول ہے۔ ٹوپی پہننے سے خوف کھانے والا مسلمان یہی سمجھتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے وہ ہنسیں لگے تو نہیں۔ فلاں کیا سمجھے گا۔ افسوس کہ یہ نہ سوچا کہ آقائے دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر ہم سے خوش ہوں گے۔ اگر ہم ٹوپی پہن کر ایک اور سنت ادا کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ فیشن پرستی کی وبا میں یہ کام واقعی مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں بس اللہ کا فضل چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس سنت پر بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوشتہ کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا فیشن ہے | مسلم معاشرے میں شادیوں

میں ایک عام رواج ہو گیا ہے کہ نوشتہ (یعنی دولہا) شادی مہندی کے رسم کے وقت، سے اپنے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی پہن لیتا ہے جو دلہن والوں کی طرف سے اُسے دی جاتی ہے اور پھر کئی دنوں تک یہ چمکتی ہوئی انگوٹھی اس کے ہاتھ پر رہتی ہے۔ لوگ اسکی انگوٹھی کو دیکھ دیکھ کر اُسے



شادی کی مبارک باد دیتے ہیں اور نوشتہ پھولانہ سماتا ہے۔ یہ تو ہوا  
رسم درواج اور فیشن کا عالم ہے۔

اب سُنئے سونا پہننے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔  
مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی  
اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی  
کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کے ہاتھ سے نکال کر  
پھینک دی۔ اور ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کسی کا یہ حال ہے کہ وہ  
اپنی خواہش سے دوزخ کا انگارہ لے کر اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے یعنی  
مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کو یا دوزخ کی آگ ہے جو اس نے شوق سے  
ہاتھ میں لے رکھی ہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے  
تشریف لے گئے تو کسی نے ان صاحب سے کہا جن کے ہاتھ سے سونے  
کی انگوٹھی نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دی تھی، کہ اپنی انگوٹھی  
اٹھا لو اور کسی طرح، اپنے کام میں لے آؤ مثلاً فروخت کر دو یا گھر کی خواتین  
میں سے کسی کو دے دو، ان صاحب نے کہا خدا کی قسم! جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پھینک دیا ہے تو اب کبھی میں اس کو نہیں  
اٹھاؤں گا۔ (معارف الحدیث ج ۶ ص ۳۱۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کے دوسرے زیورات کی طرح  
اسکی انگوٹھی کا استعمال بھی مردوں کے لئے حرام و ناجائز ہے۔

لے سونے کی انگوٹھی پہننا مغربی تہذیب کا فیشن تو نہیں لیکن بہر حال یہ ایک  
رسم درواج ہے اور یقیناً فیشن ہے۔



کاشس! ہمارے مسلمان بھائیوں کو ان احکام کی اہمیت کا احساس ہو جائے اور وہ ان تمام حرام اور ناجائز کاموں سے بچنے کی فکر و سعی کرنے لگیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

احادیث میں آتا ہے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ

کھڑے رہ کر پیشاب کرنا فیشن ہے

وسلم نے فرمایا کہ "بیٹھ کر پیشاب کیے اگر وہ گویا بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے لیکن ان مغرب زدہ فیشن پرستوں کو یہ بات کہاں بھلی لگ سکتی ہے لہذا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور بیٹھ کر پیشاب کرنے والوں کو (OUR DATED) کہتے ہیں "گویا پرانے قسم کے لوگ بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں۔ ایک اور نقصان کھڑے رہ کر پیشاب کرنے کا یہ ہے کہ اس سے پیشاب کے چھینٹے اڑ کر کپڑوں پر لگ جاتے ہیں اور کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں اور حدیثوں میں آتا ہے کہ پیشاب کی اس بے احتیاطی کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے۔ (فضائل رمضان ص ۸)

افسوس! اس منحوس فیشن پرستی نے لوگوں کو عذاب قبر میں مبتلا کر دیا ہے لیکن یہ بات فیشن پرستوں کو سمجھ میں نہیں آرہی ہے چن چن کر ایک ایک فیشن کو گلے سے لگا لیا ہے۔

ناولیں پڑھنا فیشن ہے اور دینی کتابیں پڑھنا فیشن کے خلاف ہے

ادبی، تاریخی، رومانی، جاسوسی اور جنسی ناولیں پڑھ کر مسلمان اپنے اوقات عزیز کو ضائع اور برباد کر رہے ہیں لیکن دینی کتب کے معاملہ کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں ہوتی۔ کوئی دینی کتاب پڑھنے کو دے کر دیکھتے، اُن کے ہاتھ پیر پھول جلاتے ہیں یا تو کوئی عذر بنا کر کتاب لیتے ہی نہیں یا پھر اُسے لے کر کئی دنوں یا مہینوں کے بعد پڑھ چکا ہوں، کا جواب دیکر واپس کر دیتے ہیں۔ انگریزی ناول پڑھنا تو ایک خاص فیشن سمجھا جانے لگا ہے خصوصاً کالج کے طلباء اور طالبات اس مرض میں شدت سے گرفتار ہیں کوئی تو

کے PERRY MASON اور JAMES HADLEY CHASE

جاسوسی ناول پڑھتا ہے تو کوئی BARBARA اور MILLS & BOON

CARLAND کے رومانی ناول، بہر حال عجیب حال ہو گیا ہے ہم لوگوں

کا۔ ناولیں پڑھنا نہ صرف وقت کاٹنے (اور برباد کرنے) کا مشغلہ ہو گیا ہے بلکہ اس کو فیشن بھی قرار دیا گیا ہے لہذا بعض لوگ تو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے ہاتھ میں کوئی انگریزی ناول رکھ لیتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ زندگی کے یہ قیمتی لمحات ناول بینی سینما بینی۔

ریس اور لاٹری وغیرہ لغویات و خرافات میں برباد کئے جا رہے ہیں۔ خدا

کے لے کتاب تو سنبھل جائیے۔ اب بھی وقت ہے۔ اور سمجھ جائیے کہ اصل

بات کیا ہے۔ ورنہ قیامت کے روز تو اصل بات سمجھ میں آ ہی جائے گی۔ مگر

اس وقت کے سمجھنے سے کوئی نفع نہ ہو گا اور اس وقت وہاں کہنا پڑے گا

دکاش ہم دنیا میں یہاں کی یعنی آخرت کی ہمیشہ والی زندگی کے لئے کچھ تو کر

آتے ہوتے۔ حشر کے میدان کے اسی منظر کو قرآن مجید میں سورہ فجر کی ۲۳ اور ۲۴ ویں آیت میں اللہ تعالیٰ لوں بیان فرماتے ہیں۔

يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ  
وَاَنْتَ لَكَ الذِّكْرُ يَا قَوْلِ  
يَلِيَّتِيْ قَدْ مَتَّ لِحَيَاتِيْ۔

اس روز انسان کو سمجھ آئے گی اور اب

سمجھ آئے گا موقع کہاں رہا یعنی اب سمجھ میں

آنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ

دارالجزا ہے دارالعمل نہیں اس وقت انسان کے گناہ میں اس زندگی اُخروی کے لیے کوئی

نیک عمل آگے بھیج لیتا (تفسیر معارف القرآن ج ۸ ص ۴۳۷، ۴۳۸)

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مسواک کرنا

سنت ہے اور بے شمار احادیث میں اس

**مسواک کرنا سنت ہے**

کی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا۔ مسواک کا استعمال اپنے لئے لازم کر لو کیوں کہ اس میں

منہ کی پاکیزگی اور حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسواک

کیا کرو۔ کیونکہ مسواک میں منہ میں پاکی اور حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے جسرتیل

علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خوف

ہوا کہ کہیں مجھ پر اور میری امت پر فرض نہ ہو جائے۔ اگر مجھے اپنی امت پر

دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں اس پر مسواک فرض کر دیتا۔ ایک اور حدیث

میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ

چیزیں یعنی مسواک، اونز، تہجد، تھکے لئے سنت ہیں اور میرے لئے فرض ہیں

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ مجھے (اتنی کثرت سے) مسواک کا حکم کیا گیا کہ مجھے اس کے بارے میں وہی

آنے کا خیال ہونے لگا۔ یعنی میں نے مجھارہ قرآن میں اس کا کوئی حکم مازل  
ہو گا۔

ان احادیث مبارک کے مطالعہ سے سواک کرنے کی کس قدر اہمیت  
اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ ہم خود غور کر لیں

سیرت کی کتب اور  
شما تمل نبوی کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواک کرنے کا بہت  
اہتمام فرماتے تھے۔ سونے سے پہلے، بیدار کی کے بعد، چہجد کے لئے، رات میں  
نماز کے بعد۔ سحر کے وقت، گھر میں داخل ہونے کے بعد، کھانے سے پہلے اور  
بعد، تلاوت قرآن کے لئے، جمع کے دن، روزے کی حالت میں، حالت احرام  
میں، حتیٰ کہ وصال سے کچھ دیر پہلے۔ غرض آپ کا عمل مبارک کثرت سے  
سواک کرنے کا تھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب  
مذلتہ العالی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف

سواک کے فضائل

میں وارد ہے کہ جو نماز سواک کے بعد پڑھی جاتے وہ اس نماز سے جو بلا سواک  
پڑھی جلتے ستر درجہ افضل ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ سواک کا  
اہتمام کیا کرو۔ اس میں دستس فائدے ہیں۔ منہ کو صاف کرتی ہے۔ اللہ کی رضا  
کا سبب ہے۔ شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔ سواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ  
محبوب رکھتے ہیں۔ اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں، مسوڑھوں کو قوت دیتی

لے یہ تمام احادیث رسالہ فضائل سواک، از مولانا اظہر حسین صاحب مدظلہ سے  
لی گئی ہیں۔

ہے۔ بلغم کو قطع کرتی ہے۔ منہ میں خوشبو پیدا ہوتی ہے، صغیر کو دور کرتی ہے۔ نگاہ کو تیز کرتی ہے۔ منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے اور ان سب کے علاوہ یہ ہے کہ سنت ہے علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرنے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے۔

## مسواک اور فیشن پرستی

لیکن ہمارے فیشن پرست بھائی ان سب فضائل اور فوائد کی پرواہ کیتے

بغیر بلا سوچے سمجھے مسواک پر اعتراض کر دیتے ہیں اور اس سنت مبارکہ کو لغو و باطل، حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ فیشن پرستی کے جراثیم ذہنوں میں اس قدر بڑی طرح گھس گئے ہیں کہ سنت والے عمل کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔

## ایک صاحب کا واقعہ

ایک معمر صاحب جو کوٹ پتلون میں بلوس بغیر ڈارٹھی کے (یعنی

کلیں شیو) اور بغیر ٹوپی کے کسی جگہ بیٹھے تھے اُن کے سامنے ایک باریش نوجوان کُرتے پاجامے میں گزرا۔ حُسن اتفاق سے اس نوجوان کے ہاتھ میں مسواک بھی تھا۔ معمر صاحب نے جو مسلمان ہی تھا، نوجوان کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر طنز یہ مسکرایا پھر تقریباً ہنستے ہوئے کہنے لگے۔

”تم لوگوں نے اسلام کو غلط سمجھا ہے“

لے تبلیغی نصاب چ شائع کردہ مکتبہ اشرافیہ راتے دند منلیح لاہور پاکستان صفر و (فضائل نماز لے یعنی جس کو دارھی آرہی ہے یا اچھی ہے اور چہرے پر نمایاں ہے۔

## فیشن پرستی کے جراثیم کینسر کے جراثیم سے بھی خطرناک ہیں:

دیکھا آپ نے، فیشن پرستی کا کیا حال ہے۔ خود تو نماز کے بھی پابند نہیں کوٹ پتلون میں ملبوس نہ ڈاڑھی نہ ٹوپی۔ لیکن "اسلام" کو سمجھ لیا ہے۔ اور یہ قابل رشک سنتوں پر عمل کرنے والا نوجوان۔ اس نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں افسوس اور ہزار بار افسوس۔ اے نادان انسانو! کیا اسلام اسی کا نام ہے کہ اسلامی احکام اور سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کی چُن چُن کر مخالفت کی جائے ان پر طنز کیا جائے ان پر چلنے والوں اور ان پر عمل کرنے والوں کو پست ہمت (COIS COURAGE) کرنے کی کوشش کی جائے۔

آخر کب ہم اپنی عقلوں کو استعمال کریں گے۔ کب اپنے پیالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلیں گے۔

اس قسم کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ فیشن پرستی کے جراثیم کینسر (CANCER) کے جراثیم سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ کینسر کے مرض سے مریض دنیوی زندگی سے ہاتھ دھو سکتا ہے۔ لیکن فیشن پرستی کا مریض، آہستہ آہستہ مغربی تہذیب کی تقلید میں دین سے دور ہو کر اپنی آنے والی ہمیشہ کی زندگی کو تباہ و برباد کر لیتا ہے۔ اے اللہ ہم سب کو فیشن پرستی کے مہلک مرض سے محفوظ فرمادے آمین

اے مساک کے فضائل اور مسائل اور آداب سے متعلق تفصیلات کو جاننے کے لیے مولانا اطہر حسین صاحب مظاہری کی تصنیف فضائل مسواک کا نور مطالعہ فرمائیں۔ (ج - 5)



” ایک اور فیشن بھی ملاحظہ فرمائیے:

**فوٹولینا فیشن ہے** | گھروں میں، اسکول اور کالجوں میں تعاریب میں شادیوں میں، پکنکوں میں، پارٹیوں میں

پارکوں میں، حتیٰ کہ دینی جلسوں میں بلکہ ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے مبارک عنوان کے تحت منعقد ہونے والے جلسوں میں، فوٹولینا فیشن بن گیا ہے۔ حالانکہ بلا ضرورت شدیدہ (یعنی بلا کسی شرعی عذر کے جیسے کہ پاسپورٹ وغیرہ میں) فوٹولینا اور کھینچنا سخت ناجائز اور حرام ہے۔ فتویٰ یہی ہے کہ جانداروں کی تصویر کھینچنا اور کھینچنا مطلقاً حرام ہے۔ بغیر اضطراب و مجبوری کے جائز نہیں۔ جہاں اضطراب ہو اس کے ازالہ کی کوشش بھی ضروری ہے۔ کوشش ناکام ہو جائے تو تب اضطراب سمجھا جائے گا۔

تصویر کے شرعی احکام از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

**حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ** | حضور

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ”اس گھر میں رحمت کے درختے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصویر ہو“ ایک اور جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (بخاری اور مسلم) ایک اور جگہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔ سو دکھانے والے اور کھلانے والے پر اور تصویر بنانے والے پر۔

**فیشن پرستی کا مہلک اثر** | بات کس قدر واضح ہے مگر کون ہے جو ان سب باتوں پر غور کرے فیشن پرستی



ہمارے ذہنوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ خود کیجئے۔ فیشن پرستی کے زیر اثر  
حضرات دینی احکام کو کس قدر معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اسلامی احکام کو وہ  
قد بل اللغات ہی نہیں سمجھتے۔ فیشن پرستی کا کس قدر مہلک اثر ہے  
اے کوئی تو غور کرے۔

بعض لوگ حج کو  
جاتے ہیں اور وہیں

## حاجی صاحب کی فوٹو اخباروں میں

آکر اپنے "الحاج" ہونے کا اعلان اخباروں میں اپنی تصویروں کے ساتھ  
کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ حج کو جاتے وقت اپنی تصویریں اخباروں میں  
شائع کروا کے بینک کو اطلاع دیتے ہیں یہ کہ وہ اب حج کو جا رہے ہیں  
پتہ نہیں یہ کیا حاجت ہے۔ یا بھالت ہے۔

اب معلوم ہو رہا ہے کہ اب چند روز بعد لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر  
آئیں گے اور دوسرے دن اخباروں میں اپنی تصویریں شائع کروا کر اعلان  
کریں گے کہ ہم نے جمعہ ادا کیا۔ یا کوئی زکوٰۃ دے کر اپنی فوٹو کے ساتھ اعلان  
کرے گا کہ اُس نے اس سال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ پتہ نہیں ہماری عقلیں کہاں  
چلی گئی ہیں۔ بلکہ باقی ہیں بھی یا نہیں۔

یاد رکھیے کہ  
دبلا ضرورت شدید

## فیشن پرستی سے گناہوں میں اضافہ

فوٹو کھینچنا یا کھینچوانا سخت ناجائز اور حرام۔ پھر حج کو جا کر یا کوئی اور نیک  
کام یا عبادت کر کے لوگوں کو اس کی اطلاع دینا۔ یہ ریاکاری اور دکھلاوا  
ہے۔ جو اسلامی شریعت میں حرام ہے۔ نیز شہرت کی خواہش

یہ الگ گناہ ہے جو حرام مطلق ہے۔ اور جس سے پستہ چلتا ہے کہ ہم کس قدر سنگین روحانی امراض میں مبتلا ہیں۔ آہ! فیشن پرستی سے گناہوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ ہم گناہ پر گناہ کر رہے ہیں۔ دین و دنیا تباہ کر رہے ہیں لیکن فیشن پرستی کو ترک کرنے کا خیال تک ہمارے ذہنوں میں نہیں آتا۔ بس اللہ ہی ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔



## • قمری مہینوں اور سنہ ہجری کا استعمال فیشن کے خلاف ہے:

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اتباع سنت اور اسلامی تہذیب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ملی انفرادیت برقرار رکھیں اپنے حسب کتاب کے معاملات اور خط و کتابت میں جہاں مہینے اور سنہ لکھنا ضروری ہو، قمری مہینے اور سنہ ہجری بھی ضرور لکھا کریں کہ یہ سب شعاہ اسلام سے ہے۔ قمری مہینوں کے نام زبان وحی و نبوت سے ادا ہوئے اور سنہ ہجری تاریخ اسلام کے ایک مہتمم باستان واقعہ کی یادگار ہے، جس میں سے انسانی تاریخ نے عقیدہ و ایمان، صروت و ثبات اور شجاعت و حوصلہ مندی کا وہ قیمتی دور دریافت کیا تھا جو دنیا کے لئے ایک عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس اہمیت کے پیش نظر اپنے دور خلافت میں اسے اسلامی قمری مہینوں کا سنہ قرار فرمایا علماء و اسلام اور بزرگان دین نے قمری تاریخوں و سنہ ہجری کے متہام کی بطور خاص تاکید فرمائی ہے۔ اور خود اس پر عمل پیرا ہے۔ البتہ جنہیں انگریزی سنہ سے کاروبار رکھنا ضرورت کے درجہ میں آتا ہے انہیں اسکی اجازت دی جاسکتی ہے تاہم ایسی صورت میں سرکاری دفاتر کے علاوہ اپنے نجی کاروبار میں قمری مہینے و سنہ ہجری کی مطابقت کا التزام رکھا جائے تاکہ اسلامی شعائر کی اہمیت اور ملی انفرادیت کا احساس باقی رہے۔ بلا ضرورت محض تقلید مغرب میں سنہ ہجری، قمری اسلامی چھوڑ کر

سنہ شش مسمیٰ انگریزی اختیار کر لینا غیرت اور ملی خودداری کے خلاف ہے جس میں ہمیں سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض مسلمان اس قدر مغرب زدہ ہو چکے ہیں کہ ان کو یہ سب باتیں فیشن کے خلاف نظر آتی ہیں کبھی آپ ان کے سامنے ہجری سنہ کا نام لے کر دیکھئے یا قمری مہینوں مثلاً جمادی الاول جمادی الثانی رجب یا شعبان کہہ کر دیکھئے ان کے چہروں پر ایک پھلکی سی اور طنز یہ مسکراہٹ نمودار ہوگی گو یادہ ان سب باتوں کا مضحکہ اڑا ہے ہیں۔

بہر حال اللہ ہدایت نصیب فرماتے آمین۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ | مندرجہ بالا ان تمام باتوں سے جو فیشن

پرستی کے بارے میں لکھی گئی ہیں کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ اسلام ہر نئی چیز کا مخالف ہے اور اسے DISCOURAGE کرتا ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اسلام تو ہر اچھی اور مفید چیز کو سراہتا ہے اور اس کی قدر کرتا ہے لیکن وہ کسی ایسی چیز کو برداشت نہیں کر سکتا جو سنت محمدی کے سراسر خلاف ہو اور جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکام سے کھلی بغاوت ہو۔

طویل داستان | جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ فیشن پرستی کی یہ دکھ بھری داستان بہت طویل ہے یہ تو میں نے چند نمونے آپ کے سامنے پیش کیے ہیں ورنہ ضخیم کتابیں

اس موضوع پر لکھی جاسکتی ہیں نیز ان سب باتوں کو یہاں لکھنے کی غرض لوگوں کو مختلف فیشنوں سے آگاہ کرنا نہیں اور نہ خدا کا خواستہ کسی پر ظن کرنا ہے بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ جس طرح ہماری زندگی میں غیر محسوس طریقہ پر فیشن پرستی رائج ہو چکی ہے۔ اور آٹائے دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو ترک کر کے ہم مسلمانوں نے کس کس طرح مختلف فیشنوں کو اپنے گلے سے لگا لیا ہے۔



سِرْكَارِ دَوْلَتِ  
 وَسَائِلِ الْاَلْبَانِيَّةِ

نہی  
 مُبَارَكٌ سُنِّيُوْنَ

پر

چلنے کی

فَضِيلَتِ

بعض لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنے کو بالکل اہمیت نہیں دیتے اور اسے ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ طرح طرح کی تاویلات کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا سنتوں پر چلنا ضروری ہے؟ یہ تو سنت ہے فرض نہیں؟ "اگر ہم ایسا نہ کریں تو کیا ہوگا؟ مثلاً بیٹھ کر پانی پینا سنت ہے تو کہتے ہیں: کیا کھڑے رہ کر پانی پینے والے سب جہنم میں جائیں گے؟ وغیرہ تو ایسے ہی لوگوں کے لئے ذیل میں سنت پر چلنے کی فضیلتیں اور ترک سنت پر وعیدیں بتائی جا رہی ہیں تاکہ ایک طرف اتباع سنت کی ترغیب ہو اور دوسری طرف ترک سنت سے خوف ہو۔ اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سنتوں پر چلنا کس قدر ضروری ہے اور اس کو چھوڑنا کس قدر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ سنتوں کو ہلکا جاننے والے اور اسکو ناقابل التفات سمجھنے والے کس قدر غلط فہمی اور مغالطہ میں ہیں۔

سنت پر چلنا ضروری ہے | جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا

نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ زندگی کے سوا کسی

اے نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریحی اور نہ غیر تشریحی اب ہر قسم کی نبوت بند ہے جیسا

کا حدیث متواتر سے ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی

اور نبی آنے والے نہیں خاتم الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کی نبوت کو

ماننا اور سلسلہ نبوت کو جاری سمجھنا قادیانی عقیدہ ہے جو بالاجماع امت کفر ہے (ح - س)



دوسرے طریقہ کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چلیں گے۔ اور اس میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا۔  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تمہارے پاس ایک چمکدار صاف ستھرا دین لے کر آیا ہوں اور اگر موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا :

حضرت جابر سے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ تورات کا ایک نسخہ ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہونے لگا۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نہیں دیکھتے؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا اور کہنے لگے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غصہ سے، اور اس کے رسول کے غصہ سے ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین چلنے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر دل سے راضی ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر موسیٰؑ تم میں کجا میں اور تم ان کی اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو بھی تم سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میرے زمانہ نبوت کو پاتے تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے۔

(اطاعت رسول ص ۱۱۴-۱۱۵)

اس لئے قربِ قیامت کے وقت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو وہ بھی شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طریقہ پر چلیں گے۔

اب ہمارے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما رہے ہیں کہ پچھلے زمانے کے انبیاء بھی آجائیں تو ان کو آپ ہی کے طریقوں (یعنی سنتوں) پر چلنا پڑے گا لیکن ہم آج امتی کھلانے کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ سنت کی بجائے فیشن پر عمل کر رہے ہیں۔ بس صاف ظاہر ہو چکا کہ آقائے دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہر شخص کے لئے ضروری اور لازمی ہے اور یہ ایک باعثِ فخریات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سینکڑوں احادیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر چلنے کا ثواب

اللہ علیہ وسلم نے امت کو سنتوں کے اہتمام کی تاکید فرمائی ہے اور پھر جس زمانہ میں مسلمان سنتوں کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ بے راہ روی اختیار کئے ہوئے ہیں اس وقت تو سنت پر عمل کرنے والے کے لئے بڑے بڑے انعام اور ثواب کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد مبارک ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي  
عَنْهُ فَادَّامَتْهُ فَلَهُ اجْرَاءُ مِائَةِ شَهِيدٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنتوں پر قائم رہا۔ میری امت کے فساد کے وقت تو اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔ (طاعت رسول ص ۱۲۶)

یعنی امت سنتوں کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں کو اپنائے گی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں میں لگ جاتے گی تو اس وقت اگر کوئی شخص مضبوطی سے سنتوں پر عمل کرے گا تو اس کو.. شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔

آج کل ایسا ہی ہو رہا ہے۔ امت محمدیہ نے سنتوں کو چھوڑ کر دوسروں کے طریقوں کو اپنایا ہے وجہ یہی ہے کہ آج کل شیطان مردود بہت زور و شور دکھا رہا ہے۔ وہ پورے زور کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہے ایک طرف تو وہ دہریت مادیت اور کمیونزم COMMUNISM سے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور "خدا بیزار" ماحول پیدا کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ اور بھولے بھالے مسلمان "مسلمان" ہوتے ہوئے بھی کمیونزم وغیرہ سے متاثر ہو رہے ہیں دہریت زدہ زہریلے لٹریچر پڑھ پڑھ کر اور دہریت زدہ لوگوں کی صحبت میں رہ رہ کر اپنی آخرت کو توتاہ و برباد کر رہے ہیں لیکن ان کو اس دنیا میں بھی چین سکون نہیں مل رہا ہے۔

۱۰ یاد رکھیے اسلام اور کمیونزم ایک دوسرے کی ضد ہیں بعض لوگ سخت مغالطہ میں رہتے ہیں کہ ہم بیک وقت مسلمان بھی رہ سکتے ہیں اور کمیونسٹ بھی۔ یہی ہی بات ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ یہ دن بھی ہے اور رات بھی یا یہ کہے کہ میں انسان بھی ہوں اور حیوان بھی۔ اسلام اور کمیونزم کے بنیادی فرق کو یوں سمجھیے کہ اسلام کو ماننے پر نجات کا دار و مدار ہے اور کمیونزم پر چلنے کا نتیجہ بجز جہنم ابلیس کے کچھ نہیں تفصیل کیلئے دیکھیے احقر کی تصنیف "مسلمان یا کمیونسٹ؟" (ج. سن،

دوسری طرف شیطان مردود مغربی تہذیب، ہستی ازما اور فلشن پرستی وغیرہ کے ہتھیاروں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہے۔

ظاہر ہے یہ سب چیزیں خدا اور اس کے رسولؐ سے دور کرنیکی ہیں اور ایسا ہی ہو رہا ہے۔ لوگوں نے طرح طرح کے غیر اسلامی افکار اور نظریات کو اپنا لیا ہے۔ اور طرح طرح کے غیر اسلامی طور و طریقہ کو اپنی زندگی میں بایا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کوئی قدر و عزت ان کے دلوں میں باقی نہیں رہی ہے ایک ایک سنت سے ان کو نفرت ہو گئی ہے گویا وہ ایک خطرناک تباہی کے دہانے پر کھڑے ہوئے ہیں۔ قریب ہے کہ موت ان کو آپکڑے اور وہ اس دہریت اور مادیت زدہ سٹری گلی فکر و ذہنیت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جہنم میں پھینک دیئے جائیں بس اللہ ہی ہدایت نصیب فرماتے۔

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ یہ دور۔ دور فساد ہے اور ایسے ہی دور کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس وقت سنتوں پر عمل کرے گا تو اسے ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

قرآن مجید میں شہیدوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں۔ ان کو نسیق

## ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَكَّوْنَ

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ  
مِنْ فَضْلِهِ .  
لما ہے۔ وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان  
کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی  
(اطاعت رسول ص: ۱۲۳)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ خصوصیتیں ہیں۔

① پہلی ہی پیشی میں اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

② جنت میں اس کا ٹھکانا اسکو بنا دیا جاتا ہے۔

③ عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے۔

④ اور قیامت والے صور کی آواز کی بڑی زبردست گھبراہٹ سے محفوظ

رہے گا اور اس کے سر پر وقار و عزت کا تاج رکھا  
جائے گا۔

⑤ اور بہترین حوریں شہید کے نکاح میں دی جائیں گی۔

⑥ اور اس کے ستر ستر رشتہ داروں کے بلکے میں اس کی شفاعت

قبول کی جائے گی۔ (اطاعت رسول ص: ۱۲۳)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید جس  
کو مشفقوں کے ساتھ آزما لیا گیا ہے۔ یہ اللہ کے عرش کے نیچے اللہ کے خیمے  
میں ہوگا۔

ان ارشادات مبارکہ سے ہم کو کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ شہید کا  
کتنا بڑا مرتبہ ہے اور جو دور فساد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک  
سنتوں پر عمل کرے گا اس کو ایسے تو شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔ بھلا  
کس قدر بشارت اور خوشخبری ہے سنتوں پر چلنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ

ہر شخص کو اس ثوابِ عظیم کا مستحق بنائے۔ امین

بات دراصل یہی ہے کہ شہید تو میدان  
جنگ میں لڑ کر ایک دفعہ اپنی جان دے

## ثوابِ عظیم کی وجہ

دیتا ہے لیکن زمانہ کے فساد اور امت کے بگاڑ کے وقت جب کوئی شخص  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرتا ہے تو غیر اقوام اور غیر مسلم  
اس کو ستاتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں اور اگر کہیں اللہ نے ان کے دلوں  
کو نرم کر دیا اور بجاتے حقارت کے اسکو عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے  
تو پھر بعض مسلمان، مسلمان ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اس شیدائی کی تحقیر و تذلیل کرنے کا بیڑہ اٹھالیتے ہیں مثلاً کوئی سنت  
دلے لباس اور ایک مشت داڑھی کو دیکھ کر کہتا ہے: بس ان لوگوں کو اسی  
میں اسلام نظر آتا ہے۔ بس تم ہی لوگ جنت میں جانے والے ہو۔ کیا  
ہم سب کافر ہیں اور دوزخی ہیں۔ تم لوگوں نے اسلام کو ایک مشکل مذہب  
بنا ڈالا ہے بلکہ اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔ کیا ایسا لباس نہ پہنیں تو اللہ میاں  
ہم کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ میاں! یہ سب ظاہری چیزیں ہیں۔ اسلام  
کا تعلق دل سے ہے نماز پڑھو۔ غریبوں کی مدد کرو، یہ ہے اسلام۔ کیا سر  
پر ٹوپی ڈال لینے سے ہی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بس اس طرح کی فضول باتوں سے اسے پریشان  
کیا جاتا ہے تو مجاہد تو ایک بار جان دیکر چھٹکا

## محبت کا امتحان

پالتا ہے لیکن اس خدا کے بندے کو چونکہ محبت رسول کا دعویٰ ہے اور  
اسی لئے یہ رنگ اختیار کئے ہوتا ہے تو اسکو خوب رگڑا جاتا ہے اسکی  
محبت و عشق کا امتحان ہوتا ہے اور اس کی بار بار نفس کشی ہوتی ہے۔



جیسا کہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے :  
 چوٹ پہ چوٹ کھلے جی : زخم پہ زخم کھا کے پی  
 آہ نہ کر لبوں کو کسی : عشق ہے دل بگی نہیں

سرکارِ دو عالم حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب و معیت

ایک طرف  
تو کتنا بڑا

تو اب لے گا اور دوسری طرف جو اس کا اصل مطلوب تھا اس سے سرفراز  
 کیا جائے گا۔ اس عاشق کا دل خوش کرنے کے لئے اُسے جنت کی بہاروں  
 کے ساتھ آقا تے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب و معیت عطا کی  
 جائے گی۔ یہ سب ثمرہ اپنوں کے اور غیروں کے طعن و تشنیع برداشت  
 کرنے کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر مضبوطی سے عمل کرنے  
 کا ہو گا۔

سنت سے محبت پرالعام

ایک اور حدیث میں آئے ہے کہ  
حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "بیٹا! اگر تو اس  
 بات پر قادر ہو کہ تیری طرف سے کسی کے دل میں کینہ نہ ہو تو اس کو اختیار  
 کر کہ یہ میری سنت ہے اور جو میری سنت کو پسند کرتا ہے وہ مجھ سے محبت  
 رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرا جنت میں رفیق ہے"  
 سبحان اللہ کس قدر عظیم الشان بشارت اور کتنا بڑا انعام ہے سنتوں  
 پر چلنے والوں کے لئے کہ وہ جنت میں آقا تے نامدار حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ میرے عزیزو اور دوستو! اب تو آخر فیشن پرستی  
 چھوڑ دو اور آقا تے دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر



چلو۔ آخر کب یہ سب باتیں ہماری سمجھ میں آئیں گی لے اللہ! تو ہی ہم سب مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سنت کو زندہ کرنے کا ثواب

عزیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتباع سنت کی

بہت ہی تاکید فرمائی جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

من احیی سنتی من سنتی  
قد امدت بعدی فان لہ  
من الاجر مثل اجر من  
عمل بہا من غیر ان  
ینقص من اجرہم شیئاً

کہ جس نے میری سنتوں میں سے  
کسی سنت کو جو مردہ ہو چکی تھی، زندہ  
کیا تو اس کو ان سب لوگوں کے برابر  
ثواب ملے گا، جو اس پر عمل کریں گے  
اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی  
نہیں کی جائیگی۔ (اطاعت رسول ص ۱۲)

آج اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ اس وقت بے شمار سنتیں ایسی ہیں جن پر عمل نہیں ہو رہا ہے گویا کہ وہ مردہ ہو چکی ہیں بلکہ ان سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے طرح طرح کی تاویلیں کی جا رہی ہیں بس ایک زریں موقع ہمارے سامنے ہے اللہ کا نام لے کر آگے ہم بڑھیں اور سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اس ثواب عظیم کے مستحق بن جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں

جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک  
اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور ایک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
کی سنت: ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں، ترکت خیکم فقلین  
میں تم میں دو بوجھل بھاری چیزیں چھوڑ کر جانا ہوں جب تک تم ان دونوں  
کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے  
میری سنت۔ جب بھی سنت کا دامن ہاتھ سے چھوٹے گا پھر گمراہی گمراہی  
ہے گویا سنت کی اتباع کرنے والا راہِ راست پر ہو گا اور سنت کو ترک کرنے  
والا گمراہ ہو گا۔

آئیے اب ہم دیکھیں کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کی مخالفت

## ترکِ سنت کی وعید

کرنے اور ان کو ترک کرنے والوں کے بارے میں آپ کے کیا ارشادات  
ہیں۔ سینکڑوں احادیث میں ایسے لوگوں کے بارے میں وعیدیں آتی ہیں۔  
لیکن اختصار کے لئے یہاں پر صرف دو ہی احادیث درج کی گئی ہیں جن  
سے اندازہ ہو جائے گا کہ سنت کے ترک کرنے پر آقائے دو جہاں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر ناراض اور خفا ہوتے ہیں اور آپ  
پر یہ کس قدر ناگوار گزرتا ہے۔

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ آدمیوں پر میں بھی لعنت کرتا ہوں اور اللہ  
تعالیٰ بھی لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے پھر  
آپ نے ان چھ آدمیوں کے بارے میں فرمایا جن میں سے ایک تارکِ سنت  
بھی ہے یعنی ان ۶ قسم کے افراد میں سنت کا چھوڑنے والا بھی ہے۔

(اطاعت رسول ص ۴۹)

واقعی ہمارے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ہم کس قدر غفلت کے زنجیر  
میں پڑے ہیں۔ سنتوں کو ہلکا جان رہے ہیں اور بعض تو ان کو حقارت کی  
نظر سے دیکھ رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے  
افراد پر لعنت فرمائے ہیں۔

خدا را سوچئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت  
کے بعد اور آخرت میں کسی کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ آخر ہم کہاں جا رہے  
ہیں؟ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے؟

③ ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری  
پوری امت جنت میں جانے لگی سولتے اس کے جو انکار کرے۔ صحابہ کرام  
نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! وہ کون ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے آپ  
نے جواب دیا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس  
نے نافرمانی کی، اُس نے مجھے نہ مانا اور انکار کیا۔ (مشکوٰۃ)

گو کہ ایک شخص مسلمان ہونے کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جنت میں داخل  
ضرور ہو گا لیکن بہر حال اُسے کافروں کے ساتھ کچھ عرصہ تو جہنم میں رہنا  
پڑے گا کیونکہ دنیا میں اُس نے ان کی نقالی کی تھی اور ان کا ساتھ دیا تھا  
اور سنتوں کی مخالفت کی تھی تو دنیا میں جتنی مقدار اور جتنی مدت ان کی  
نقالی کی ہو گی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑا ہو گا۔  
اُس حساب سے اس کی سزا بھی تجویز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں  
کو اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور جہنم  
سے امان نصیب فرمائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
پہلے ہی زمرہ میں جنت میں داخل نصیب فرمائے۔ آمین

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا ایک واقعہ | کتب حدیث

سے ایسے واقعات ملیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر بددعا فرمادی ہو اور وہ تباہ و برباد ہو گیا ہو۔ کفار و مشرکین کے بارے میں تو واقعات بکثرت ہیں لیکن بعض مسلمانوں کے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور کوئی بددعا تیبہ جملہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ فوراً قبول ہو اور فوراً اس کا اثر ظاہر ہوا۔ ایسا ہی ایک واقعہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت سلمہ بن الاکوع کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے باتیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اپنے دانتیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس کی قدرت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو قدرت نہ رکھے۔ اس بددعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا دایاں ہاتھ مثل ہو گیا اور پھر کبھی وہ اس ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

دیکھئے یہاں یہ شخص دانتیں ہاتھ سے کھا سکتا تھا مگر صرف تکبیر کی وجہ سے اس

### تکبیر کا نتیجہ

نے ایسا جواب دیا کہ میں اس ہاتھ سے نہیں کھا سکتا تو زندگی بھر خدا تعالیٰ نے اس ہاتھ کو دیا ہی کر دیا کہ پھر کبھی نہ اٹھ سکا۔ یہ ایک عبرت انگیز واقعہ ہے اور اس کو یہاں اس لئے ذکر کیا گیا کہ مسلمان اس سے بچتے رہیں۔ کیونکہ جو صورت اس واقعہ میں مذکور ہے بعض اوقات یہی پیش آتی ہے۔ فیشن پرستی کی وجہ سے مسلمان فخریہ طور پر سنتوں کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کو ذرا بھی پردا نہیں ہوتی۔

بہر حال اللہ ہی حفاظت فرماتے۔ ہم سے فیشن پرستی چھڑانے اور ہمیں ماشوق رسول بنا لے آئیں۔

## سُنّت اور فیشن میں فرق

ابھی ہم نے تفصیلی طور پر مختلف سنتوں اور ان کے بالمقابل مختلف فیشنوں کا مطالعہ کیا جس سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ سنت والے مبارک اعمال فیشن والے نامبارک اعمال کے مخالف اور ضد ہوتے ہیں۔ گویا تقریباً ہر فیشن سنت نبوی کے خلاف اور برعکس ہوتا ہے۔ بعض تو سرسبز لغو اور حماقت ہوتے ہیں۔ بعض سخت مکروہ ہوتے ہیں تو بعض ناجائز اور سخت گناہ۔ اور بعض تو حرام مطلق ہوتے ہیں۔

اس کے بالمقابل سرکارِ دو جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت انتہائی مبارک عمل ہوتا ہے جس سے اللہ رب العزت بھی راضی اور اس کے سچے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی۔ نیز ان مبارک طریقوں اور سنتوں پر عمل کرنے سے آخرت میں تو ہے ہی نفع لیکن دنیا میں بھی یہ مبارک اعمال انتہائی مفید اور نفع بخش ہوتے ہیں۔ الغرض سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں پر عمل کرنے سے دنیا میں بھی فائدہ ہے۔ قبر میں بھی اور آخرت میں بھی۔

آئیے ذیل میں ایک بار اور ان فیشنوں کا مختصر جائزہ لیں اور دیکھیں کہ یہ فیشن سنتوں اور اسلامی احکام و اعمال کے کس قدر مخالف اور برعکس ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور فیشن پرستی اور اس کے مہلک اثرات سے ہماری مکمل حفاظت فرمائے آمین ثم آمین۔

① ڈارٹھی رکھنا ایک اہم سنت ہے اور شعار اسلام میں سے ہے لیکن ڈارٹھی منڈھانا اور کلین (CLEAN SHAVE) ہوجانا فیشن ہے بلکہ

یاد رکھیے کہ ایک مُشت ڈارٹھی رکھنا عین سنت نبویؐ ہے لیکن ایک مُشت سے پہلے ڈارٹھی کو کٹنا دینا یہ فیشن بھی ہے اور سبکین مغربی لوگوں کی فیشن پرست ذہنیت سے مرغوبیت کی دلیل بھی، موچھیں کتر وانا سنت ہے لیکن موچھیں بڑی رکھنا فیشن ہے۔

② سر پر ٹوپی پہننا سنت ہے۔ اور ننگے سر رہنا فیشن ہے۔

③ ٹخنوں تک کپڑا رکھنا سنت ہے لیکن ٹخنوں سے نیچے تک کپڑا لگانا رچا ہے وہ پتلون ہو یا کوئی اور لباس، فیشن ہے جو گناہ ہے۔

④ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق بال رکھنا

یہ سنت ہے لیکن ہتیوں اور بے دین لوگوں کی طرح بڑے بڑے بال رکھنا فیشن ہے۔ جو سراسر مکروہ ہے اور حماقت ہے۔

⑤ ڈارٹھی منڈھانا عورتوں سے ایک طرح کی اشابہت بھی ہے (ح س)

⑥ عورتوں کے لئے پردہ کرنا یعنی برقعہ استعمال کرنا جس سے چہرہ بھی ڈھنک جائے سنت ہے بلکہ فرض ہے جس کا صریح حکم قرآن مجید میں موجود ہے، لیکن پردہ عورتوں کا باہر بازاروں میں اسکولوں اور کالجوں میں بلکہ گھروں میں بھی گھومنا پھرتا فیشن ہے۔ گویا بے پردگی فیشن ہے جو حرام ہے۔

⑤ غیر محرم سے پردہ کرنا فرض ہے جس کے بارے میں قرآن و حدیث میں واضح احکام موجود ہیں لیکن غیر محرم کے سامنے بے پردہ بلا جھجک آجانا اور بے پردہ آنادی سے یعنی (FREELY) بات چیت کرنا اور ان کو دیکھنا یہ فیشن ہے جو گناہ سخت ہے۔

⑧ لڑکوں کا غیر محرم لڑکیوں کی طرف دیکھنا اور لڑکیوں کا غیر محرم لڑکوں کی طرف دیکھنا یہ سخت گناہ ہے لیکن افسوس کہ یہ فیشن ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں بڑی آنادی سے اور بلا جھجک نہ صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے دوستی اور محبت رکھتے ہیں ایک ساتھ سینما دیکھتے ہیں۔ بعض تو کالج کے طلبہ اور طالبات ایک ساتھ مل کر اسٹڈی کرتے ہیں جسے انجمنش میں (COMBINED STUDY) کہتے ہیں لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط سخت گناہ ہے اور اس میں دین و دنیا کا سخت نقصان ہے۔

⑨ اسلامی شریعت میں یہ ہے کہ عورت کا ستر سر سے لے کر پیر تک ڈھنکا چھپا رہے۔ غیر محرم کے سامنے ہرگز نہ ظاہر ہو۔ بلکہ محرم کے سامنے بھی صرف چہرہ، ہتھیلیاں اور پاؤں کا ظاہر کرنا جائز ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ بلاؤز جیسے واہیات لباس میں پیٹ اور کمر



کا نظارہ کراتے ہوئے آزادانہ گھوما پھرا جلتے۔  
 ⑩ غیر قوموں کی مشابہت اور تقلید حرام ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ  
 پیشانی پر (سارہمی اور بلاؤز کے MATCH کے مطابق) رنگ برنگ  
 تلک اور جو لگاتے جائیں۔

⑪ عورتوں کے لئے مہندی لگانا سنت ہے لیکن وہ نیل پش  
 (POLISH NAIL) لگاتی ہیں۔ جو فیشن ہے اور اس فیشن کی نوبت  
 سے وضو نہیں ہوتا تو نماز نہیں ہو سکتی (جب تک کہ ناخن پر سے  
 اس پینٹ کو نکال نہ دیا جائے اور دوبارہ وضو نہ کیا جائے نماز  
 نہیں ہو سکتی)

⑫ سیدھے ہاتھ سے کھانا پینا سنت ہے۔ لیکن بائیں ہاتھ سے کھانا  
 پینا فیشن ہے جو گناہ ہے۔

⑬ بیٹھ کر کھانا پینا سنت ہے لیکن کھڑے ہو کر کھانا پینا فیشن ہے۔  
 ⑭ عورتوں کے لئے باریک لباس پہننا حرام مطلق ہے لیکن افسوس  
 کہ یہ فیشن ہے۔

⑮ عورتوں کا اپنے بالوں میں مصنوعی بال لگانا فیشن ہے۔ جو ناجائز  
 ہے اور گناہ ہے۔

⑯ اورھنی اورھنا بلکہ سائے ستر کا ڈھنکار ہونا عورتوں کے لئے فرض  
 ہے لیکن فیشن پرست گھرانوں کی لڑکیاں اپنے گردن کے اطراف  
 اورھنیوں کو پیٹ لیتی ہیں۔ جو فیشن تو ہے ہی لیکن سخت  
 نقصان دہ ہے اور سخت حرام ہے۔

⑰ سینا دیکھنا حرام ہے لیکن افسوس کہ یہ فیشن ہے۔ سینا بینی ایک

عام فیشن ہو گیا ہے۔ جس سے لاکھوں اور کروڑوں گھراؤ رہے ہیں۔ لیکن کسی کو پر واہ نہیں۔

۱۸) ٹی وی (۷-۲) پر فلم دیکھنا بھی دراصل سینما بینی ہی ہے جو حرام ہے۔ لیکن یہ فیشن ہے جس سے سخت تباہی و بربادی ہو رہی ہے۔

۱۹) ناخن کٹوانا اور انھیں بڑھنے نہ دینا یہ سنت ہے لیکن لمبے لمبے ناخن رکھنا فیشن ہے جو جانوروں کی مشابہت بھی ہے۔ فوس کہ فیشن پرستی نے ہمیں جانوروں کی صف میں لاکھڑا کر دیا ہے۔

۲۰) بت چیت سے پہلے ایک دوسرے کو السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنا سنت ہے اور اسلامی شعائر میں سے ہے لیکن ہیلو (HELLO) اور ہائے (HAII) کہنا فیشن ہے۔

۲۱) بچوں کو زخمت کرتے وقت بھی اسلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنا اور ان سے کہلوانا۔ مسنون دعائیں پڑھنا اور ان سے پڑھوانا یہ سنت ہے لیکن ٹاٹا (TATA) اور بائے بائے (BYE-BYE) کہنا یہ فیشن ہے۔

۲۲) صبح سویرے اٹھنا اور فجر کی نماز پڑھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ صبح ۸، ۹ بجے تک بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے

۲۳) صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی منہ ہاتھ دھونا چاہیے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ دیے سے اٹھو اور اسی باسی بدبودار منہ سے چائے پیو۔ جسے

فیشن کی اصطلاح میں (BED-TEA) کہتے ہیں۔ پتہ نہیں اس مکروہ حرکت سے کیا مزہ آتا ہے۔ یہ سراسر حماقت ہے اور گندگی اور غلاظت ہے۔

۲۳) دینی کتب کا مطالعہ دینی احکام سے واقفیت کے لئے ضروری ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ ناول اور فلمی رسالے اور جنسی میگزین پڑھے جائیں۔ اور دینی کتب کو دقیانوسی اور آؤٹ آف ڈیٹ (out of date) کہا جائے۔

۲۵) سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کریں لیکن فیشن یہ ہے کہ گھول اور کتوں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کریں۔

۲۶) شراب پینا حرام ہے لیکن افسوس کہ شراب پینا فیشن ہے۔

۲۷) قرآن و حدیث کے مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرنا کتنی بڑی

فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ موسیقی میں

اور گانے باجوں میں مشاعروں اور غزلیات میں اپنا وقت صرف کیا جائے۔ جس سے دین و دنیا کا سراسر نقصان ہے۔

۲۸) تباکو نوشی ایک لغو عمل ہے اور مکروہ بھی ہے۔ لیکن سگریٹ اور سگار پینا فیشن ہے۔

۲۹) مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ شادیوں میں

نوشہ صاحب سونے کی انگوٹھی پہن کر لوگوں کو اس بات کا ثبوت

دیتے ہیں کہ ان کی شادی ہو چکی ہے۔ گویا مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے

لیکن فیشن یہ ہے کہ مرد لوگ سونا پہنیں۔

۳۰) عورتیں اُوپچی ایڑی کے جوتے پہنتی ہیں جو ایک نامعقول حرکت ہے۔

۳۱) بزرگانِ دین، علمائے کرام اور خاص طور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اجمعین اور سلفِ صالحین سے عقیدت اور ان کی عظمت دلوں میں

رکھنا یہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ

اور علمائے کرام وغیرہ پر بلا جھجک اور بے روک ٹوک تنقید اور اعتراضات کرتے چلے جاؤ۔ یہ سراسر جہالت ہے اور گناہ عظیم جس سے دین و دنیا کا سخت نقصان ہے۔

۳۲) والدین کی اطاعت اولاد پر فرض ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ والدین کی

مرضی کے خلاف کام کرو۔ ان کو ستاؤ اور ان کو بے وقوف سمجھو وغیرہ۔

۳۳) لڑکوں اور لڑکیوں سے علیحدہ رہ کر تعلیم حاصل کرنا چاہئے لیکن فیشن

یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں مل جل کر تعلیم پائیں۔ اسے مخلوط تعلیم

(CO - EDUCATION) کہتے ہیں جس کے مہلک اثرات

سائے معاشرہ پر مرتب ہوتے جا رہے ہیں۔

۳۴) فوٹو کھینچنا (یعنی فوٹو لینا) اور فوٹو کھینچوانا (بغیر سخت مجبوری کے)

حرام ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ شادیوں میں مختلف تقاریب میں بالوں

میں اسکولوں میں گھروں میں وغیرہ گویا ہر جگہ فوٹو لینا فیشن ہے۔

۳۵) گھروں میں تصاویر کا رکھنا اور دیواروں پر لٹکانا گناہ ہے۔ حدیث میں

آتا ہے کہ اُس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر

میں کتا اور تصویر ہو۔

لیکن فیشن یہ ہے کہ ڈرائنگ روم میں اور دیگر کمروں میں طرح طرح

کے فوٹوز اور جانداروں کی تصاویر کی پینٹنگس (PAINTINGS)

آویزاں رہیں۔ یہ گناہ ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ فیشن ہے۔

۳۶) ریس اور جاکھینا حرام ہے لیکن یہ بھی فیشن ہے۔

۳۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی تقلید کرنا سنت ہے۔ دراصل یہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ فلمی اداکاروں

اور ادا کاراؤں کے فیشن کے مطابق اپنا حلیہ بنالیں۔  
 (۳۸) اسلامی لباس جو شریعت کے دائرہ میں آتا ہو پہننا سنت ہے شعائر  
 اسلام میں سے ہے لیکن روسی اور امریکی لیڈروں اور فلمی اداکاروں  
 کی طرح ٹائی سوٹ اور تیلون اور بل باٹم پہننا فیشن ہے جو سراسر  
 خلاف سنت لباس ہے۔

(۳۹) فیشن ایبل عورتیں منی اور میا کسی (بغیر اورٹھنی کے) پہنتی ہیں جس  
 کی تفصیل پہلے آچکی ہے، ظاہر ہے کہ یہ فیشن ہے اور گناہ ہے۔  
 (۴۰) بعض عورتیں ہونٹوں پر لپ اسٹک (LIP-STICK) لگاتی ہیں  
 یہ ایک فیشن ہے اور حماقت ہے۔ اور بعض عورت نامرد بھی اپنے  
 ہونٹوں پر لپ اسٹک لگاتے ہوتے دیکھے گئے ہیں۔

(۴۱) صبح سویرے بعد نماز فجر قرآن مجید کی تلاوت کرنا کتنی بڑی فضیلت  
 رکھتا ہے پھر کلام اللہ شریف کے ترجمہ کو پڑھنا۔ مستند تفاسیر کا مطالعہ  
 کرنا، کس قدر عظیم اور نورانی عمل ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ صبح نیند سے  
 بیدار ہوتے ہی "اخبار" کی تلاش کی جلتے اور اخبار بینی کی جاتے۔  
 چاہے قرآن کی تلاوت مہینوں بلکہ برسوں نہ ہو لیکن فیشن یہ ہے کہ  
 روزانہ اخبار بلکہ اخباروں کا مطالعہ ضرور ہو۔

(۴۲) کسی کی غیر موجودگی میں اسکی بڑائی بیان کرنا جب کہ وہ بڑائی اس میں  
 موجود بھی ہو۔ اسے غیبت کہتے ہیں جو حرام ہے۔ قرآن مجید میں غیبت  
 کرنے والے کو اپنے حقیقی لیکن مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے  
 تشبیہ دی گئی ہے۔ گویا غیبت کرنا حرام ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ  
 محلے والوں کی دوستوں کی، استادوں کی، رشتہ داروں کی بلکہ ماں

باپ کی بھی غیبت کی جاتے۔

۴۲) سواک کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پسندیدہ سنت ہے اور آپ کی خواہش تھی کہ ہر امتی سواک کیا کرے۔ گویا سواک کرنا سنت ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ سواک کا اور متواک کرنے والوں

کا مضحکہ اڑایا جاتے۔ طنز کیا جاتے۔

۴۳) قرآن مجید کا ترجمہ اور چند دینی اور تاریخی کتب کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو عالم دین سمجھنا اور علما کے کرام کی بے قدری اور بے عزتی کرنا یہ بھی آجکل فیشن بن گیا ہے۔

۴۴) اپنی بیوی بچوں کی دینی تعلیم اور ان کی دینی تربیت کتنا ضروری کام ہے بلکہ فرض ہے اس کی فکر کرنا ہر مسلمان کے لئے ایک اہم فریضہ ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سینما دیکھیں یا سب مل کر ٹی وی پر فلم دیکھیں۔ جی ہاں یہ وہ فیشن ہے جس سے معاشرہ میں بے حیائی، بداخلاقی، والدین اور بڑوں اور استادوں کی بے قدری اور بے عزتی عام ہوتی جا رہی ہے۔ جس کا ہمیں بالکل احساس نہیں۔

۴۵) مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے اور ایک بابرکت عمل ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ شادی خانوں میں شادی رچائی جاتے۔

۴۶) فرش پر دسترخوان بچھا کر کھانا سنت لیکن میز کرسیوں پر کھانا فیشن ہے۔

۴۷) پیشاب کرنے کے بعد استنجا کرنا سنت ہے لیکن بغیر استنجا کیے

۱۔ تفصیل کیلئے دیکھئے محترمہ حقر کی تالیف: پاؤں میز کی رسم سے جمعگیوں تک (ر.ع.س)،



اور بغیر پانی استعمال کے پیشاب سے فارغ ہو جانا فیشن ہے۔  
 (۴۹) کھانا کھانے کے بعد انگلیوں پر لگے ہوتے چاول کے دانوں وغیرہ کو  
 زبان سے چاٹ لینا یعنی صاف کر لینا، سنت ہے لیکن اس قسم کی  
 باتوں پر مینسا اور عمل نہ کرنا فیشن ہے۔

(۵۰) چائے یا شربت یا کوئی اور چیز گلاس یا پیالہ یا کٹوے وغیرہ میں  
 پی کر تھوڑا سا بچا دینا فیشن ہے لیکن سنت یہ ہے کہ تمام کا تمام  
 پی لیا جائے۔ گلاس یا پیالی وغیرہ میں کچھ نہ چھوڑا جائے۔

(۵۱) سونے سے پہلے سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھنا تسبیحاتِ فاطمہ  
 (یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد ۳۳ مرتبہ اشدا کبر)  
 آیت الکرسی اور درود شریف اور سونے سے پہلے کی دُعا اللّٰهُمَّ  
 بِإِسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا، پڑھ کر سونا سنت ہے لیکن فیشن  
 یہ ہے کہ فلمی گانے سنتے سنتے یا کوئی ناول پڑھتے پڑھتے یا کوئی گڈے  
 جنسی کتابوں یا فلمی رسالوں کو مطالعہ کرتے کرتے نیندا آجائے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

یہ تو صرف چند فیشن نمونے درج کر دیئے گئے ہیں ورنہ ہمارے موجودہ  
 معاشرہ میں ہزاروں فیشن آپ کو نظر آئیں گے جن پر اگر غور کیا جائے تو معلوم  
 ہوگا کہ یہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف اور ضد ہیں۔



## فیشن پرستی سے نقصانات

اتباع سنت کی تاکید اور ترک سنت کی وعید میں نیز سنت اور فیشن کے تقابل کے مطالعہ کے بعد آئیے اب ہم فیشن پرستی کے نقصانات بھی دیکھ لیں فیشن پرستی کے نقصانات بڑے سنگین اور بھیانک ہیں اور بے شمار ہیں ان تہم کا احاطہ بہت مشکل ہے لہذا ان میں سے صرف چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے ان نقصانات کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد اندازہ لگائیں کہ فیشن پرستی کی بدولت ہم مسلمان کس مقام پر پہنچ گئے ہیں اور کس قدر نقصان اور خسارے میں ہیں۔

کسی فیشن کو اپنانے

① اتباع سنت سے محرومی ایک نقصانِ عظیم ہے

کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کے بالمقابل ایک سنت کو ترک کیا جائے گویا اتباع سنت کے بجائے اتباع فیشن ہو اب اگر غور کیا جائے تو سنت پر عمل نہ کرنا خود ایک بڑی محرومی ہے اور یہ ایک عظیم نقصان ہے لیکن ہمارے فیشن پرست بھائیوں اور بہنوں کو یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی۔ جب یہ ہے کہ آخرت والی زندگی کا نقشہ پوری طرح سامنے نہیں اور نہ اس زندگی پر پورا اعتماد و یقین ہے لہذا ترک سنت کو بالکل معمولی بات سمجھا جاتا ہے اور حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں آتا کہ یہ ایک گناہ ہے جو کیا جا رہا ہے لیکن افسوس کہ یہ چمک دمک والی دنیا جو کہ ظاہری طور پر بڑی خوشنما نظر آتی ہے، ایک دن ہم سب سے چھوٹے والی ہے اور ہم سب کو قبر کے اندھیرے میں ضرور جانا ہے۔ وہاں پر اسی سڑی گلی دنیا کی حقیقت بالکل واضح ہو کہ سامنے آجاتے گی۔

۵ یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی  
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی  
بہر حال اس وقت پتہ چل جائے گا کہ ایک ایک سنت کو چھوٹنے  
کا کتنا بڑا نقصان ہوا۔

## ۲) اسلامی ذوق ختم ہو جاتا ہے

فیشن پرستی کی نحوست  
سے اسلامی ذوق بالکل

ختم ہو جاتا ہے اور ہر اسلامی چیز خراب اور بُری نظر آنے لگتی ہے۔ اُسے  
قدیم یعنی OUT DATED کہا جانے لگتا ہے اور ایک ایک سنت سے دل  
میں نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے لباس میں پاکیزہ وضع قطع میں رہن  
سہن میں بات چیت میں غرض زندگی کے ہر شعبہ میں فیشن پر چلنا  
باعثِ فخر بن جاتا ہے اور بالآخر ایسا شخص فیشن پرستی کا ایک "نمونہ"  
بن کر رہ جاتا ہے

کاش ہم کو اس بات کا احساس ہو جاتے کہ اسلامی ذوق کا ختم ہو جانا  
اور فیشن سے محبت ہو جانا کس قدر بڑا نقصان ہے۔

## ۳) فیشن پر روپیہ صرف کرنا اسراف ہے

ہر شعبہ فیشن پر  
بے دریغ روپیہ

خروج کرنا پڑتا ہے تاکہ نام نہاد سوسائٹی کی نظروں میں مہذب کہلایا جاسکے۔  
ہزاروں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں اور  
ان کی سجاوٹ (DECORATION) پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ڈرائنگ روم  
کو سینکڑوں روپوں کی قالینوں سے سجایا جاتا ہے۔ مختلف قسم کی قیمتی۔  
پینٹنگس (PAINTINGS) خرید کر اپنے گھروں کی زینت بنایا جاتا ہے۔ سلمان  
پڑوسی چاہے بھوکا مرے مگر ہزار روپیہ کا سوٹ بنا کر پہنا جاتا ہے۔ کسی کے پاس

تیسری چٹون کے چند جوڑے ہیں تو کافی ہیں اور ان سے کام چل سکتا ہے لیکن وہ خیال کرتا ہے کہ لوگ پتہ نہیں کیا خیال کریں گے۔ لہذا وہ چند اور جوڑے بنا لیتا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ عورتوں میں تو یہ بیماری بہت نمایاں ہوتی ہے۔ کئی کئی درجن ساڑھیاں ہوں اور علیحدہ علیحدہ رنگ کی زینٹ (DESIGN) اور پرنٹ (PRINT) کے ہوں تب کہیں جا کر "چین و سکون" نصیب ہوتا ہے۔

شادیوں میں بھی دل کھول کر فضول خرچی کی جاتی ہے۔ مختلف مختلف زاویوں سے دولہا اور دلہن اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ فوٹو کھنواتے ہیں اور اس پر سینکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کئے جاتے ہیں۔ افسوس کہ قاضی صاحب کو ایک شرعی کام کے لئے یعنی نکاح پڑھانے کے لئے تو صرف بیس ہفتے پیش روپے دیئے جاتے ہیں اور فوٹو بیس ہفتے باغ وغیرہ خرافات اور حرام کاموں کے لئے ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ بہر حال فیشن پر ایک کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ یہ اسراف ہے اور اسراف اسلام میں حرام ہے۔ گویا ایک حرام فعل کا مرتکب ہوا جو ایک سخت گناہ ہے اور گناہ سے نقصان ضرور ہوتا ہے۔ اور یہ تو ایسا گناہ ہے کہ جس سے دین کا بھی نقصان ہوا اور دنیا کا بھی۔

لیکن فیشن کے دلدادہ، ہمالے بجایتوں اور بہنوں کو یہ باتیں کہیں سمجھ میں آسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت نصیب فرمائے۔

**ایک فیشن ایبل صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب** "اسراف" پر ایک

واقعہ یاد آیا۔ کچھ عرصہ پہلے ایک صاحب سے راستے میں ملاقات ہو گئی۔

لے اس موضوع پر احقر کی تعریف "فوٹو کی شرعی حیثیت اور ہم مسلمان" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ (ع. س.)

اتفاق سے یہ صاحب میرے پُرانے دوست بھی ہیں تعلیم یافتہ ہیں۔ کئی یونیورسٹی سے پوسٹ گریجویٹ بھی ہیں بہر حال انہوں نے مجھے لمبے کرتے میں دیکھ لیا۔ حیرت زدہ نظروں سے ایک سیکنڈ کے لئے انہوں نے مجھے اُوپر سے نیچے تک دیکھا اور جھٹ بول پڑے 'یہ کیا مذاق ہے' میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک طنز یہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ کرتے کی لمبائی کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ تو عربوں کا لباس ہے ورنہ اسلام میں لباس کی کوئی قید نہیں (موصوف خود ایک لمبے چوڑے ٹیری کلاٹ کے بل باٹم اور پھولوں والے ڈیزائن کے شرٹ میں ملبوس تھے۔ کمر کے اطراف ایک سیاہ بلٹ (BELT) پٹا ہوا تھا جس کے سامنے کے اور درمیانی حصہ پر موصوف کے نام کے لفظ کا پہلا حرف انگریزی میں لکھا ہوا تھا) میں خاموش رہا۔ وہ اپنا لیکچر جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے کہ اتنا لمبا کمر تا سلا کر بلا وجہ رقم ضائع کر دی۔ کیا یہ اسراف نہیں اور اسلام میں اسراف کہاں جائز ہے؟ پھر ایک درد بھری ایکٹنگ (ACTING) کے ساتھ کہنے لگے 'افسوس کہ آپ کو خیال نہیں آیا کہ پڑوس میں کتنے غریب مساکین اور بیوائیں رہتی ہیں یہ رقم ان پر خرچ کی جاسکتی تھی' میں نے کہا یہ جو لباس آپ دیکھ رہے ہیں اسے دیندار حضرات اور علمائے کرام اور اولیاء اللہ نے پہنا ہے اور اب بھی پہنتے ہیں۔ تمام صحابہ کرام و فضلاء بلکہ تمام انبیاء کرام کا بھی یہی لباس تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ سرکارِ دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی لباس کو پہنا اور اس کو پسند فرمایا۔ یہ دراصل تقویٰ کا لباس ہے اس سے پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے اس طرح آپ کا اعتراض گویا اولیاء کرام، صحابہ کرام، انبیاء کرام سب پر ہو گیا۔ مزید یہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء

لے مسلم معاشرے کی شادیوں میں ہونے والے رسومات و خرافات کے بارے میں احقر کی تصنیف 'پاؤں میز کی رسم سے جمعگیوں تک' کا ضرور مطالعہ فرمائیے۔ روح بس

اللہ دنیا کے مختلف سطحوں میں تشریف لاتے اور سب ہی نے یہی لباس پہنا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ صرف عربوں کا لباس نہیں بلکہ درحقیقت اس تقویٰ والے لباس کو عرب بھی پہنتے ہیں۔ میری بالوں کو وہ ایک گان سے سُکر دوسرے گان سے نکالتے رہے کیونکہ جب حق بات کو ماننے کا جذبہ ہی نہیں رہتا اور اعتراض برتتے اعتراض ہوتا ہے۔ تو یہ ساری باتیں بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔

میں نے پوچھا: بتائیے یہ جو بل باٹم آپ پہن رکھے ہیں اسکی سلوائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟ کسی قدر چمکچامٹ کے ساتھ کہنے لگے: یہی کوئی ۸۰، ۹۰ روپے ہوتے؟ میں نے کہا کہ آپ کے بل باٹم کی سلوائی کے ۶۵، ۵۰ روپے ہوتے اور اسی طرح اس خوبصورت شرٹ کی سلوائی پر بھی ۱۱۰، ۵۰ روپے ضرور خرچ ہوتے ہوں گے۔ گویا آپ کے جسم پر جو کپڑے ہیں انکی صرف سلوائی پر جو رقم خرچ ہوئی وہ میرے کرتے کی قیمت بشمول سلوائی سے زیادہ ہے؟ میرے دوست ہنسنے لگے اور یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے کہ اس تعلق سے آپ سے پھر گفتگو کروں گا؟

دیکھا آپ نے کہ اس فیشن پرستی نے ہمارے دماغوں کی کس قدر مٹی پلید کر دی ہے۔ سینکڑوں روپیہ کے بشرٹ اور تپلون سلواتے جاتے ہیں مختلف رنگوں کے قیمتی قیمتی مائی خریدی جاتی ہیں، ۵۰، ۵۰ روپے کے بلٹ خرید کر کر پر باندھ لٹے جاتے ہیں۔ اس وقت اسراف یاد نہیں آتا اور نہ کوئی غریب اور مسکین یاد آتا ہے لیکن لایسے کرتے یا لامبی شیروانی کو دیکھتے ہی لوزا محلے کے غریب لوگ اور بیواتیں یاد آجاتی ہیں۔ ہے کوئی مدد جہالت کی۔ آخر ہم کو کب عقل آئے گی؟ اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرماتے۔

نام نہاد سوسائٹی

④ جائز ضرورتاً کو روک کر فیشن کیا جاتا ہے



میں ناموری کی خاطر فیشن پر کافی روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنی جائز ضروریات کو روک کر فیشن پر روپیہ صرف کرتے ہیں مثلاً ہمارے ذمہ کچھ رقم قرض کی ادا طلب ہے واجب الادا تاریخ (DUE DATE) قریب آچکی ہے اور ہمارے پاس رقم بھی موجود ہے لیکن ہم اس رقم کو فیشن پرستی کی بھینٹ چڑھا دیں گے اور قرض دینے والے صاحب چاہے بیسیوں چکر ہمارے گھر کی کاتبیں لیکن ہم یا تو ان سے کوئی بہانہ بنالیں گے یا ملیں گے ہی نہیں۔ گویا فیشن پرستی کی بدولت ہم مھوٹ بھی کہہ رہے ہیں ادھر قرض خواہوں سے بھی منہ چھپانا پڑ رہا ہے۔

بعض لوگ فیشن پر تو بے تحاشہ اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں مین بہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نہ قربانی دیتے ہیں اور نہ ان امور کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ افسوس کہ ناجائز چیزوں پر تو پانی کی طرین روپیہ بہایا جاتا ہے لیکن قرض اور حاجات کے لئے ایک پیسہ بھی جیب سے نہیں نکلتا بلکہ ان اہم ترین دینی امور کو کرنا ناقابل التفات سمجھا جاتا ہے۔

مختلف  
فیشنوں

⑤ فیشن کیلئے حرام ذرائع سے مال کمایا جاتا ہے

پرسنیکڑوں اور ہزاروں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کی تکمیل جائز کمائی سے ہو نہیں سکتی لہذا جائز اور ناجائز کے احکام کو بالائے طاق رکھ کر ہر قسم سے روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خوب خوب رشوت لی جاتی ہے لائری جوتے اور ریس کورس میں روپیہ لگایا جاتا ہے۔ قرضے لے کر فیشن پر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو سودی قرضے لیکر فیشن پرستی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ خدا کے لئے سوچو کہ ہم اس منحوس فیشن کی بدولت کس مقام پر آگئے ہیں۔ کیا یہ سب مالوں کے کام ہیں۔ خدا

را سوچو۔ ہمارا کیا کام تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں۔

## ⑥ فیشن پرستی سے ایک بیمار ذہن پیدا ہوتا ہے

فیشن پرستی

کی وجہ سے سنتیں ترک ہو جاتی ہیں بلکہ فرائض بھی ترک ہونے لگتے ہیں آہستہ آہستہ دین سے دوری ہو جاتی ہے نماز روزوں کو چھوڑ دینا ایک معمولی بات ہو جاتی ہے۔ دیگر دینی امور میں بھی یہی حالت ہو جاتی ہے اور سب کچھ اسی دنیوی زندگی کو سمجھ لیا جانے لگتا ہے زندگی کا مقصد بس یہی ہو جاتا ہے کہ خوب کھاؤ پیو، موج اڑاؤ۔ آخرت والی ہمیشہ کی زندگی پر سے اعتماد اور یقین ختم ہونے لگتا ہے۔ نتیجتاً ایک بیمار ذہن پیدا ہو جاتا ہے اب اس بیمار ذہن کی بدولت، ہر اچھی چیز بُری، اور بُری چیز اچھی نظر آنے لگتی ہے۔ مثلاً ناولوں اور فلمی رسالوں میں خوب دل لگتا ہے لیکن قرآن و حدیث پڑھنے میں دل نہیں لگتا ہے۔ کوئی فلمی اداکار یا اداکارہ آجاتے یا کوئی سیاسی لیڈر آجاتے تو اپنی مصروفیتوں کے باوجود سننے یا صرف دیکھنے کی غرض سے ان کے پروگراموں میں ضرور شرکت ہوتی ہے لیکن علمائے کرام کے مواعظ و مجالس منعقد ہوتے ہوں تو وہاں جانے دل ہی نہیں چاہتا۔ اسلامی تعلیمات کا اور علمائے کرام اور اولیاء اللہ کا مذاق اڑایا جانے لگتا ہے۔ اور دین کو ایک پرانی اور ناقابل عمل چیز سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے آخر کار خوب خدا دل سے بالکل نکل جاتا ہے۔







# فیشن پرستی کا علاج

فیشن پرستی کا سرجیکل آپریشن (SURGICAL OPERATION) ہو چکا، ہم نے دیکھ لیا کہ بیماری کتنی سخت ہے اور اس کے مہلک اثرات کہاں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ دراصل یہ مرض بہت ہی پُرانا (CHRONIC) ہو چکا ہے۔ اور خطرناک درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیمار اپنے آپ کو بیمار سمجھنے کے لئے تیار نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو صحت مند اور جو صحت مند ہیں اُن کو بیمار سمجھ رہا ہے۔

ذیل میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اور تجربہ اور مشاہدات کی بناء پر کچھ باتیں درج کر لے گی میں نے کوشش کی ہے۔ ان باتوں پر اگر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ اس فیشن پرستی کی مہلک بیماری سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے اور ہم اس وبا سے دور رہ سکتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ اس بیماری کا یہ علاج ہے۔

لیکن ایک بات یہاں پر بہت

**علاج سے فائدہ کس کو ہو سکتا ہے؟**

اہم ہے وہ یہ کہ اس علاج کا فائدہ اسی کو ہو سکتا ہے جو واقعتاً اپنا علاج کرانا چاہے ورنہ جو شخص علاج کرانا ہی نہ چاہے یا اپنے آپ کو بیمار ہی نہ سمجھے تو اس کیلئے ہم کچھ نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ لیے افراد کو نیک توفیق عطا فرمائے۔

اب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ**

اگر ہم خود کریں تو معلوم ہو گا کہ فیشن پرستی کی اصل وجہ آخرت والی زندگی پر عدم اعتماد ہے

**فیشن پرستی کی وجہ**

اگر اعتماد یقین ہے بھی تو اتنا نہیں کہ فیشن پرستی وغیرہ منکرات سے روک

کے اس کا مطلب انخواہستہ یہ نہیں کہ فیشن کرنے والوں کو ایمان و یقین حاصل نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایمان و یقین تو ضرور ہے لیکن اس درجہ کا نہیں کہ فیشن پرستی وغیرہ خکرات سے روک سکے اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ دو لوگ ہیں۔ ایک صحت مند ہے دوسرا صحت بیمار۔ ظاہر ہے کہ دونوں بھی زندہ ہیں لیکن کیفیات جدا جدا ہیں۔ ایک شخص تو چلتا پھرتا ہے، اٹھتا بیٹھتا ہے۔ زندگی کی بہاروں کا لطف اٹھا رہا ہے لیکن دوسرا شخص ان سب چیزوں سے محروم ہے۔ وہ کھاپی بھی نہیں سکتا۔ اُسے اچھی سے اچھی غذا بھی کڑوی نظر آتی ہے۔ یہی حال ایمان و یقین کی کیفیت کا ہے۔ گو دونوں بھی مسلمان ہیں اور ایمان و یقین دونوں کو حاصل ہے لیکن ایمان و یقین کی کیفیات دونوں میں علیحدہ علیحدہ ہیں جس کو ایمان و یقین صبر درجہ کا حاصل ہے وہ اسی درجہ کا روحانی طور پر صحت مند ہے اور جس میں ایمان و یقین کی جتنی کمی ہے وہ اتنا ہی روحانی طور پر بیمار ہے فیشن پرستی کے روحانی مرض میں مبتلا اشخاص کا بھی یہی حال ہے بلکہ اُس سے زیادہ ہے کیونکہ روح کی بیماریاں جسم کی بیماریوں سے سخت اور شدید ہوتی ہے ثبوت کیلئے کبھی آپ کسی فیشن ایبل آدمی سے گفتگو کر کے دیکھ لیجئے وہ اپنے آپ کو بالکل ہی صحیح اور حق پر سمجھے گا۔ اور سنتوں اور فرائض کے بجالانے میں طسح طسح کی تاویلات کرے گا اور جو لوگ سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو عجیب و غریب نظروں سے دیکھے گا۔ اوزان کا مذاق اڑائے گا۔ گویا میٹھی چیز کڑوی لگ رہی ہے اور کڑوی چیز میٹھی۔ پس ثابت ہوا کہ مرض بہت شدید ہے اور فوراً اس کے علاج کی ضرورت ہے۔

فیشن پرستی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی مبارک سنتوں کی عظمت دلوں میں باقی نہیں رہی لہذا دنیا کا ہر فیشن تو اپنا لیا جا رہا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو بالکل ہی ناقابل عمل اور ناقابل التفات سمجھا جا رہا ہے۔

گویا فیشن پرستی کا سب سے بڑا علاج یہی ہونا چاہیے کہ دلوں میں ایمان و یقین پیدا کیا جائے، اللہ رب العزت سے قوی تعلق قائم ہو جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح معنوں میں عشق و محبت ہو جائے کہ آپ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک سنت پر ہم سرٹنے والے بن جائیں جب یہ کیفیت حاصل ہو جائے گی تو انشاء اللہ ہم غیروں کے ایک ایک طریقے کو اپنی زندگی سے باہر نکال سکیں گے اور ہمارے لئے ہر سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کیفیت ہمارے دلوں میں کس طرح پیدا کی جائے۔ پس ذیل میں فیشن پرستی کا جو علاج لکھا جا رہا ہے اس سے مقصود یہی ہے کہ وہ کیفیت ہمارے قلوب میں پیدا ہو جائے گویا بیماری کی تشخیص ہو چکی اس کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ اب صرف علاج باقی ہے۔ ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں اگر ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ان کی زندگی سے غیروں کا ایک ایک طریقہ نکلتا چلا جائے اور سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر عمل کرنا ان کے لئے آسان ہو جائے۔

آئیے اب فیشن پرستی کے علاج کا بغور مطالعہ کریں۔



## دینی اجتماعات میں شرکت

جہاں جہاں دعوے و بیانات اور دینی اجتماعات ہوتے ہوں اور ایمان و یقین کی باتیں ہوتی ہیں وہاں ضرور جاتیں۔ خود بھی جاتیں اور بچوں کو بھی ساتھ لے جاتیں۔ شروع شروع میں شاید دل نہ لگے لیکن اس سے بڑل نہ ہوں بلکہ اس ناگواری کے باوجود ایسے ماحول میں بار بار جاتیں چند ہی دنوں میں یہ بے چینی دور ہو جاتے گی بات دراصل یہ ہے کہ ایک ہی خوراک میں بیماری ختم نہیں ہوتی کئی کئی خوراک پینے پڑتے ہیں بلکہ بیماری جتنی شدید ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ خوراکیں پینی پڑتی ہیں انجکشن بھی لینے پڑتے ہیں حکیم الامت حضرت تھالوی رحمہ اللہ علیہ نے جزاء الاعمال میں میں لکھا ہے کہ گناہ کرنے کی وجہ سے نیک لوگوں سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ ان کے پاس بیٹھنے کو دل نہیں چاہتا۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہمیں ایسے دینی ماحول میں شرکت کے لئے شروع شروع میں جھمک ہوتی ہے اور وحشت سی ہونے لگتی ہے۔ لیکن چند ہی دنوں میں یہ وحشت دور ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ بہر حال دیکھو اور نصیحت کے اجتماعات میں بار بار اور کثرت سے شریک ہوں۔

لیکن ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایسے روحانی ماحول میں اعتراض اور نکتہ چینی کی غرض سے ہرگز نہ جاتیں۔ ورنہ نفع کے بجائے نقصان ہوگا۔ ایسے روحانی ماحول میں جانے کی بس یہی نیت ہے کہ وہاں جا کر سم کچھ سیکھیں گے کچھ حاصل کریں گے، شروع شروع میں بات دل میں اُترتی بھی نہیں۔ اور بعض کو تو کچھ سمجھ میں بھی نہیں آتا لیکن اس کے باوجود ایسے ماحول میں ضرور شریک ہوتے رہیں اس سے کئی فائدے حاصل ہوں گے۔ ایمان و یقین میں پختگی آتی جاتے گی۔ آخرت والی زندگی کے لئے تیاری



کی فکر پیدا ہوگی۔ مزید یہ کہ ایسے ماحول میں رہنے سے دل کو ایک سکون  
 واطمینان نصیب ہوگا۔ آہستہ آہستہ دینی مزاج بنتا چلا جائے گا۔ اور پھر  
 ایک ایک سنت پر عمل کرنے کو دل چاہے گا۔ اور ایک ایک خلاف سنت  
 عمل سے دل بیزار ہو جائے گا۔ اور منکرات کو چھوڑ دینا آسان ہو جائے  
 گا۔ فیشن پرستی سے بھی نفرت ہو جائے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ایک ایک سنت سے محبت ہو جائے گی۔ فیشن کے بجائے سنت  
 پر چلنا آسان ہو جائے گا۔ یہ ایک شاہدے والی بات ہے۔ ہزاروں  
 لاکھوں ان لوگوں کو ان ہی دینی اجتماعات کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے  
 ہدایت نصیب فرمائی ہے۔ آپ بھی اس نسخے کو آزما کر دیکھ لیں۔ انشاء  
 ضرور فائدہ ہوگا۔

لیکن یہاں ایک بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری  
 ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی دینی عنوان کے

### ایک اہم نوٹ

تحت آپ کو بلا یا جاتے۔ آپ چلے نہ جائیں کیونکہ آج کل بے شمار مقامات  
 پر ایسے جلسے ہو رہے ہیں جہاں "سیرت النبی" کے یا کسی اور جاؤپ نظر  
 عنوان پر لوگوں کو بلا یا جاتا ہے لیکن وہاں اہل حق بزرگ حضرات کے  
 خلاف جھوٹ بہتان بازی فحش باتیں کہی جاتی ہیں اور اہل حق حضرات  
 علمائے کرام کو کافر ازندیق اور منافق کہہ کر سادہ لوح عوام کو گمراہ کیا جاتا  
 ہے۔ بجائے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک بیان  
 کرتے کہ خود اپنی سیرت بیان کی جاتی ہے۔ یا پھر ملک بھر کی سیاسی باتیں  
 کہی جاتی ہیں جن کا سیرت جیسے پیارے عنوان کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔

مزید یہ کہ بعض ایسے جلسے آج کل منعقد کئے جاتے ہیں جن میں  
 واعظ صاحب "سیرت النبی" کے عنوان پر دھواں دار جو شیلی تقریر کرتے  
 ہیں۔ لیکن ان کے حلیہ کا عالم یہ ہوتا ہے کہ یا تو ننگے سر ہوتے ہیں یا سر پستی

بندھی ہوتی ہے اور ڈاڑھی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ اور بعض تو کوٹ  
 ٹائی پتلون میں سیرت کے جلسوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ آپ ایسے جلسوں  
 میں ہرگز نہ جائیں اور نیت پل نہیں رہتی اور ان سے کوئی نفع کی امید نہیں کی جاسکتی  
 جو خود عامل نہ ہو۔ جو خود دین پر نہ چلتا ہو۔ وہ دوسروں کو کیا عمل کی دعوت  
 دے سکتا ہے۔ وہ دوسروں کو دین پر چلنے کی کیا ترغیب دے سکتا ہے۔  
 یاد رکھیے کہ ایسے جلسوں میں جانے سے نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔  
 بلکہ آپ ایسے اجتماعات یا جلسوں میں جائیں جہاں ایمان و یقین کی باتیں  
 ہوتی ہوں۔ جہاں جا کر ایمان میں تازگی ہوتی ہو۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے محبت اور عقیدت میں اضافہ ہوتا ہے نیز آپ کی پیاری سنتوں  
 اور پیارے طریقوں پر چلنے کی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہو۔ جہاں قرآن  
 اور حدیث کا صحیح علم حاصل ہوتا ہو۔ جہاں بزرگوں کی شان میں گستاخی نہ  
 کی جاتی ہو۔ بلکہ صحابہ کرام رضہ، علمائے کرام وغیرہ بزرگان دین کی عقیدت  
 دل میں پیدا ہوتی ہو۔ جہاں ”توڑ“ کی باتیں نہ ہوتی ہوں بلکہ ”جوڑہ“ کی باتیں  
 ہوتی ہوں جہاں آخرت کی فکر دلائی جاتی ہو۔ جہاں ہمیں اسلامی اعمال  
 پر ابھارا جاتا ہو۔ ایسے جلسوں میں آپ ضرور جائیں۔ اور اپنی خواتین کو  
 خواتین کے اجتماعات میں بھیجیں۔ بچوں کو بھی ایسے اجتماعات میں ساتھ  
 لے جائیں۔ اور وہاں جن باتوں کی دعوت دی جا رہی ہے اُن پر عمل کریں  
 تو انشاء اللہ تم انشاء اللہ ضرور ضرور نفع ہوگا۔ فیشن پرستی۔ سینما بینی  
 ناول بینی۔ بے پردگی۔ سنتوں سے بے رغبتی وغیرہ ان سب روحانی مہر اُن  
 سے نجات مل جائے گی اور انشاء اللہ دین اسلام پر چلنا آسان ہو جائے  
 گا۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین۔

۱۔ مثلاً دین سیکھنے سکھانے کے لیے کچھ وقت نکالنا وغیرہ۔



## اللہ والوں کی صحبت

اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔ اُن سے بار بار ملتے رہا کریں ان کی باتوں کو غور سے سُنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اللہ والوں سے مُراد یہاں پر مشائخین کرام بھی ہیں۔ اور علمائے حق بھی ہیں مشائخین کرام اور علمائے حق سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آتے، جن کے عقائد قرآن و حدیث کے مطابق ہوں۔ اور جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگتی ہو۔ اور اخلاق و اعمال کی درستی ہونے لگتی ہو۔ خود قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو  
اور جو لوگ دین کے پتے اور سچے ہیں ان کے ساتھ رہو

قرب جلتے ہوتے دل کے اپنا دل کرے  
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے  
نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا (اکبر)

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات کا بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ اور بغیر کسی خاص کوشش کے اثر قبول کر لیتا ہے اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی اس لئے اچھی صحبت بہت ہی فائدے کی چیز ہے (حیات المسلمین صفحہ ۱۹۳) بہر حال مختصراً یہ کہ اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے منکرات سے دور ہو جانا آسان ہو جاتا ہے۔ سنتوں سے محبت

ہو جاتی ہے۔ اور فیشن پرستی کی روحانی بیماری سے چھٹکارا آسان ہو جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی جامع شریعت و طریقت اللہ والے بزرگ اسلامی تعلق قائم کر لیں۔ یا بیعت کر لیں: جامع شریعت سے مراد یہ ہے کہ بعد ضرورت احکام شریعت سے واقف ہو: (معارف شمس تبریز ص ۳۲)

بہر حال یہ بھی ایک بڑے مشاہدے والی بات ہے۔ آپ اسے بھی آزما کر دیکھ لیں۔

بزرگوں سے تعلق اور ان کی صحبت اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام تصوف ہے اور ایک مشہور حدیث میں اسی کو "احسان" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن تصوف کے معاملے میں لوگوں نے بہت زیادہ افراط و تفریط سے کام لیا ہے ایک گروہ نے تصوف کے نام پر دین میں ایسے ایسے مشرکانہ عقیدے گھڑ لیے ہیں اور ایسے ایسے مشرکانہ اعمال، خرافات کو ایجاد کیا ہے کہ شیطان بھی ان سے پناہ مانگتا ہو گا۔ ان جاہل صوفیوں کے پاس نمازوں کا تو اہتمام نہیں لیکن مطلقاً کانشہ چھلپا رہتا ہے۔ دارِ طہی تک نہیں رکھتے یا پھر غیر شرعی دارِ طہی رکھتے ہیں۔ بنا محرم لڑکیوں سے پیرو بواتے ہیں اور انہیں روحانی بیٹیاں کہتے ہیں۔ غرض نہ نماز نہ تلاوت نہ دارِ طہی نہ پردہ، لیکن خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب گمراہی اور زندقہ ہے۔ ایک دوسرے گروہ نے تصوف کو بدعت قرار دیکر اس کا انکار ہی کر دیا ہے، حالانکہ تصوف بھی دین کا ایک شعبہ ہے جس کے ذریعہ سے لاکھوں اور کروڑوں افراد کو فائدہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اگر اس میں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں تو اسکی اصلاح کی جائے نہ کہ اس کا انکار یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی کے سر میں پھوٹا ہو جاتے اور وہ اس سر کو اپنے جسم سے علیحدہ کر دے۔

## مستند علماء کی کتب کا مطالعہ

مستند علماء و کرام کی کتب کا مطالعہ مسلسل کرتے رہا کریں اس سے دینی ذہن بننے میں آسانی ہوتی ہے اور منکرات کا چھوڑنا بھی آسان ہو جاتا ہے مرشدنا حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے ایک بار احقر کو اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ "اہل اللہ کی کتب کا مطالعہ قائم مقام صحبت نیک کے ہو جاتا ہے اور مصنف کتب کے قلب کی برکات آدمی میں غیر شعوری طور پر سرایت کرتی ہیں اور اثر کرتی ہیں" بہر حال فیضانِ پرستی کے علاج میں مستند علماء کرام کے کتب کے مطالعہ کو بھی ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ذیل میں مستند دینی کتب کی ایک مختصر فہرست لکھی جا رہی ہے :-

اگر آپ ان کتب کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ ضرور نفع ہوگا۔ دین کی صحیح فکر اور شعور پیدا ہوگا۔ اور ان کے مطالعہ سے دین کا صحیح علم حاصل ہوگا۔

① تفسیر معارف القرآن (۸ جلدوں میں) از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب لاہور زبان میں قرآن مجید کی ایک مستند اور مکمل تفسیر ہے،

② THE HOLY QURAN ENGLISH TRANSLATION  
AND COMMENTARY BY MOULANA ABDUL MAJID

DARYABAD

قرآن مجید کا مستند ترجمہ اور تفسیر انگریزی زبان میں از حضرت مولانا  
عبدالماجد دریابادی (۲)

۳) معارف الحدیث :- از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نطلتہ  
(احادیث کی آسان زبان میں تشریح ہے)

۴) زادِ سفر :- (۲ جلدوں میں) از ائمہ اشد تسنیم مرحومہ (بمشیتِ حضرت  
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ)

۵) سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :- (۳ جلدوں میں) از حضرت  
مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی (۲)

۶) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم :- از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

۷) مجموعہ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۲ جلدوں میں) از مولانا محمد اسلم  
قاسمی (ابن حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب نطلتہ بہتم و العلوم  
دیوبند)

۸) شمائلِ ترمذی معہ اردو ترجمہ خصائلِ نبوی :- از شیخ الحدیث حضرت  
مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی مدظلہ

۹) اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم :- از حضرت عارف باللہ ڈاکٹر

عبدالحمی مدظلہ، خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب  
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

⑩ تبلیغی نصاب :- (۲ جلدوں میں)، از شیخ اکمیت حضرت  
مولانا محمد زکریا صاحب ہاجر مدنی مدظلہ۔ (جس میں حکایاتِ صحابہ  
فضائل نماز، فضائل ذکر، فضائل رمضان، فضائل درود شریف  
فضائل تبلیغ، صدقات، حج شامل ہیں)۔

⑪ حیات الصحابہؓ :- (۳ جلدوں میں) از حضرت جی مولانا شاہ محمد  
یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ۔

⑫ تعلیم الاسلام :- از حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب  
یہ کتاب انگلش میں LESSONS IN ISLAM کے نام سے  
دستیاب ہے)۔

⑬ بہشتی زیور :- از حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب  
تھانوی رح کتاب نمبر ۱۲ اور ۱۳ میں پیدائش سے لیکر موت تک مکمل  
فقہی مسائل آسان زبان میں درج ہیں)۔

⑭ فتاویٰ رحیمیہ :- (۳ جلدوں میں) از حضرت مولانا مفتی سید  
عبدالرحیم صاحب لاچوری مدظلہ۔

⑮ جواہر الفقہ :- (دو جلدوں میں) از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد شفیع  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ جدید سائنس اور فقہ اسلامی کی روشنی میں عظیم  
تحقیقات کا یہ مجموعہ ہے جسے اسلامی انسائیکلو پیڈیا بھی کہہ  
سکتے ہیں۔

⑯ فیوض یزدانی :- (ترجمہ الفتح الربانی، مجالس حسنہ پیران پیر حضرت  
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم حضرت مولانا عاشق الہی  
صاحب میرٹھی رح)۔

- ①۷ مجلس حکیم الامت :- (حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) تحریر و ترتیب: حضرت مولانا محمد شفیع صاحب۔
- ①۸ روح کی بیماریاں اور ان کا علاج :- از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کراچی، اس میں روحانی بیماریوں مثلاً ریاکاری، شہرت کی خواہش، جھوٹ اور غیبت اور چغنیوری کی عادت بد نظری، عشق مجازی، غصہ، تکبر، حسد وغیرہ کی وضاحت اور ان کا مکمل علاج بتایا گیا ہے،

نوٹ: ان مستند کتب کے مطالعہ سے انشاء اللہ تحصیل

علم دین کے علاوہ اللہ سے تعلق نیز سرکارِ دو جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں اضافہ ہوگا۔ قرآن مجید کی مستند تفسیر، احادیث کی مستند تشریح نیز تمام ضروری مسئلے مسائل کا علم حاصل ہوگا مزید یہ کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کرامؓ اور سلف صالحین سے عقیدت پیدا ہوگی اور اپنے اندر کی روحانی امراض بشمول فیشن پرستی کو جاننے اور ان کو چھوڑنے کا داعیہ دل میں پیدا ہوگا۔

## نماز کی پابندی

نماز کی پابندی کا اہتمام کریں اور مردوں اور عورتوں دونوں کو نماز پڑھنے کا سختی سے اہتمام کرنا چاہیے۔ اپنے بچوں اور بچیوں کو سات سال ہی سے نماز پڑھنے کی عادت ڈلوائیں۔ نماز کی تو یہ خاصیت ہے ہی کہ وہ بڑائیوں سے روکتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی اسکی صراحت موجود ہے۔ بہر حال

لئے زندگی کے ہر لمحے اور موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو جاننے کے لئے مولانا محمد رفیع القاسمی صاحب مدظلہ کی عالیہ تصنیف "گلدستہ سنت" کا

ضرور مطالعہ فرمائیں (ج-س)

نماز کی برکت سے انشاء اللہ دینی ذہن بنتا جاتے گا اور فیشن پرستی کو ترک کرنا آسان ہو جاتے گا۔

## تلاوت و ذکر کا اہتمام

تلاوت کا روزانہ اہتمام کریں اور روزانہ فجر اور عصر کے بعد تواتر بارگاہِ طیبہ درود شریف اور استغفار پڑھا کریں۔ اگر آپ کسی اہل حق بزرگ سے بیعت ہیں تو پھر ان کے بتاتے ہوئے ذکر کا اہتمام کریں اس میں پابندی بے حد ضروری ہے۔ ذکر کی تاثیر یہ ہے کہ اس سے قلب میں نورانیت آنے لگتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے دینی ذہن بننے لگتا ہے۔ نتیجاً فیشن کو چھوڑنا اور سنتوں پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

## فضائل اور مسائل کی تعلیم

روزانہ اپنے مکان میں کم از کم دس منٹ فضائل اور مسائل کے کتب کی تعلیم کے لئے وقف ہونے چاہئیں۔ فضائل کی کتاب مثلاً فضائل نماز یا فضائل تبلیغ وغیرہ اور مسائل کی کتاب مثلاً تعلیم اسلام یا بہشتی زیور کچھ دیر کے لئے سناتے جائیں اور خاندان کے دیگر افراد سے خاموشی سے سنتے رہیں۔ یہ بھی مشاہدے والی بات ہے کہ جس جس گھر میں یہ عمل شروع کیا گیا وہاں گھر کے ہر فرد کو نفع ہی نفع ہوا۔

## ہر نشست میں دین کی بات

اپنی ہر بیٹھک اور نشست میں دین کی کوئی نہ کوئی بات، جس میں کسی کا اختلاف نہ ہو، ضرور کہیے۔ مثلاً مختلف سنتوں کو بیان کریں جیسے کھانے

لے یعنی تبلیغی نصاب از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی مدظلہ لے



پینے کی سنتیں اٹھنے بیٹھنے کی سنتیں، نماز کی سنتیں وغیرہ بار بار دینی باتوں کو سننے اور سنانے سے دل میں ایک نور پیدا ہوگا جس کی برکت سے فیشن پرستی کو ترک کرنا آسان ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

## دینی تعلیم کے جزوقتی مفت ادارے

ہر محلے میں دینی تعلیم کے جزوقتی ادارے کھولے جائیں۔ جہاں پر لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن و حدیث، سیرت پاک اور مسئلے مسائل کی مفت تعلیم دی جاتی ہو تاکہ عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات ان جزوقتی دینی اداروں میں دینی تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں مگر مسلسل دینی تعلیم حاصل ہوتی رہے تو رفتہ رفتہ سنتوں کی عظمت پیدا ہوتی جلتے گی اور اس طرح مختلف فیشنوں کو ترک کرنا آسان ہو جائے گا۔

## موت کا مراقبہ

رات میں سونے سے پہلے یا کبھی تنہائی کے وقت بائیکل بیکو ہو کر یوں تصور کریں کہ میرا انتقال ہو چکا ہے۔ لوگ مجھے غسل دے کر کفن پہنا رہے ہیں۔ اور پھر ڈولے میں رکھ کر قبرستان لے جا رہے ہیں۔ ایک طرف والدین اور بیوی بچے رو رہے ہیں اور دوسری طرف دوست احباب اور رشتہ داروں کا رنج سے بڑا حال ہے۔ پھر قبرستان پہنچ کر میری میت کو ڈولے سے نکال کر قبر میں لٹایا جا رہا ہے اور مجھ پر مٹی ڈال کر لوگ واپس ہو رہے ہیں۔ عزیز رشتہ دار مال و متاع ہر چیز کو میں دنیا میں چھوڑ آیا ہوں اور پھر میں دنیا میں کبھی واپس نہ جا سکوں گا۔ قیامت تک مجھے یہیں رہنا پڑے گا۔ اس کو موت کا مراقبہ کہتے ہیں اور حدیث میں آتا ہے کہ موت کو یاد کرنے سے دلوں کا رنگ صاف ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دل کی صفائی

ہوتی رہے گی تو حقیقتات دل میں اُترتی جاتے گی۔ سنتوں پر چلنا اور فیشن کو چھوڑنا آسان ہو جاتے گا۔ کبھی کبھی قبرستانوں کو بھی ضرور جاتے رہیں حدیثوں میں اسکی بڑی تاکید آئی ہے اس سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے۔

خوب خوب دُعا کرتے رہیں اور بڑے خلاص  
**دعا کرتے رہیں** اور الحاح سے دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 ہمیں سنتوں پر عمل کرنے اور فیشن پرستی کو ترک کرنے کی ہمت اور توفیق  
 عطا فرمائے۔

## پرہیز

علاج کے ساتھ ساتھ پرہیز بھی لازم ہے ورنہ علاج کا فائدہ نہیں ہوگا۔ ذیل میں فیشن پرستی کے علاج کا پرہیز بھی بتایا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ علاج کے ساتھ ساتھ پرہیز بھی کیا جاتے گا۔

## سینما بینی ترک کریں

سینما بینی کی عادت کو قطعی طور پر ترک کر دیں۔ پوری کوشش کریں کہ خود بھی اور اپنے بیوی بچے وغیرہ بھی سینما نہ دیکھیں۔ سینما دراصل تمام برائیوں کے سیکھنے کا ٹریننگ اسکول ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے لہذا اس کے قریب بھی نہ جائیں اور یاد رکھیے کہ ٹیلی ویژن پر فلم دیکھنا بھی سینما بینی ہی ہے۔ جس سے پرہیز لازم ہے۔

## فلمی رولوں اور ناولوں سے پرہیز

فلمی رولے، منسی اور دو ملانی ناول گھر میں قطعاً نہ لائے جائیں نہ خود ان کا مطالعہ کریں نہ اپنے بیوی بچوں کو کرنے دیں۔

## بُری صحبت سے بچیں

بُری صحبت سے بہر حال میں بچیں ہمیشہ اچھی صحبت اختیار کریں دیندار لوگوں کی صحبت میں رہنے کی کوشش کریں۔ بہر حال بُری صحبت سے پرہیز لازم ہے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہوگا۔ دین کا بھی اور دنیا کا بھی۔

اس کا بیان پہلے آچکا ہے۔ بہر حال غلط جلسوں میں نہ جائیں

غلط جلسوں سے بالکل پرہیز کریں۔

## دین پر چل کر تو دیکھئے

ہمت ہارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ سے امید رکھیں مگر آپ آج ہی سے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ آپ کو دینی امور میں دلچسپی ہونے لگے گی اور دین پر چلنا آسان ہو جائے گا جب بندہ اپنے مولا کی طرف ایک ہاتھ بڑھاتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی طرف دوسرا ہاتھ بڑھاتے ہیں (یہ ایک مشہور حدیث کے ایک حصے کا مفہوم ہے) اللہ کے فضل سے نماز، تلاوت اور ذکر اور علمائے حق اور دیندار لوگوں کی صحبت اور دعوت و تبلیغ کے کام میں شرکت کی برکت سے انشاء اللہ دین کی عظمت دلوں میں پیدا ہوتی جاتے گی میں سچ کہتا ہوں کہ فیشن پرستی سینما بینی اور ناول بینی وغیرہ ہر ہر لغو اور بُرے کام سے نفرت ہوتی جاتی گی اور سرکارِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت اور ایک ایک ادا سے محبت ہوتی جاتی گی۔ نماز اور تلاوت و دیگر عبادات میں بلکہ ساری زندگی ہی میں ایسا لطف اور مزہ آتے گا جو ہزاروں قسم کے فیشن کرنے سے لاکھوں سینما دیکھنے اور لاکھوں ناولیں پڑھنے سے نصیب نہیں

ہوسکتا۔ اور پھر تو ایک نئی زمین ہوگی اور ایک نیا آسمان۔ دین جب  
 ہماری زندگی میں آنے لگتا ہے اور ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک  
 سنتوں کا ہماری زندگیوں میں عام رواج ہونے لگتا ہے تو گویا ہماری زندگی  
 ہی بدل جاتی ہے۔ ایک سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے جس کا ہم خود شاہد  
 کر سکتے ہیں۔

اب نہ وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں  
 تو نے جہاں بدل دیا آکے مسری نگاہ میں

## فیشن پرستی کا بہترین علاج

فیشن پرستی ایک مہلک روحانی مرض ہے جس کا ابھی ہم نے مطالعہ  
 کیا اور اس سے بچنے کی تدابیر کو بھی ملاحظہ کیا لیکن ذیل میں اس مرض کا ایک  
 بہت ہی موثر آسان بہترین اور مکمل علاج درج کیا جا رہا ہے۔ ٹھنڈے  
 دل سے اور غور سے مطالعہ فرمائیے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔  
 انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ضرور نفع ہوگا۔ اور وہ علاج یہ ہے کہ اپنے فارغ  
 اوقات کو دعوت و تبلیغ کے کام میں لگائیں۔ محلے کی ہفتہ کی دو گشتیں  
 اپنے شہر یا ضلع کے ہفتہ فاری مرکزی اجتماع میں شرکت، مہینہ میں تین  
 دن اور سال میں چالیس دن یعنی ایک چلہ، وغیرہ۔ ان سب میں اگر ہم اپنا  
 وقت لگائیں بلکہ اپنے بچوں کو کم از کم ۲۴، ۲۴ گھنٹوں کی جماعت میں بھیجتے  
 رہیں اور خواتین کو خواتین کے اجتماعات میں بھیجیں تو انشاء اللہ دینی مزاج  
 پنا چلے جائے گا، ہمارا سارا گھر، سارا محلہ اور شہر، بلکہ ملک کے ملک اسلام  
 کی طرف آنے لگیں گے۔ سرکارِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک

طریقے عام ہونے لگیں گے۔ انشاء اللہ فیشن پرستی خود بخود ختم ہوتی جلی جائے گی۔

ہزاروں اور لاکھوں واقعات شاہد ہیں، اکھٹے لاکھوں اور کورڈوں افراد کی زندگی اس مبارک کام کی برکت سے بدل گئی ہے۔ کیسے کیسے بے دین لوگ اللہ والے بن گئے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہر کام صرف نماز روزہ کی دعوت ہے۔ حالانکہ ایسا بالکل نہیں بلکہ یہ کام اللہ سے صحیح تعلق قائم کرنے کا نام ہے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو مکمل طور پر اپنائینے کی دعوت ہے۔ دعوت و تبلیغ کا کام دین اسلام کو مکمل طور پر ہماری زندگیوں میں لانے کا نام ہے، لیکن یہ کام اسی وقت سمجھ میں آسکتا ہے جب کہ اخلاص کے ساتھ اس میں کچھ وقت لگایا جائے۔

بہت سے کام دنیا میں ایسے ہیں جن کو، دیکھ کر کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ "دعوت و تبلیغ" والا کام ایسا ہے کہ اس کو کر کے دیکھنا پڑتا ہے۔ مختلف کالجوں اور سکولوں کے ایسے بے شمار طلباء سے راقم السطو واقف ہے جو دین سے بہت دور تھے جو نماز کے پابند بالکل نہیں تھے والدین کے نافرمان تھے۔ سخت فیشن پرستی میں مبتلا تھے۔ دن رات سینما بینی اور لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ اور دیگر بڑی عادتوں میں اپنے اوقات گزارتے تھے لیکن جب وہ اس مبارک کام میں لگے تو اللہ اللہ ان کو صرف دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ان کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی چہرے پر داڑھی کی مبارک سنت، پھر سنت والا لباس۔ پھر ان کے بلند اخلاق اور سنجیدگی اور متانت مزید کہ والدین اور استادوں کا ادب اور اطاعت۔ عرض ان خوبیوں کو کوئی کہاں تک گناتے۔ مخقر

یہ کہ اس کام سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ بڑوں میں بھی بچوں میں بھی۔ مردوں میں بھی، عورتوں میں بھی آپ بھی آزما کر دیکھئے۔ بہر حال اس کے تعلق کے بعد حالات کچھ اس طرح ہو جاتے ہیں:-

① انسان کا تعلق اپنے خالق سے مضبوط ہونے لگتا ہے۔ اس کو یقین

کامل ہونے لگتا ہے کہ سب کچھ بس اللہ ہی سے ہوتا ہے۔

② اُسے یقین ہونے لگتا ہے کہ کامیابی اور ناکامی کا دار و مدار دین اور

بے دینی پر ہے۔ دین پر چلنا کامیابی ہے۔ اور بے دینی ناکامی ہے۔

امیر اور دولت مند ہو کر بھی انسان ناکام ہے۔ اگر وہ بے دین

ہے۔ اور عزت اور فقیری کی حالت میں بھی وہ کامیاب ہے اگر وہ

دیندار ہے۔

③ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں اضافہ ہونے

لگتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مبارک سنت اور ایک ایک

مبارک طریقہ کو وہ اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور

اس کو وہ بہت بڑی سعادت سمجھتا ہے (اور ایسا یقیناً سمجھنا بھی

چاہیے) (ظاہر ہے کہ اس کے بعد فیشن پرستی کہاں باقی رہ

سکتی ہے۔

④ الغرض وہ اپنی عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست،

دین دین، وغیرہ وغیرہ۔ سب کو اس دین کے تابع کر دینا چاہتا

ہے جس کو لے کر سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔

⑤ وہ اللہ سے دعائیں مانگنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ (اور اُسے دعاؤں

کی قبولیت کا احساس بھی ہونے لگتا ہے)۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت

کرنے والا اللہ کا ذکر کرنے والا اور رُودِ شریف صبحِ شام پڑھنے



والا بن جاتا ہے۔ وہ والدین کا اطاعت گزار۔ بڑوں کا ادب کرنے والا بن جاتا ہے اور اسلامی اصولوں غرض اسکی پوری زندگی اسلام کے نورانی سانچے میں ڈھلنے لگتی ہے۔ اس کا دینی مزاج بننے لگتا ہے۔ اور فیشن پرستی اس سے چھوٹنے لگتی ہے۔

⑥ اس کا ایمان و یقین درست ہونے لگتا ہے۔ اسکی نمازیں صحیح ہونے لگتی ہیں۔ اس کو یہ فکر لگ جاتی ہے کہ وہ خود بھی پورا پورا دین پر چلنے والا بن جائے اور اپنے گھر والوں اور محلے والوں بلکہ ساری امت بلکہ سارے عالم کو دین اسلام پر پورا پورا چلانے والا بن جائے۔

⑤ اُسے اس بات کا احساس ہو جاتا ہے کہ وہ اب تک کس قدر دھوکے اور تاریکی میں تھا۔ کس قدر ظاہری اور باطنی گناہوں اور غیر اسلامی افکار اور نظریات میں مبتلا تھا۔ کس قدر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں سے دور تھا۔ گویا یہ دعوت و تبلیغ والا کام ایک آئینہ ہے جس میں ان اپنی صحیح شکل دیکھ لیتا ہے کہ وہ "کتنے پانی میں ہے" (مطلب یہ ہے کہ اُس میں کتنی دینداری ہے اُس کا اُسے صحیح اندازہ ہو جاتا ہے)

⑧ نہ صرف فیشن پرستی بلکہ سینما، مینی، ناول، مینی، ریس اور جوا، بے پردگی، شراب نوشی، نمازوں کو چھوڑ دینا وغیرہ وغیرہ۔ ان سب امراض سے وہ دور ہونے لگتا ہے۔

⑨ اس کام میں لگنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ عشق رسول کیا ہے اور عاشق رسول صحیح معنوں میں کسے کہتے ہیں۔

⑩ اس کام کی برکت سے انکے دل میں صحابہ کرامؓ کی اولیائے



گرام، علمائے کرام اور سلفِ صالحین کی عزت و عظمت اور عقیدت پیدا ہو جاتی ہے۔

① اس کے بلند اور اعلیٰ اخلاق اللہ کو راضی کرنے والے بن جاتے ہیں۔  
② اکھنشد اس مبارک کام کی برکت سے اسلام کے جیتے جاگتے نولے دنیا میں نظر آ رہے ہیں۔

**خلاصہ بحث**، بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ فیشن پرستی کو چھوڑنا چاہتے ہیں اور یقیناً اسے چھوڑنا ہی چاہیے، اور اپنے سرکارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں اور آپ کی مبارک سنتوں کو اپنی اور اپنے خاندان والوں کی زندگی میں لانا چاہتے ہیں تو دعوت و تبلیغ کے اس کام میں لگ کر دیکھئے۔ انشاء اللہ، ثم انشاء اللہ ضرور ضرور نفع ہوگا۔ نہ صرف دین اور آخرت کا نفع بلکہ دنیا میں بھی سکون نصیب ہوگا۔ اکھنشد اس کام کی برکت سے سائے عالم میں اسلام کے پھیلنے کے قومی امکانات (CHANCES) ظاہر ہونے لگے ہیں۔

یاد رکھیے کہ دعوت و تبلیغ کا کام خالص اپنی اور سائے عالم کے اصلاح کا کام ہے کاشکس یہ بات ہمیں سمجھ میں آجاتے۔  
الغرض فیشن پرستی ایک روحانی مرض ہے اور اس کا علاج اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ہماری نفس کی اصلاح نہ ہو جاتے۔ اور اس زمانے میں دعوت و تبلیغ کا کام اصلاحِ نفس کا سب سے مؤثر طریقہ ہے۔ چنانچہ مرشدنا حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

نفس تفصیل کیلئے احقر کی تالیف "فاسوش انقلاب یا کشتی نوح" کا ضرور مطالعہ فرمائیے لیکن اس کے شائع ہونے میں ابھی کچھ دیر ہے۔ (ج - س)

اصلاحِ نفس کے چار جزو اور چار طریقے ہیں اور تبلیغ کے اندر حسن اتفاق سے چاروں طریقے جمع ہو گئے ہیں، صحبتِ صالح بھی ہے، ذکر و فکر بھی ہے، مواظبات فی اللہ بھی ہے اور میسبہ نفس بھی ہے اور انہی چاروں مجموعوں کا نام تبلیغی جماعت ہے۔ عام لوگوں کے لئے اصلاحِ نفس کا اس سے

بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا۔ اس طریقہ کار سے دین عام ہوتا جا رہا ہے۔ اور ہر ملک کے اندر یہ صدا پہنچتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے ذریعہ لوگوں کے عقائد درست ہو

رہے ہیں۔ لوگ تیزی سے اعمال کی جانب بڑھ رہے ہیں اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سانچے میں

ڈھالنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں کم از کم ان تجربات کو سامنے رکھ کر اعتراض کرنے والوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا اور غور کرنا چاہیے۔ اس لئے اس میں خود چل کر اس

کام کے فائدہ کو دیکھنا چاہیے۔ اور پھر اعتراضات تو وہ

قابل قبول ہیں جو کام میں ٹھس کر کے جاتیں اور جو باہر بیٹھ

کر اعتراضات کرے وہ قابل قبول نہیں ہوا کرتے۔ اگر اندر

ٹھس کر کوئی اعتراض کرے تب تو ٹھیک ہے۔ لیکن اندر

گھسنے والا کوئی اعتراض کرتا نہیں کیونکہ داخل ہونے کے بعد

لئے اس کام کا فائدہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم

ہو گیا کہ یہ سب باہر کے اعتراضات ہیں جو قابل قبول نہیں۔

(تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور اسکے مفصل جوابات)

اب اس کتاب کو ایک ایمان افروز واقعہ پر ختم کرتا ہوں۔

بے شمار واقعات ہر ملک میں مسلسل پیش آ رہے ہیں۔ کوئی کہاں تک کہے

اور لکھے۔ اور ان باتوں کو لکھنا کچھ مناسب بھی نہیں۔  
ان کا تعلق تو دیکھنے ہی سے ہوتا ہے۔ بہر حال آپ خود وقت  
لگا کر دیکھ لیں ان شاء اللہ ایمان تازہ ہو جائے گا۔

## لندن کا ایمان افروز واقعہ

تبلیغی جماعت کے کچھ لوگ لندن گئے۔ وہ اپنے لیے گھرتے، اُونچے  
پانچامہ اور گول ٹوپی میں بظاہر وہاں عجیب سے معلوم ہوتے تھے۔ مگر اس  
کے باوجود انگریز ان کا بہت ادب کرتے تھے۔ ایک بار ان لوگوں نے کسی  
پارک (PARK) میں نماز پڑھی۔ وہ نماز پڑھ کر بیٹھے ہوتے تھے کہ ایک  
انگریز آیا اور ان کی پیٹھ پر اپنے دونوں ہاتھ پھر کر اپنے ہاتھوں کو چوم لیا۔  
ایک شخص نے پوچھا۔ تم ان لوگوں کا اتنا احترام کیوں کرتے ہو؟  
اُس نے جواب دیا۔

یہ لوگ اپنے اس علیہ میں ہم کو عیسیٰ اور موسیٰ کی طرح دکھائی دیتے ہیں

THEY ARE JUST LIKE JESUS AND MOSES:-

(ماہنامہ الرسالہ جنوری ۱۹۸۱ء ص ۱۶)

اب اس واقعہ پر کیا تبصرہ کیا جاتے۔ بس اپنا ایمان تازہ کر لیجئے۔  
آپ خود محسوس کر سکتے ہیں کہ سنت والے مبارک اعمال کو صرف  
دیکھ کر غیر لوگ اسلام کی عظمت اپنے دلوں میں محسوس کر لے ہیں بعض  
واقعات تو بیرونی ممالک میں ایسے بھی پیش آ رہے ہیں کہ لوگ گشتوں میں  
ساتھ ہو کر جماعتوں میں نکلے ہوئے لوگوں سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں  
کہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور نہ جھوٹوں  
کا چہرہ ایسا ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض افراد تو صرف جماعتوں کی نقل و حرکت

دیکھ کر اسلام قبول کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ اکھبر اللہ برابر جاری ہے۔  
تو جب ممالوں میں صحیح معنوں میں اسلامی اعمال کو وہ دیکھیں گے  
تو کیا حال ہوگا۔ ساری دنیا کی کایا ہی پلٹ جائے گی۔ بس اسلام ہی اسلام  
ہوگا دنیا میں چین و سکون ہوگا۔

بہر حال اب وقت آگیا ہے دیر نہ کریں۔ پتہ نہیں ہمارا موت کا  
وقت تکب ہے۔ غیروں کے طریقوں کو جلد سے جلد چھوڑ دیں۔ فیشن پرستی  
کو اپنی زندگی سے باہر نکال پھینک دیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے مبارک طریقوں اور آپ کی مبارک سنتوں پر خود کبھی چلیں اور اسکی دعوت  
سائے عالم کو دیں۔ اسی میں اپنی اور سائے عالم کی فلاح اور کامیابی ہے۔  
اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (امین ثم امین)

## دُعَا

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بھی اور قارئین کو بھی بلکہ سب مسلمانوں  
کو فیشن پرستی کے روحانی مرض اور وبا سے محفوظ فرمائے اور حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کا عاشق اور ان پر چلنے والا بنا لے کہ ہمارا  
جینا بھی اسلام پر ہو اور ہمارا مرنا بھی اسلام پر ہو اور ہمیں کلمہ والی موت  
نصیب فرمائے۔ امین ثم امین

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُحِبُّونَ حَلِيَّ النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَبَيْتِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
أٰلِ سَيِّدِنَا وَبَيْتِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَالْآخِرُ  
وَدَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هـ  
بندہ ناجیز حسن سعید عفا اللہ عنہ